

ہو المعین علیہ السلام

ترجمہ شرح وقایہ زبان اردو

مطبع نظام واقع کانپور میں چھپا

JALAN JUNG ESTATE LIBRARY

(Oriental Section)

URDU PRINTED BOOKS

Access

No.

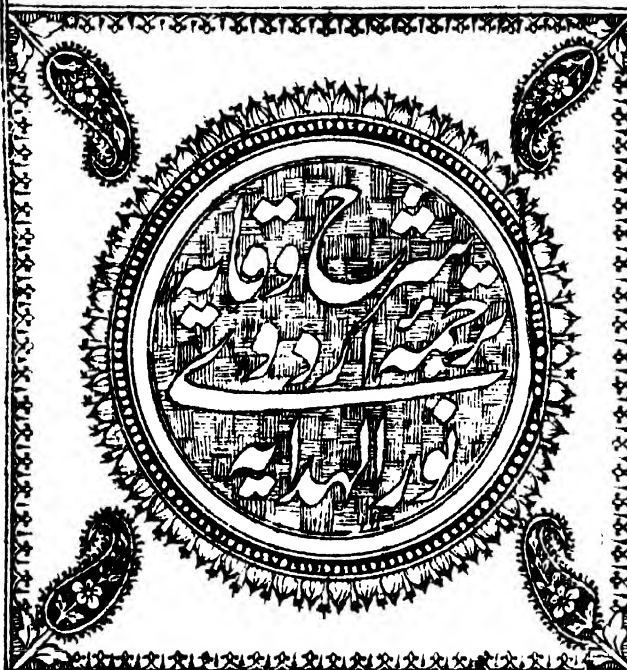
Author

Subject

1900

9
بِمَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

از تصانیف و تالیفات مولانا محمد رفیع الدین صاحب دارالعلوم دیوبند



بانتہا محمد رفیع الدین صاحب دارالعلوم دیوبند

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

[illegible]

اور ان میں سے اگر خرچ کرے تو کم ہو جاوے گا اور اگر علم کو خرچ کرے تو اور زیادہ ہو جاوے گا اور کہا حضرت علیؓ نے کہ عالم ہر روز
ساتھ قائم رہے یہ توفیق ہے مطلق علم دینی کی اور علم دینی میں کوئی علم علم فقہ سے زیادہ نہیں ہوا سکتا کہ پہچان جائے
اس سے حلال اور حرام اور حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرمؐ اور علم حدیث اگرچہ اس کی اصل ہی لیکن یہاں سے ماخوذ ہے اور اس کا حاصل
اور نتیجہ ہی اور علم فقہ کی فضیلت میں فرمایا حضرت زکریاؑ علیہ السلام نے جس سے ساتھ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے ہر شے کا تو اللہ ہی
فقہ کو دیتا ہے زمین میں روایت کیا اور سکون بخاری اور سلم نے اور جامع ترمذی نے نقل رکھی کہ فرمایا حضرت مسلم بن عبد علیہ السلام نے
فقیہ واحد أشد على الشيطان من ألف عابد یعنی ایک فقیہ شایستگی پرست اور پست اور نیک بایا کردہ
فصلتین میں کہ زمین سے جمع ہوتی ہیں منافق میں ایک اچھی سیرت یعنی نیک خلق اور دوسری فقیہ ہونا میں روایت
کیا اور سکون ترمذی نے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دین کا ایک ستون ہے اور دوسرا ستون ہے زمین کا فقہ ہے

بیان تصنیف اس کتاب اور وجہ احادیث و روایت ہونے کا

و تصنیف اس کتاب کی یہ بڑی بڑی ہمت ہے نہ میں نے بعض لوگوں نے خلاف حق یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی ہوائیں پس
مذہب جو حدیثیں مشکوٰۃ شریف وغیرہ سے لے لیں اور پر عمل کر سکیں گے اور جو امم الناس کو جو مقدمہ مذہب میں سے تھے اپنی خواہش
کی طرف ہلانے لگے تو فتنہ ایسا حال ہوا کہ ایک فرقہ ان کا ماحول پیدا کیا کہ یہاں تک کہ خفیوں کی جماعت سے دور رہنے کا
اور جن میں سجد و غنیمت کی غنیمتوں کی بڑی بڑی ہمتیں ہوتی ہیں مگر ان میں سے ہر ایک ایک ایک کتاب کے بعد عبادت
کرنے لگے اور جو لوگ مقدمہ کے اور سکون ترمذی نے اکابر اور اولیاء سے جو دوست تھے ان میں سے بھی جو ہمت
تھ اس مسئلے میں کوئی تصدیق نہیں اور جیسے یہ عمل کرتے ہیں اس باب سے یہ حدیث دیکھو مشکوٰۃ یا ترمذی وغیرہ میں
موجود ہے اور اسی طرح اپنے زعم ناقص کے موافق ہمت نہایت کیا کرتے اور حال اہل نہ کا یہ تھا کہ ان کے اکثر علمائے فہمی
اور احادیث سے جو مذہب فقہیہ میں داخل ہیں ان کا بھی نہیں وجہ نہایت شور اور زناں سلامتوں میں آئے ہو اتنا اس کا جو مذہب
نے پیدا کر دیا کہ کوئی کتاب اس قسم کی تالیف کرنا نہ چاہیے میں نے مسئلے کی اصل قرآن میں اور حدیث سے مذکور ہوئے اور جو حدیث
لکھی ہو سچ ہے جو اس کی تفسیر ہو کہ ان حدیثوں کو مقدمہ میں بہت غلط یا کوڑے اور ان کو ان کے ائمہ معصومین سے سکھائے اس میں بہت کچھ
معلوم ہوا کہ کتاب میں وقایہ جو اس کے مابین قبول اور رد میں ہیں اصل ہی ترمذی کے ہیں اور یہ مسئلے میں اس حدیث سے ذکر کر کے
جرح ہو تو تعدیل اور ضعف و توثیق روایت بھی اس کے ساتھ شامل کیجیے تاکہ ناظر کو اس کتاب کے بخوبی احادیث سے قلمبند

بیان شرف اس کتاب کا اور فوائد اس کے

پہلا فائدہ اس کتاب میں یہ ہے کہ ہر مسئلے میں احادیث جو تعلق اس مسئلے کی ہیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ حجت ہووے اس کے
منکرینہ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس میں لکھی ہیں ان کے جانشین و محبت و محبت کی اور صحت کو اکثر مقامات
پر اثبات کو پہنچایا گیا تاکہ منکرین کو جیسے کلام باقی رہے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں احادیث ہدایہ کی
توضیح کر دی جاتی ہیں تاکہ ہر پڑھنے والے کو بھی فائدہ حاصل ہو چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اگر مسائل مختلف فیہ میں جو قول
مستتر ہو سکے بھی اگر دیکھ جائے کہ حل کرنے والے کو طہران ہو یا پنجوان فائدہ یہ ہے کہ جو اس کتاب کو اول سے

اتھ تک دیکھو اسکو نہایت وقوف احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب حنفیہ سے مطلع ہو جاوے گا چھٹا
 فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب محبت ہر اون لوگوں کے لیے جو مقلد ہیں مذہب حنفیہ کے سا تو ان فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب
 محبت ہر اون لوگوں پر جو طعن کرتے ہیں مذہب حنفی پر اٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب نافع ہر اوس شخص کو
 جو عالم ہو کہ کیونکہ فی الغور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلہ کی نکال سکتا ہے اور جو شخص روئے عبارت
 پڑھ سکتا ہے اسکو بھی نفع ہوگا نو ان فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں جو مسئلے مشکل ہیں اونکی تفصیل کر دی ہے
 تاکہ نظر کو ملال نہ ہو دسواں فائدہ یہ ہے کہ باوجود رعایت ان سب باتوں کے رعایت اختصار بھی کی ہے
 تاکہ کتاب نہایت دراز نہ ہو جائے اور آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب میں نہ آئے کیا رہواں فائدہ یہ ہے کہ
 جو مسئلے مشہور ہیں اور ان میں غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہیں اوس میں لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہے اور تفصیل کی ہے تاکہ
 بخوبی محبت ہو جاوے اور ہر بار ہواں فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں مذکور ہیں سبکی تخریج کر دی ہے اور سب نشان
 حدیث نہیں لکھی تاکہ کوئی طعن نہ کر سکے تیرہواں فائدہ یہ ہے کہ جو حدیث موضوع ہے اسکو نہیں ذکر کیا اور اگر کہیں ذکر کیا
 تو لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اتفاق ہے محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہیں مگر جب کہ لکھ دیا ہے
 کہ یہ حدیث موضوع ہے ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کذب
 علی متعمداً فلیتبوأ مقعداً من النار اخرجہ السنۃ یعنی جو شخص جھوٹ بولے میرے اوپر قصد تو چاہیے کہ
 بنالیوے ٹھکانا اپنا جہنم میں نکالا اسکو صحیح السنۃ والونے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور بعض لوگ اسکو متواتر کہا ہے اور
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھے اور وہ جانتا ہے کہ یہ حدیث کذب ہے تو چاہیے کہ مقرر کرے
 مقام اپنا جہنم میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض نے اعطی جو حدیثیں نشان بیان کرنے میں اور قصے
 طرح طرح کے جھوٹے نجات ہیں مورو عید شدید میں ہوا سطلے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن میں
 اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم میں اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قرآن میں کہا ہے جانے بوجہ تو جانتے
 کہ مقرر کرے اپنا مقام جہنم میں اور قرآن کے معنی بیان کرنے میں نہایت احتیاط لازم ہے اور اگر کوئی معنی قرآن کہتے ہیں تو
 اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہ ہوں تو بیان کرنا اونکا بھی خوب نہیں ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جس
 شخص نے قرآن شریف میں عقل سے کہا اور اسے ٹھیک کہا تو بھی اسے خطائی روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سننے ہوا
 اور آئے اوس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اسکو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کہا ہے اسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جو آپ کے سامنے ہوا
 اسکو حدیث تقریری کہتے ہیں اور حدیث ششم ہوتی ہے تواتر اور احوال تواتر اسکو کہتے ہیں جسکو ہر زمانے میں لسنے لوگوں نے روایت کیا ہے
 کہ اہمال کذب کا اوکی طرف عقل کے نزدیک محال ہے اور احاد اسکو کہتے ہیں جسکی روایت میں ہر قدر کثرت نہ ہو اور آحاد
 تین قسم کے مشہور اور عزیز اور غریب مشہور یہ ہے کہ جسکو ہر زمانے میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کی ہو مے اور

عزیز وہ ہے جسکو ہر زمانے میں دو راویوں نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہے جسکی روایت کسی زمانے میں ایک ہی راوی سے ہووے تو اب جانا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یعنی حامل ہونا ہی اور احتمال شک کا بالکل اہل ہونا ہی اور احاد و ایسے علم طنی حامل ہونا ہی اور بعضی صورت میں جبکو معرفت حدیث حامل ہی علم یعنی بھی اوسکے حامل ہونا ہی اور احاد میں بعضی روایت مقبول ہی اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہووے تو مقبول در نہ مردود و فائدہ متواتر حدیث بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی موجود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ صحیح قول اول ہے کہ ان فی بعض الکتاب فائدہ جو احاد مقبول ہی اوسکی دو میں ہیں ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اوسکو کہتے ہیں جبکہ پیدا پر ہیز کا خوش کرنے والے لوگوں نے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہوا اور نہ اوس میں کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگوں کی مخالفت بھی نہ ہو اور صحیح حدیث کے کئی درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ اتفاق کیا ہو اور سپر بخاری و مسلم نے یعنی دونوں کی کتابوں میں یہ حدیث موجود ہووے دوسرا درجہ یہ ہے کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہے کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے وہ جو بخاری سلم کی نظر اور ان کے طریقے پر ہووے یا بخاری و جو صرف بخاری کے طور پر ہووے چھٹے وہ جو صرف سلم کے طور پر ہووے ساتویں وہ جو سوا بخاری اور سلم کے اور حدیث کے اہل سون نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضوں کے نزدیک شرط بخاری اور سلم کی یہ ہے کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور پرہیزگار ہوں غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوں اور بعضوں کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہے کہ حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح اور تابعی سے دو تابعی نے روایت کیا ہو اید طبع سب طبقوں میں شخص ثقہ روایت کرتے چلے آئے ہوں اور یہی حدیث کی کتابوں میں مذکور ہی اور حسن اور حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح پر ہووے لیکن اوسکے راوی کا درجہ حفظ و غیرہ میں صحیح کے راویوں کے کم ہوا و عمل کرنے میں دونوں برابر ہیں اور دونوں تحت ہیں لیکن تیسرے میں صحیح حدیث زیادہ ہے حسن اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی میں کوئی وجہ ضعف کی مشابہت حفظ یا فسق یا بہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی در میان ساقط ہووے یا اوسکے راوی پر لوگ لعن کر ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہو تو اوسکا نام معلوم ہی ہو اور اگر انتہا سے ساقط ہووے مثلاً نام صحابی کا نہ ہووے اور تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مُرسل کہتے ہیں اور اگر دور راوی برابر ساقط ہوں تو مُعطل ہی اور زمین تو منقطع اور کبھی منقطع کو مُرسل کہتے ہیں اور مُرسل کو منقطع کہتے ہیں اور طعن کے معنی یہ ہیں کہ اوسکا راوی جھوٹا ہووے تو اوس حدیث کو موضوع کہتے ہیں یا اوسپر تحت جھوٹ کی لگی ہووے تو اوسکو متروک کہتے ہیں یا غلطی بہت کرنا ہو یا غافل ہو یا اوسکو وہم بہت ہووے یا سچے لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہووے یا فاسق یا بدعتی ہووے تو اوسکو مُشکر کہتے ہیں فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہیں جس نے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہووے اور پھر ایمان پر اوستہا ل کیا ہووے تو تابعی اوسکو کہتے ہیں جس نے صحابی کو دیکھا ہی اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہیں جس نے تابعی کو دیکھا ہووے فائدہ یضعف اور توثیق سب راویوں میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی حدیث ہی یعنی وہ حدیث جس میں اوستہا ل اپنے شیخ کو چھایا ہووے اور اوستہا

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ أَسْوَاطُ كَقَوْلِهِمْ كَمَا نَزَّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ مِنْ رَبِّهِ
 بَعْلَانِ لَمْ يَكُنْ أَوْسَى بِهِيَ وَهُوَ يُؤْتِيكَمُ الْوَحْيَ الْأَوَّلَ لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ عَلَى مُحَمَّدٍ لَئِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ
 فِي حُكْمِهِمْ بِخِلَافِ الْمَسْئُومِ نَهَتْ كَيْفَ نَزَّلَ عَلَيْهِ طَاعَتُ كُلِّ أَهْلِ جِهَادٍ كِي طَاعَتُ خُذُوا رِسَالَتِي كِي نَزَّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ مِنْ رَبِّهِ
 حَامِلَانِ طَاعَتُ أَوْسَى بِهِيَ نَزَّلَ عَلَيْهِ طَاعَتُ خُذُوا رِسَالَتِي كِي نَزَّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ مِنْ رَبِّهِ
 عَمَّا أَتَى كَانِي مَاءَ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَسَى مَنُومٍ بِرَدَالَتِ كَرَامِي أَوْ وَجْهٍ جَبَلًا مَقْرَضٍ كَرْتِ هِنَ كَقَوْلِهِ كِي نَزَّلَ
 أَوْ شَافِي خَيْرَ مَا كِي مِثْلِي هِيَ سَيِّئَةٍ تَقْلِيدٍ لِبَنِي آبَا وَاجِدَا كِي كَرْتِ هِنَ جَوَابًا وَسَكَ يَهِيَ كِي قِيَا سِ هِنَ تَقْلِيدٍ كَا شَرِكِي
 تَقْلِيدٍ بِقِيَا سِ مَعَ الْفَارِقِ هِيَ كِي كِي مَقْلُودٍ مَجْتَمِعِينَ كِي جَوَابُ طَبْعِ عِلْمِ نَبُوتِ وَرِسَالَتِ مَجْمُوعِ طَرِيقِ تَقْلِيدٍ كَرْتِ هِنَ
 بِالْإِسْتِقْلَالِ أَوْ كِي مَقْلُودٍ بِحُكْمِ نَهْنِ جَلِيسَةِ هِنَ مَامِ أَوْ جَبْرِ فِي بَسْمَةِ تَقْلِيدٍ كِي كَرْتِ هِنَ مَامِ أَوْ جَبْرِ حَمْدِ مَقْلُودٍ فِي مَقْلُودٍ هِنَ
 اخْتَارَ كَرْتِ هِنَ أَوَّلِ سَامَةِ كِتَابِ كِي بِرَسَامَةِ سَدَسِي كِي بِرَسَامَةِ قَضَا يَحْمَا كِي أَوْ رَعْلَ كَرْتِ هِنَ بِرَسَامَةِ تَعَاقُ هِيَ مَامِ جَوَابُ كَا أَوْ
 جَسِيمِ كِي خِلَافِ هِيَ مَامِ جَوَابُ كَا أَوْ كِي قِيَا سِ كَرْتِ هِنَ أَوْ رَسْمِ بِرَ أَوْ رِ رِوَا يَتِ كِي يَهِيَ فِي مَدْلِ مِثْلِ بِرَسَامَةِ حَضَرَتِ مَامِ
 أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ إِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَوْلِ الرَّاسِ قَالِ الْعَيْنِ وَإِذَا جَاءَ عَنْ أَحَدِ أَهْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخُذُوا مِنْهُ قَوْلَهُ
 وَإِذَا جَاءَ مِنَ التَّالِيَيْنِ زَا حَنَا هُمُ بَعْنِي هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 أَوْ مِثْلِ اخْتَارَ كَرْتِ هِنَ مِثْلِ مَامِ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 دِينَ هِنَ أَوْ كِي مَامِ حَضَرَتِ مَامِ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 مَذْكُورِ رِوَا يَتِ كَوَا قَوْلِي خَيْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرْتِ هِنَ أَوْ رِوَا يَتِ إِذَا جَاءَ الْحَدِيثُ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 أَوْ مِثْلِ اسْتَقِيمِ مِثْلِ هِيَ مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 أَوْ رِوَا يَتِ هِيَ مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 أَحَدُ فِي قَوْلِي مِثْلِ أَوْ رِوَا يَتِ هِيَ مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 لَا يَتِي مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 مَذْكُورِ رِوَا يَتِ هِيَ مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 وَكَاسْتَقِيمِ مِثْلِ هِيَ مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 بَارِكِي أَوْ كِي مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 مَذْكُورِ رِوَا يَتِ هِيَ مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 وَجِبِ تَقْلِيدِ كَلَامِ غَيْرِ مَجْتَمِعِينَ كِي تَوَافُقِ كِي أَوْ رِوَا يَتِ هِيَ مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ
 الْفَارِقِ وَغَيْرِ هِيَ مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ

مَامِ أَوْ جَبْرِ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ مَقْلُودٍ هِيَ مَقْلُودٍ بِرَسَامَةِ خَيْرِ

واجب ہر عامی اور غیر عامی پر جو نہ پونہ چاہو وجہ اجتہاد کو التزام ایک ہر عین کا مجتہد نہیں ہے تو کہنا شیخ محمد بن
نوفی روضۃ الطالبین من اَمَّا الْاجْتِهَادُ الْمَطْلُوقُ فَقَالُوا اخْتَلَفَ بِالْاَلْفِ مَوْلَاكَ وَتَبَعَهُ حَقٌّ اَوْ جَبَوَا تَقْلِيدًا
وَالْاِجْمَاعُ مِنْهُ هُوَ لَا يَحْتَاجُ اِلَى اَمْتٍ وَنَقَلَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ الْاِجْمَاعَ عَلَيْهِ بَيْنِ اجْتِهَادٍ مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ ائمہ
اربعہ کے اور واجب ہر تقلید ایک کی ان میں سے استبراد نقل کیا امام الحرمین اجماع اس پر اور دوسرا علوم نے شرح تحریر ابن
مین لکھا ہر غیر المجتہد المطلق بلکہ تفریق مجتہد مطلق و المجتہد مطلقین یعنی جو مجتہد
مطلق نہ ہو اس کو لازم ہر تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی مقام پر کہے کہ ان احوال سے اتنا ہی ثابت ہوا کہ تقلید کسی ائمہ اربعہ میں سے
اور ہم بھی کسی مسئلہ میں جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کوئی مسئلہ پر موافق ابو حنیفہ کے اور کسی پر موافق شافعی کے سب طرح کے
ہر تفریق جواب دہ کیا یہ کہ باعث اس کا حصول درجہ اجتہاد ہو کہ جکا قول صحیح موافق اماموں کے پائے ہیں اور ہر عمل کرتے ہیں اس صورت میں کیا
کیا حاجت ہو اور اگر بغیر حصول اجتہاد کے یا علم سے تو مخالف حق اور باطل کے کون کا تفریق کیا ممکن ہے اس بات پر کہ نہیں جائز غیر مجتہد کو اس کے ایک
مسئلے میں ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں شافعی پر کہنا ملاحظہ فرمائیے رسائل میں لپٹے کہ تالیف کیا ہو اس کو فقال کے رد میں بلی حجب
عليه ان يعلين مذهباً من المذاهب اتماماً مذهب الشافعي في جميع الفروع والوقائع والقضايا
مالا و اتماماً مذهب أبي حنيفة وغيره وليس ان يتخلل من مذهب الشافعي ما يعقوا ومن
مذهب أبي حنيفة ما يفسد مذهبنا لولا اننا لوجدنا ذلك لا ذوي الى الخطا والتخريف عن الصبط
حاصله يوجب الى نفى التكليف لان مذهب الشافعي اذا اقتضى تحريم الشيء ومذهب أبي حنيفة
مثلاً اباحه ذلك الشيء بعينه او عكس ذلك فهو ان شاء مال للحلالي وان شاء مال للملح
احرام فلا يتحقق التحلل والتحريم وفي ذلك اعدام التكليف وابطال فائده واستيصال فاعلة
وذلك باطل انتهى ما ذكره بالمرءه واجب ہر او سپر تیسریں ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع و وقائع میں
یا مذہب مال کی یا مذہب ابو حنیفہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ سے کیونکہ
جواز میں اس کے کام مودی ہو گا طر فطر کے اور نکلنے کے ضبط سے اور محال کا نفی تکلیف ہو کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی
امر کے ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلاً اس کی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو علت
وحرمت کا تحقق تو فرما جائے گا اور اس میں سبب اعدام تکلیف ہو اور ابطال ہو اس کے فائدے کا اور استیصال ہو اس کی بنا کا
اور یہ باطل ہو اور کہتا جمیع میں لا خیر فی ان یتکون حنفیاً فی بعض المسائل و شافعیاً فی بعض الآخر
نہیں بہتر کہ نفی بعض مسائل میں ابو شافعی بعض میں ابو حنیفہ عین العلم میں ہر فلو الذم احد مذہباً کان فی حقیقۃ
والشافعی فلم علیه الا ستم اذ فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل یعنی جسے لازم ہے کہ ایک مذہب مثلاً
مذہب ابو حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہو کہ ہمیشہ اسی مذہب پر رہے اور سوا اس کے کسی مسئلہ میں غیر کی تقلید نہ کرے اور کہنا
ابن عبد البر نے ان تتبع رخص المذاهب غیر مجاز ہے بالاجماع یعنی تماش خستوں کا ہر مذہب میں منہج ہی بالاجماع تو
تفسیر احمدی میں ہر اذ الذم مذہباً یحب علیہ ان یتلوم علی مذہب الذمہ ولا یستول عنہ الی ملکہ

اکثر نزدیک مند سبک بالاتفاق اور اکثر اولیاء اور کاملین اسی مذہب کے مقلد رہے درختار میں یہ وقد اشبعہ
 علی مذہبہ کہتے ہیں اولیاء الکرام معین انصف بقیات الحاکمۃ و ذکر فی فی مقدار المشاہدۃ
 کتابہم بن آدم و شقیق البکری و معرک الککخی و آبی بن بید البسطامی و فضیل بن عیاض و
 داؤد الاطالی و آبی حامد اللطاف و خلف بن یحییٰ بن عبد اللہ بن المبارک و کثیر بن الحجاج
 و آبی بکر الوائلی و غیر ہم آخر تک اور ایسا ہی ذکر کیا اکثر علماء نے اور کہا اہل شیعہ کہ عیسای مذہب امام ابو حنیفہ کا تہم
 ہی اسی طرح آخر تک پہنچا اور دیکھنے کی بات ہو کہ امام عظیم صاحب اتباع حدیث میں اور وسیع زیادہ ہیں کہ حدیث میں کتب
 کرتے ہیں اور قیاس کو اس کے مقابلے میں جائز نہیں کہتے تو افسوس ہوا کہ لوگوں کے ہاں جو مشاہدہ ان امور سے اور
 اس احتیاط سے ان لوگوں کو صاحب رس سے شکر کرتے ہیں اور اس پر سب کے مسائل کو اپنے زعم باطل کے موافق خلاف
 احادیث اور آیات سمجھتے ہیں اور ان کے تابع ہوں کہ وہ سواد عظیم میں داخل ہیں کلام اور غلطی کہتے ہیں مثل مشہور ہے کہ جائز غلام
 ڈالنے سے اپنے ہی موند پر خاک پڑتی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت دیا ہو وہ لوگ کبھی شریک اتباع اس طریقہ سے
 باز نہ آئیں گے اور بعض لوگ جو مصداق یسوعون مانتا ہے مبتداء الفتنہ میں باغواۃ ہند ہیں شاید اس
 موصوم میں یونڈن لفظ لفظ اللہ یا حق اھو واللہ مدونہ و کو کیر الکفر و ن دلیل چھی
 یہ کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں سے اس قسم کا نکال دے جس کی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح آیت قرآن میں
 سے نہ ہو تو اس صورت میں اگر حامل اس مسئلے میں کلام کر دے اور اوپر عمل کر دے تو قول تحار لافہ تعول ہو گا اور وہ جو مسئلہ منع ہے
 یا فرات میں پیچھا امام کے قیلتیں کے مسئلے میں کلام کرتے ہیں یہ مسائل کو ہم نے فضل الہی سے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور
 تمام مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہو گا حالانکہ امام شافعی کے مذہب میں بھی ہر مسئلے میں دلیل ضعیف اور
 اور بعض کلام میں ظاہر ہو گا اور حدیث ہونا خوں اور پہنچا اور کمالا ہو گا کہ جس پر کلام نام نہ لیا گیا ہو تصد اور کوئی مذہب نہیں
 مسئلے میں جس کی اولیاء ہوں قسب کے مسائل جو ہیں ان میں اس قول موجود خالف صحیح حدیث ہو کر اور دلیل سے اس میں شک نہ ہو واللہ اعلم

جواب لوں مطاعن کا جنکو اکثر غیر مقلدین نے کیا کرتے ہیں

طعن پہلا ہم لوں حدیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہیں اور تعجب ہے کہ قول ابو حنیفہ کا تو قابل قبول ہو اور قول جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہ ہو کہ جواب احادیث پر عمل کرنا تو میں ہمارا اسلوب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث کی
 اور ناسخ و منسوخ کی ہو اور معانی حدیث سمجھتا ہو اور طریقہ استنباط جانتا ہو تو اس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہو اور میں
 بشرط تحقیق نہیں اس کو عمل کرنا احادیث پر دیکھ کر جائز نہیں تقریر شرح تحریر میں یہ ولیس للعالمی لاخذ بظاہر الحدیث
 یحاز کوئی معصوم قاعی ظاہرہ او منسوخ قابل علیہ و السجی علی الفقہاء بعدہم الاھنیداء فی حجتہ
 الی معرفۃ صحیحہ الاخبار و سقیمہا و تانیہا و منسوخھا فاذا اعتد لگان نازک اللو اوجب علیہ انتہی
 یعنی نہیں جائز ہر عامی کو نہ کہ ناسخ ظاہر حدیث کے سبب سے از معصوم ہونے اور سیکھنے ظاہر سے یا منسوخ ہونے اور سیکھنے بلکہ لفظ
 عامی ہر نوع طرف فقہاء کے جہت میں ہونے کے اور اس کی طرف معرفت صحیح احادیث اور قیام اور ناسخ و منسوخ کے پس اگر اعتقاد کیا

یہ کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں سے اس قسم کا نکال دے جس کی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح آیت قرآن میں سے نہ ہو تو اس صورت میں اگر حامل اس مسئلے میں کلام کر دے اور اوپر عمل کر دے تو قول تحار لافہ تعول ہو گا اور وہ جو مسئلہ منع ہے یا فرات میں پیچھا امام کے قیلتیں کے مسئلے میں کلام کرتے ہیں یہ مسائل کو ہم نے فضل الہی سے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور تمام مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہو گا حالانکہ امام شافعی کے مذہب میں بھی ہر مسئلے میں دلیل ضعیف اور اور بعض کلام میں ظاہر ہو گا اور حدیث ہونا خوں اور پہنچا اور کمالا ہو گا کہ جس پر کلام نام نہ لیا گیا ہو تصد اور کوئی مذہب نہیں مسئلے میں جس کی اولیاء ہوں قسب کے مسائل جو ہیں ان میں اس قول موجود خالف صحیح حدیث ہو کر اور دلیل سے اس میں شک نہ ہو واللہ اعلم

محل

ظاہر حدیث پر تو ہوگا تارک اس چیز کا جو واجب ہو اور پھر اور کفار یہ ماضیہ ہدایہ میں مسطور ہو العارضی اذا سمع حدیثاً
لکس لکھا کہ ان یاخذ بظاہرہ و یحکم ان ینکون مضر و فاعن ظاہرہ او متشوقاً بظلالہ فی الفتویٰ اور معنی
اسکے وہی ہیں جو اوپر بیان کیے اور بھی غلطیہ میں قوم ہر ان المقتنی ینبغی ان ینکون مشرک یاخذ عنہ الفقہ
و یقتد علیہ فی البلد تو فی الفتویٰ و اذا کان المقتنی علی ہذہ الصنفۃ فعلم العارضی تقلید و یحکم ان
المقتنی اخطا فی ذلک ولا یقتد بہ بغیرہ ہکذا روای الحسن عن ابی حنیفہ و ابن سنی و محمد بن
قیس عن ابی یوسف انتہت یعنی چاہیے کہ مفتی ہو اور شیخ مکتوب کہ لی جاتی ہو اسے فقہ اور عماد کیا جاتا ہو اوپر ہر
شیخ مکتوب کے اور جبکہ مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہو تقلید اسکی اگر شیخی نے خطا کی ہو اس مسئلے میں اور نہ اعتبار کر
ساتھ فقہ و اس مفتی کے ایسا ہی روایت کیا حسن ابو حنیفہ سے اور ابن سنی نے امام محمد سے اور شیعہ نے امام ابو یوسف سے
اور سلم الثبوت میں ہر اجماع کیا ہے متفقین نے اور پر موعوم کے تقلید صحابہ سے بلکہ اوپر لازم ہو اتباع اون لوگوں کا کہ ہلا دی ہو انھوں
نے اور باب باب کیا ہو انھوں نے پس مذہب او شیخ کیا ہو انھوں نے اور تبع کیا ہو انھوں نے اور اسی پر بنا کیا ہو انھوں نے اصلاح نے شیخ
تقلید سے سوا چار اماموں کے کیونکہ یہ بات نہیں ہائی گئی ہو غیر میں ان چار کے اور اوسمیں کلام ہو اور وہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ
رسول کا کلام مجتہد کچھ نہیں ان معنی کہ یہ شیخ کی کہ اصل مضامین اس کے ایسے نہیں ہیں کہ بیان کیے سے سمجھ میں ہر خاص و عام کے
نہ آویں مثل طالع منطق اور علوم فلسفہ کے اور ان معنی کہ غلط ہو کر اس کے مضامین کو سمجھ کر عبارت نکال لینا اور بیان کر دینا
برہمی اور ان پر کلام کو آسان ہو بلکہ بعض مضامین ظاہر میں نہایت آسان اور سہل ہوتے ہیں لیکن حقیقت اسکی سوا افسوس ہے اور کو
نہیں کہلتے پس اگر یہ ہر ایسے مکتوب کے شخص ہوں تہت کے واقف و آج بارہ جو استطاعت اور قدرت سوال کے عمل کرے گا تو جو نہیں
مواخذہ دار ہو کہ علاوہ اسے تو ان امام ابو حنیفہ پر ہم مضر سے عمل نہیں کرتے کہ یہ بالذات و ضمن کا قول ہو بلکہ طرح پر کہ یہ قول
او کا قول سوال اہل اصول علیہ طے باخوذی اور موافق شریعت کے ہو تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ
منافا نہیں بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا اس سم سے نہیں پایا جاتا جسکی دلیل بوجہ احادیث و آیات ہو جو اور پھر صورتیکہ عمل عامی کو
ظاہر حدیث پر منع ہو اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جو عمل کرنا احادیث پر ایسی کے موافق اور
ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و فاضل ہے و ابوشامہ سے جو منع تقلید میں روی ہو تو بقدر صحت نقل کے و طعن نسبت ان
لوگوں کے جو کہ جنھوں نے حرام کہا ہوا نظر کرنے کو کتب احادیث میں اور ہم لوگ اسکو ہرگز حرام نہیں کہتے بلکہ موجب اجازت و ترغیب
جانتے ہیں اور شارق الانوار میں جو خلاف حدیث کے پسنے سے منع کیا ہو بعد تنقہ ہو جانے اس بات کے کہ یہ مخالفت ہو اس حدیث کے
سو وہ کچھ مخالفت ہے کہ نہیں ہو اور علی بن القیاس ہی روای ان قولوں سے اور شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے شرح سطر السعادت میں
لکھا ہے کہ مصلحت اور قرار اولیٰ کا آخر پس میں تعین اور تخصیص نہ ہو کہ ضبط اور ربط کا ردین دنیا اسی میں ہی پہلے سے غیر
جسکو اختیار کرے ہو سکتا ہو اور بعد اختیار ایک مذہب کے دوسرے مذہب کی طرف جاننا ہے تو ہم سونہن اور تفرق کے اعمال اور احوال
میں ہو گا پس قرار دتا غریب مختار ہو اور اسی میں خیر و عیب کبھی مجتہد کے تابع کو نہیں پہونچتا ہے کہ اگر کوئی حدیث مخالف
اپنے مذہب کے پاس اپنے مذہب کو چھوڑ دے اور اس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہے صلہ کو اس ماننے میں سوا امتیاز

مجتہدین کو فی طریقہ نہیں ہوا اور حکم مجتہد کا در حقیقت حکم کتابی سنت ہوا اور کلام صاحب فتح الغریب یعنی مولانا شہ علیہ الرحمۃ
اس آیت کی تفسیر میں بکلی نتیجہ صاف لکھا علیہ السلام تا کی منع میں اس تعلیق کے کہ شرکین ہوں کو مقابلہ میں حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہر منع میں ہر تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہوا اور کس طرح مولانا صاحب منع کرتے ہیں تعلیق کو
حال ان کا جو بھی مقدمہ تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا لله انداداً اس کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اول لوگوں میں سے جس کی اطاعت
بحکم خدا فرض ہو مجتہدین پر ہی ہے اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم ان کا بھی واجب الاتباع ہے عوام امت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور
دقائق طریقت ان کو سرسری فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستقلوا اهل الدین ان کے لئے لا تعلمون یعنی پوچھو لو نصیحت اللہ
اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مجتہدین میں لکھا ہے کہ جلالت و شکستہ کے لئے میں ساتھ ان اہل بیت کے
مصلحت عظیمہ ہوا اور اعراض میں کوسے پر اسفند ہوا اور ہم یہاں کر سکیں اور کونسی وجہ سے انتہی طعن و سراسر اچھا صحاح
کی کتابیں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاحدین شافعیہ کے موافق ہیں اور خفیہ کے مخالف تو اولے
اصحورت میں عدم اتباع مذہب خفیہ جو کا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جن کو محمد بن
بیان کیا ہے مثلاً معاجم طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف علی وی کی تصانیف جہا
اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یہی ہے اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ ان کا ذکر اوپر ہم کر چکے
اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو کیونکہ حدیث صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی غلطی پر
کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا خفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جاحف حدیث کی کہتے ہیں اور قیاس اور اس
کو دخل ہے میں ہوا اسلئے نام ان کا اہل اولے ہوا اور یہ نام ان کا قدیم سے ہر ترمذی میں جا بجا دیکھو مسائل مذہب خفیہ کو لکھا ہے
وہو قول اهل السنۃ جواب ظاہر اہل سنۃ کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بار کی مستنباط
اقتسام کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں نہ تھا اور ان کا تامل فکر نہیں آتا تھا اس وجہ سے بعض لوگوں نے ان کو کابل سے لے کر گناہ شروع کیا
اور یہ نام و طعن نہیں ہو سکتا الا اور صورت میں کہ مسائل ان کے صرف را اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال ان کو کوئی مسئلہ ان کا
قسم کا نہیں جس کے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہوا کیونکہ کابل سے یہ لوگ ہو گئے حال ان کے نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تراویح اولیٰ ترقی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کہیں سے ازراہ تعصب
یا کسی اور وجہ کوئی فکر خلاف او کی شان کے کہا تو اس پر اعتبار کرنا در صورتیکہ وہ مطابق واقعہ اور نفس الامر کے نہ ہو نہایت بجا ہے
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہو کہ نہیں گذر کہ کہیں اس کے کلام میں رد و قبح نہ کیا ہوا اور اس کی شان میں کچھ بھلا ہو
یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالعزیز جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باقاعدہ مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گہا رہیں ہیں اور سیکو
اہل حق سے ان کی ولایت اور مودہ درمیان کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اون کی شان میں کہا ہے اور اسی قبل سے محاربا
و شاجرات و نمازات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھٹکا جاسے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو بھٹکنے لگے مثلاً
ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی ہرانی کرنا ہو کہ لازم نہیں یا ابن جوزی نے ازراہ خطائے غلطی
رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اس سے ابن جوزی رحمہ اللہ کی ہرانی کرنا اور اب طعن کرنا لازم نہیں طعن چوتھا یہ جو چار مذہب

۱۵
مجتہدین کو فی طریقہ نہیں ہوا اور حکم مجتہد کا در حقیقت حکم کتابی سنت ہوا اور کلام صاحب فتح الغریب یعنی مولانا شہ علیہ الرحمۃ
اس آیت کی تفسیر میں بکلی نتیجہ صاف لکھا علیہ السلام تا کی منع میں اس تعلیق کے کہ شرکین ہوں کو مقابلہ میں حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہر منع میں ہر تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہوا اور کس طرح مولانا صاحب منع کرتے ہیں تعلیق کو
حال ان کا جو بھی مقدمہ تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا لله انداداً اس کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اول لوگوں میں سے جس کی اطاعت
بحکم خدا فرض ہو مجتہدین پر ہی ہے اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم ان کا بھی واجب الاتباع ہے عوام امت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور
دقائق طریقت ان کو سرسری فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستقلوا اهل الدین ان کے لئے لا تعلمون یعنی پوچھو لو نصیحت اللہ
اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مجتہدین میں لکھا ہے کہ جلالت و شکستہ کے لئے میں ساتھ ان اہل بیت کے
مصلحت عظیمہ ہوا اور اعراض میں کوسے پر اسفند ہوا اور ہم یہاں کر سکیں اور کونسی وجہ سے انتہی طعن و سراسر اچھا صحاح
کی کتابیں جو احادیث کے نقل میں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاحدین شافعیہ کے موافق ہیں اور خفیہ کے مخالف تو اولے
اصحورت میں عدم اتباع مذہب خفیہ جو کا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جن کو محمد بن
بیان کیا ہے مثلاً معاجم طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف علی وی کی تصانیف جہا
اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یہی ہے اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ ان کا ذکر اوپر ہم کر چکے
اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو کیونکہ حدیث صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی غلطی پر
کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا خفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جاحف حدیث کی کہتے ہیں اور قیاس اور اس
کو دخل ہے میں ہوا اسلئے نام ان کا اہل اولے ہوا اور یہ نام ان کا قدیم سے ہر ترمذی میں جا بجا دیکھو مسائل مذہب خفیہ کو لکھا ہے
وہو قول اهل السنۃ جواب ظاہر اہل سنۃ کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بار کی مستنباط
اقتسام کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں نہ تھا اور ان کا تامل فکر نہیں آتا تھا اس وجہ سے بعض لوگوں نے ان کو کابل سے لے کر گناہ شروع کیا
اور یہ نام و طعن نہیں ہو سکتا الا اور صورت میں کہ مسائل ان کے صرف را اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال ان کو کوئی مسئلہ ان کا
قسم کا نہیں جس کے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہوا کیونکہ کابل سے یہ لوگ ہو گئے حال ان کے نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تراویح اولیٰ ترقی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کہیں سے ازراہ تعصب
یا کسی اور وجہ کوئی فکر خلاف او کی شان کے کہا تو اس پر اعتبار کرنا در صورتیکہ وہ مطابق واقعہ اور نفس الامر کے نہ ہو نہایت بجا ہے
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہو کہ نہیں گذر کہ کہیں اس کے کلام میں رد و قبح نہ کیا ہوا اور اس کی شان میں کچھ بھلا ہو
یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالعزیز جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باقاعدہ مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گہا رہیں ہیں اور سیکو
اہل حق سے ان کی ولایت اور مودہ درمیان کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اون کی شان میں کہا ہے اور اسی قبل سے محاربا
و شاجرات و نمازات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھٹکا جاسے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو بھٹکنے لگے مثلاً
ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی ہرانی کرنا ہو کہ لازم نہیں یا ابن جوزی نے ازراہ خطائے غلطی
رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اس سے ابن جوزی رحمہ اللہ کی ہرانی کرنا اور اب طعن کرنا لازم نہیں طعن چوتھا یہ جو چار مذہب

۱۵

لوگوں نے مقرر کر لیے ہیں اسکا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہیں فرمایا ہو بلکہ ان لوگوں نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھہر کے حق کو نہیں
 حکم کیا اور جو قول کہ اوسنے مخالف ہو اوسکو باطل بتایا پس دلیل شرعی اس باب میں کوئی باقی نہیں جاتی جو اس دلیل شرعی
 میں چار میں ایک میں اجماع است بھی ہو اور طاعت اہل اجماع کی فرض ہو اور اجماع کیا است محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 نے ان چار مذہبوں پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چاروں کے مخالف ہو باطل ہے اور مشابہ میں ہو وہ مخالف ہے اور اجماع
 الا ربعة تخالف للاجماع وقد صح في الخبرين ان الاجماع انعقد على عدم العمل بهذا مذہب مخالف
 الا ربعة ولا نضبط هذا بهرم وكشوا ان هذا محتمل مینی جو حکم مخالف ہو ان چار اماموں کے قول کے سوا وہ اجماع
 مخالف ہو اور تصریح کی ہے ان اہمام نے تحریر میں کہ تمام علماء کا اجماع ہو ہی عمل کرنے پر اوسن جس کے جو مخالف ہو ان چار اماموں
 اس واسطے کہ ان اماموں کا مذہب ضبط اور آراستہ ہو ہی اور ان کے اتباع کرنے والے بہت لوگ ہیں حال یہ کہ ان اماموں کے
 متقلدین ہوا و علم میں داخل ہیں اور سواد اعظم کی متابعت کرنے کو حدیث میں حکم ہو اور اسکا بیان گذرا اور ہذا میں مرقوم
 وفي زماننا هذا قد انحصرت حجة التقليد في هذا المذاهب الا ربعة في الحكم المتفق عليه بينهم
 وفي الحكم المختلف فيه ايضا قال المناوي في شرح المجمع القسني لا يجوز التقليد غير هذه الاربعة الا ربعة
 في قضاء ولا افتاء بل هي اس طے میں منحصر ہوئی ہے تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف ہو ان چار
 کے سوا اور کسی تقلید جائز نہیں آوگا ماسوائے جامع صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہے اس طے میں تقلید کرنی سوائے ان چار
 اماموں کے نہ تو قضائے میں نہ فتوے میں یعنی قاضی کو درست نہیں کہ ان مذہب کے سوا اور کا حکم کرے اور مفتی کو درست نہیں کہ
 برخلاف ان کے فتویٰ دے اور تفسیر احمدی میں ہر قد وقع الاجماع على ان الاتباع لا يباح في الا ربعة فلا يباح
 الاتباع لمن حدث مجتهدا ائنا لفاهم مینی بیشک اجماع ہو ہی اس بات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبوں کسی
 جائز نہیں و نہیں جائز ہے اجماع اور شخص کو جو نیا مجتہد مخالف ان کے نکلے اور اوی کتاب میں ہو والا نصوص ان انحصار
 المذاهب في الا ربعة و اتباعهم فضل الہی وقبولہ عند اللہ تعالیٰ لا یحال فیہ ولا یجوز
 ولا دلالة یعنی انصاف یہ کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار میں اور اتباع ان کا فضل الہی ہرگز قبولیت خدا کی نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور اس آ
 میں دلیل اور توجیہ کو دخل نہیں طعن یا پانچواں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر ایک صحابی جیسی حدیث
 کو پاتے تھے اوی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہو تا صرف اوسکی تقلید پر اعتبار
 کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے تھے تو اب اس زمانے میں بھی موافق اوسکے عمل کرنا صواب ہے کچھ حرج نہیں جو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حد مبارک میں یا اوس زمانے میں جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کہ حدیث
 جو غیر مستبر ہو کہی بیان نہیں کرتے تھے احتمال کذب کا او انکی نسبت ہرگز تھا ہی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا
 مقبول سے سننا تھا بوجہ اعتبار کے اوس پر عمل کرتا تھا برخلاف اس طے کے کہ ہزاروں قسم کی حدیثیں اور قصے لوگوں نے
 جو ٹھٹھہ بجا کر لیے ہیں اوی حدیث کے قسب سے ہونے لگے تو اس صحت میں ہر شخص کے کہنے کے موافق عمل کرنا ناجائز
 جو لوگ کہ حال کو نفیت مدون اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگوں کو بتا دیتے تھے اور لوگ انکی تقلید کرتے تھے

تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس لئے کماحقہ ہو اور جس کے مطاعن جو غیر متعلقہ بیان کرتے ہیں انہیں کماحقہ
 بھی ان جوابات سے نکل آوے گا جو مشہور طعنوں کا خیال ہوا تو معلوم نہیں کہ جو اور طعن ہیں، کیسے ہو گئے مسلماً ان کو لازم ہے کہ
 کہ انکی باتوں کی طرف خیال کریں اور جس طریقے پر کہ اکابر علیا است اور ہزاروں اولیاء المدح جو بڑے جلتے جلتے ہوا وہی طعن
 اور ایک طعن اس لئے کہ یہ نام اپنا بقا بد معنی شافعی کے محمدی رکھا ہو اس وجہ سے کہ ہم لوگ طرفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اختیار کرتے ہیں اور اسکی پیروی کرتے ہیں برخلاف تقلیدین کے کہ ان لوگوں نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیا
 اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل کو ترک کیا ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ طریقہ ابوحنیفہ
 یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کچھ دوسرے مخالف نہیں اور تیسرا یہ کہ انہوں نے ساتھ ہوجا تقلید مذہب
 معین کے ہو رہے تھے اسی اثبات حق محمدی ہیں حاجت انکی تخصیص کی کیا ہو اور دوسرے کہ اس نے میں جمع معروف کتابیں نہ لکھیں
 بلکہ میں نے ان کے مشکوئے شریف کے ان میں اپنے مذہب کے موافق احادیث نکال کے عام قلیل سے بلکہ فقہین اور کتب میں کہ میں نے ان میں
 نسخہ کیا اور تھوڑے سا نسل سے ج مختلف اصحاب کے یہ قول قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹے کے قول ابوحنیفہ اختیار کرتے ہو اور یہ جتنے کہ
 کتاب میں جی پیش کی ہیں ان میں سے کئی کئی اور ہزاروں میں میں جمع ہماری وسلم کی شرط پر ان کتابوں میں موجود ہیں

فصل حنیفہ مطالعات کتاب کے بیان میں

جانا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جہاں آیا ہے مراد اسے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں اور طریق سے
 امام محمد اور امام ابوحنیفہ اور شافعی سے امام ابی یوسف اور امام ابوحنیفہ اس کتاب میں حروف معاد سے جو قلم حل سے لکھا
 مراد کتاب اصل شرح معانی سے زیادہ اور جو احادیثیں کہ زیادہ مضمون اصل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے
 مراد ہیں اور جہاں مطلق امام ہے مراد امام ابوحنیفہ ہیں اور ائمہ اربعہ سے امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور
 امام احمد رحمہم مراد ہیں اور لفظ متفقین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم مقصود ہیں اور جہاں صحابہ و ائمہ
 باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد و ابن سانی اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہیں اور مقصود اصلی تصنیف متالیف اس کتاب سے
 فائدہ خلق اللہ کی سیکار و اور کسی کا اظہار خطا منظور ہے تو اب یہ بندہ عاصی پر عاصی فقیر خیر رنگ خاندان محتاج جز
 ایزد منان محمد و خیر الزمان ولد مولوی محمد سیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اول صاحبوں کی خدمت
 میں جو اس کتاب کے مطالعے سے سرور اور حظوظ ہوں عرض ساہی کہ جس جگہ پر ازاد خطا انسانی کے کوئی قسم کی
 لغزش دیکھیں تو پردہ عنو سے چھپاؤں اور مجھ کو گناہ اور سیر والدین اور تہامی عزیز و اقارب اور عامہ مسلمین کے واسطے دعا
 غیر کریں اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھیں کہ جس جگہ پر ہم مبارک حضرت سیدنا و مولانا در سلیمان محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا آئے آپ پر صلوة و سلام بھیجیں کہ چونکہ حدیث صحیح میں وارد ہو کہ جس شخص پر ذکر کیا جائے تو ہم پر اور وہ درود بھیجے
 مجھ پر تو وہ بڑا خلیل ہوا و حقیقت میں جسے فسوس کی بات ہو کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوا ہوا اسکے ذکر کے وقت مدح و
 شامیں اسکی مشغول ہوتا ہو اور جب محبوبہ شافعی روز جزا میں جبرحق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنلگا
 اور بھلاک محروم تو اب صلوة و سلام سے رہیں اور جس کی آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ذکر آئے اوپر کلمہ

رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور جانیں اور تابعین کو اور علم کو بکلمہ رحمتہ اللہ علیہ لکھا کریں اور قبل شروع اس کتاب کے
 باادب بیٹھ کے حضرت علیؓ علیہ وسلم پر درود و شریعت تین بار اور سورہ اخلاص تین بار اور اچھی ایک بار پڑھیں اور ثواب و سکا
 تمام صحابہ اور علم الہوب بزرگانِ ین کو پونہ چارویں بعد اسکے کتاب کو مطالعہ کریں اور پھر بعد فراغ کی بھی ایسا ہی کریں اور
 تصور کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا کھاتے ہیں وہ سب خاصہ الہیہ اسطے اور اسکی ضمانندی کے لیے اور عمل
 کرنے کے لیے کرتے ہیں اور غرض دنیا و تحصیل مال کبھی علم سے نہ کہے کہ بعد رعایت ان شب شرائط کے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے علم میں
 برکت دے گا اور توفیق عمل کی عطا فرماوے گا اللہم وفق لنا یا خیر واجعل خواتم مؤدنا یا خیر اللہم یشتر

عَلَيْنَا مِهْنَاتِ الْعِلْمِ وَأَعْظِنَا عِلْمًا نَأْفَعًا وَفَمَا كَامِلًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَبَطْنًا

مُسْتَعْمِلًا وَعَمَلًا مُقَرَّبًا يَا اللَّهُ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَكُلِّبِ الْمُسْلِمِينَ

وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ آمِينَ يَا رَبَّ

الْعَالَمِينَ تَمَّتْ مُقَدِّمَةُ الْكِتَابِ وَبَيْنَا لَهَا

كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَاللَّهُ يَجْزِي

يَا كُنْ نِيًّا وَهَيَّا

فقط

صفحہ		۲۰		۲۱		۲۲		۲۳		۲۴		۲۵		۲۶		۲۷		۲۸		۲۹		۳۰		۳۱		۳۲		۳۳		۳۴		۳۵		۳۶		۳۷		۳۸		۳۹		۴۰		۴۱		۴۲		۴۳		۴۴		۴۵		۴۶		۴۷		۴۸		۴۹		۵۰		۵۱		۵۲		۵۳		۵۴		۵۵		۵۶		۵۷		۵۸		۵۹		۶۰		۶۱		۶۲		۶۳		۶۴		۶۵		۶۶		۶۷		۶۸		۶۹		۷۰		۷۱		۷۲		۷۳		۷۴		۷۵		۷۶		۷۷		۷۸		۷۹		۸۰		۸۱		۸۲		۸۳		۸۴		۸۵		۸۶		۸۷		۸۸		۸۹		۹۰		۹۱		۹۲		۹۳		۹۴		۹۵		۹۶		۹۷		۹۸		۹۹		۱۰۰		۱۰۱		۱۰۲		۱۰۳		۱۰۴		۱۰۵		۱۰۶		۱۰۷		۱۰۸		۱۰۹		۱۱۰		۱۱۱		۱۱۲		۱۱۳		۱۱۴		۱۱۵		۱۱۶		۱۱۷		۱۱۸		۱۱۹		۱۲۰		۱۲۱		۱۲۲		۱۲۳		۱۲۴		۱۲۵		۱۲۶		۱۲۷		۱۲۸		۱۲۹		۱۳۰		۱۳۱		۱۳۲		۱۳۳		۱۳۴		۱۳۵		۱۳۶		۱۳۷		۱۳۸		۱۳۹		۱۴۰		۱۴۱		۱۴۲		۱۴۳		۱۴۴		۱۴۵		۱۴۶		۱۴۷		۱۴۸		۱۴۹		۱۵۰		۱۵۱		۱۵۲		۱۵۳		۱۵۴		۱۵۵		۱۵۶		۱۵۷		۱۵۸		۱۵۹		۱۶۰		۱۶۱		۱۶۲		۱۶۳		۱۶۴		۱۶۵		۱۶۶		۱۶۷		۱۶۸		۱۶۹		۱۷۰		۱۷۱		۱۷۲		۱۷۳		۱۷۴		۱۷۵		۱۷۶		۱۷۷		۱۷۸		۱۷۹		۱۸۰		۱۸۱		۱۸۲		۱۸۳		۱۸۴		۱۸۵		۱۸۶		۱۸۷		۱۸۸		۱۸۹		۱۹۰		۱۹۱		۱۹۲		۱۹۳		۱۹۴		۱۹۵		۱۹۶		۱۹۷		۱۹۸		۱۹۹		۲۰۰		۲۰۱		۲۰۲		۲۰۳		۲۰۴		۲۰۵		۲۰۶		۲۰۷		۲۰۸		۲۰۹		۲۱۰		۲۱۱		۲۱۲		۲۱۳		۲۱۴		۲۱۵		۲۱۶		۲۱۷		۲۱۸		۲۱۹		۲۲۰		۲۲۱		۲۲۲		۲۲۳		۲۲۴		۲۲۵		۲۲۶		۲۲۷		۲۲۸		۲۲۹		۲۳۰		۲۳۱		۲۳۲		۲۳۳		۲۳۴		۲۳۵		۲۳۶		۲۳۷		۲۳۸		۲۳۹		۲۴۰		۲۴۱		۲۴۲		۲۴۳		۲۴۴		۲۴۵		۲۴۶		۲۴۷		۲۴۸		۲۴۹		۲۵۰		۲۵۱		۲۵۲		۲۵۳		۲۵۴		۲۵۵		۲۵۶		۲۵۷		۲۵۸		۲۵۹		۲۶۰		۲۶۱		۲۶۲		۲۶۳		۲۶۴		۲۶۵		۲۶۶		۲۶۷		۲۶۸		۲۶۹		۲۷۰		۲۷۱		۲۷۲		۲۷۳		۲۷۴		۲۷۵		۲۷۶		۲۷۷		۲۷۸		۲۷۹		۲۸۰		۲۸۱		۲۸۲		۲۸۳		۲۸۴		۲۸۵		۲۸۶		۲۸۷		۲۸۸		۲۸۹		۲۹۰		۲۹۱		۲۹۲		۲۹۳		۲۹۴		۲۹۵		۲۹۶		۲۹۷		۲۹۸		۲۹۹		۳۰۰		۳۰۱		۳۰۲		۳۰۳		۳۰۴		۳۰۵		۳۰۶		۳۰۷		۳۰۸		۳۰۹		۳۱۰		۳۱۱		۳۱۲		۳۱۳		۳۱۴		۳۱۵		۳۱۶		۳۱۷		۳۱۸		۳۱۹		۳۲۰		۳۲۱		۳۲۲		۳۲۳		۳۲۴		۳۲۵		۳۲۶		۳۲۷		۳۲۸		۳۲۹		۳۳۰		۳۳۱		۳۳۲		۳۳۳		۳۳۴		۳۳۵		۳۳۶		۳۳۷		۳۳۸		۳۳۹		۳۴۰		۳۴۱		۳۴۲		۳۴۳		۳۴۴		۳۴۵		۳۴۶		۳۴۷		۳۴۸		۳۴۹		۳۵۰		۳۵۱		۳۵۲		۳۵۳		۳۵۴		۳۵۵		۳۵۶		۳۵۷		۳۵۸		۳۵۹		۳۶۰		۳۶۱		۳۶۲		۳۶۳		۳۶۴		۳۶۵		۳۶۶		۳۶۷		۳۶۸		۳۶۹		۳۷۰		۳۷۱		۳۷۲		۳۷۳		۳۷۴		۳۷۵		۳۷۶		۳۷۷		۳۷۸		۳۷۹		۳۸۰		۳۸۱		۳۸۲		۳۸۳		۳۸۴		۳۸۵		۳۸۶		۳۸۷		۳۸۸		۳۸۹		۳۹۰		۳۹۱		۳۹۲		۳۹۳		۳۹۴		۳۹۵		۳۹۶		۳۹۷		۳۹۸		۳۹۹		۴۰۰		۴۰۱		۴۰۲		۴۰۳		۴۰۴		۴۰۵		۴۰۶		۴۰۷		۴۰۸		۴۰۹		۴۱۰		۴۱۱		۴۱۲		۴۱۳		۴۱۴		۴۱۵		۴۱۶		۴۱۷		۴۱۸		۴۱۹		۴۲۰		۴۲۱		۴۲۲		۴۲۳		۴۲۴		۴۲۵		۴۲۶		۴۲۷		۴۲۸		۴۲۹		۴۳۰		۴۳۱		۴۳۲		۴۳۳		۴۳۴		۴۳۵		۴۳۶		۴۳۷		۴۳۸		۴۳۹		۴۴۰		۴۴۱		۴۴۲		۴۴۳		۴۴۴		۴۴۵		۴۴۶		۴۴۷		۴۴۸		۴۴۹		۴۵۰		۴۵۱		۴۵۲		۴۵۳		۴۵۴		۴۵۵		۴۵۶		۴۵۷		۴۵۸		۴۵۹		۴۶۰		۴۶۱		۴۶۲		۴۶۳		۴۶۴		۴۶۵		۴۶۶		۴۶۷		۴۶۸		۴۶۹		۴۷۰		۴۷۱		۴۷۲		۴۷۳		۴۷۴		۴۷۵		۴۷۶		۴۷۷		۴۷۸		۴۷۹		۴۸۰		۴۸۱		۴۸۲		۴۸۳		۴۸۴		۴۸۵		۴۸۶		۴۸۷		۴۸۸		۴۸۹		۴۹۰		۴۹۱		۴۹۲		۴۹۳		۴۹۴		۴۹۵		۴۹۶		۴۹۷		۴۹۸		۴۹۹		۵۰۰		۵۰۱		۵۰۲		۵۰۳		۵۰۴		۵۰۵		۵۰۶		۵۰۷		۵۰۸		۵۰۹		۵۱۰		۵۱۱		۵۱۲		۵۱۳		۵۱۴		۵۱۵		۵۱۶		۵۱۷		۵۱۸		۵۱۹		۵۲۰		۵۲۱		۵۲۲		۵۲۳		۵۲۴		۵۲۵		۵۲۶		۵۲۷		۵۲۸		۵۲۹		۵۳۰		۵۳۱		۵۳۲		۵۳۳		۵۳۴		۵۳۵		۵۳۶		۵۳۷		۵۳۸		۵۳۹		۵۴۰		۵۴۱		۵۴۲		۵۴۳		۵۴۴		۵۴۵		۵۴۶		۵۴۷		۵۴۸		۵۴۹		۵۵۰		۵۵۱		۵۵۲		۵۵۳		۵۵۴		۵۵۵		۵۵۶		۵۵۷		۵۵۸		۵۵۹		۵۶۰		۵۶۱		۵۶۲		۵۶۳		۵۶۴		۵۶۵		۵۶۶		۵۶۷		۵۶۸		۵۶۹		۵۷۰		۵۷۱		۵۷۲		۵۷۳		۵۷۴		۵۷۵		۵۷۶		۵۷۷		۵۷۸		۵۷۹		۵۸۰		۵۸۱		۵۸۲		۵۸۳		۵۸۴		۵۸۵		۵۸۶		۵۸۷		۵۸۸		۵۸۹		۵۹۰		۵۹۱		۵۹۲		۵۹۳		۵۹۴		۵۹۵		۵۹۶		۵۹۷		۵۹۸		۵۹۹		۶۰۰		۶۰۱		۶۰۲		۶۰۳		۶۰۴		۶۰۵		۶۰۶		۶۰۷		۶۰۸		۶۰۹		۶۱۰		۶۱۱		۶۱۲		۶۱۳		۶۱۴		۶۱۵		۶۱۶		۶۱۷		۶۱۸		۶۱۹		۶۲۰		۶۲۱		۶۲۲		۶۲۳		۶۲۴		۶۲۵		۶۲۶		۶۲۷		۶۲۸		۶۲۹		۶۳۰		۶۳۱		۶۳۲		۶۳۳		۶۳۴		۶۳۵		۶۳۶		۶۳۷		۶۳۸		۶۳۹		۶۴۰		۶۴۱		۶۴۲		۶۴۳		۶۴۴		۶۴۵		۶۴۶		۶۴۷		۶۴۸		۶۴۹		۶۵۰		۶۵۱		۶۵۲		۶۵۳		۶۵۴		۶۵۵		۶۵۶		۶۵۷		۶۵۸		۶۵۹		۶۶۰		۶۶۱		۶۶۲		۶۶۳		۶۶۴		۶۶۵		۶۶۶		۶۶۷		۶۶۸		۶۶۹		۶۷۰		۶۷۱		۶۷۲		۶۷۳		۶۷۴		۶۷۵		۶۷۶		۶۷۷		۶۷۸		۶۷۹		۶۸۰		۶۸۱		۶۸۲		۶۸۳		۶۸۴		۶۸۵		۶۸۶		۶۸۷		۶۸۸		۶۸۹		۶۹۰		۶۹۱		۶۹۲		۶۹۳		۶۹۴		۶۹۵		۶۹۶		۶۹۷		۶۹۸		۶۹۹		۷۰۰		۷۰۱		۷۰۲		۷۰۳		۷۰۴		۷۰۵		۷۰۶		۷۰۷		۷۰۸		۷۰۹		۷۱۰		۷۱۱		۷۱۲		۷۱۳		۷۱۴		۷۱۵		۷۱۶		۷۱۷		۷۱۸		۷۱۹		۷۲۰		۷۲۱		۷۲۲		۷۲۳		۷۲۴		۷۲۵		۷۲۶		۷۲۷		۷۲۸		۷۲۹		۷۳۰		۷۳۱		۷۳۲		۷۳۳		۷۳۴		۷۳۵		۷۳۶		۷۳۷		۷۳۸		۷۳۹		۷۴۰		۷۴۱		۷۴۲		۷۴۳		۷۴۴		۷۴۵		۷۴۶		۷۴۷		۷۴۸		۷۴۹		۷۵۰		۷۵۱		۷۵۲		۷۵۳		۷۵۴		۷۵۵		۷۵۶		۷۵۷		۷۵۸		۷۵۹		۷۶۰		۷۶۱		۷۶۲		۷۶۳		۷۶۴		۷۶۵		۷۶۶		۷۶۷		۷۶۸		۷۶۹		۷۷۰		۷۷۱		۷۷۲		۷۷۳		۷۷۴		۷۷۵		۷۷۶		۷۷۷		۷۷۸		۷۷۹		۷۸۰		۷۸۱		۷۸۲		۷۸۳		۷۸۴		۷۸۵		۷۸۶		۷۸۷		۷۸۸		۷۸۹		۷۹۰		۷۹۱		۷۹۲		۷۹۳		۷۹۴		۷۹۵		۷۹۶		۷۹۷		۷۹۸		۷۹۹		۸۰۰		۸۰۱		۸۰۲		۸۰۳		۸۰۴		۸۰۵		۸۰۶		۸۰۷		۸۰۸		۸۰۹		۸۱۰		۸۱۱		۸۱۲		۸۱۳		۸۱۴		۸۱۵		۸۱۶		۸۱۷		۸۱۸		۸۱۹		۸۲۰		۸۲۱		۸۲۲		۸۲۳		۸۲۴		۸۲۵		۸۲۶		۸۲۷		۸۲۸		۸۲۹		۸۳۰		۸۳۱		۸۳۲		۸۳۳		۸۳۴		۸۳۵		۸۳۶		۸۳۷		۸۳۸		۸۳۹		۸۴۰		۸۴۱		۸۴۲		۸۴۳		۸۴۴		۸۴۵		۸۴۶		۸۴۷		۸۴۸		۸۴۹		۸۵۰		۸۵۱		۸۵۲		۸۵۳		۸۵۴	
------	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجزء الاول کتاب الطہارۃ

فصل وضو کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسا ان الوجہ کرے ہو تم طرف نماز کے پس ہولو اپنے نونہ کو اور ہاتھوں کو گھسیٹو تک اور مسح کر اپنے سر کا اور دھو پاؤں کو ٹھنوں تک فرض وضو میں چار چیزیں ہیں پہلے دھونا مومنہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی اوستہ دوسرے کان کی اوتک اور سر کے بال کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسار کے ترکے اور پانی نہ بہا کے کافی ہو جیسا کہ کتاب ابو یوسف نے کہ وضو کرنے والا اگر ترکے سب ہٹا وضو کو اور پانی جاری کرے جائز ہے مگر علمائے ائمہ نے اس کے یوں بیان کیے ہیں کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوں اگر چہ پانی نہ بہیں دو قطرے دھونا دونوں ہاتھوں کا گھسیٹنا سمیت تیس قطرے دھونا دونوں پیروں کا ٹھنوں سمیت اور امام زعفران کے نزدیک کہ بنیان اور ٹھنہ دھونا فرض نہیں اور بخاری روایت میں ہشام کی امام محمد سے وہ فرمائی ہے جرج قدم میں ہونی ایک گروٹھے جوتی کے لیکن صحیح یہ کہ وہ ہڈی اونچی ہو جس پر ٹانگی کی ہڈی ختم ہوئی ہے جس کے مسح کرنا چوتھائی سر کا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور ترمذی ابو داؤد اور ضعیف ہے بخاری میں ہے مشعب سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اور پیشانی اپنی کے اور اوپر علمے اور روزوں کے اور پیشانی کے سے چوتھائی سر کے برابر ہونی اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے انوش سے کہا کہ دیکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور ان کے سر چارہ تھا پس اگر ہاتھ نہ اپنے علمے کے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے سے چوتھائی سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ابی ہاشم بن عقیل سے علمائے ائمہ سے اور شافعی نے اور مالک سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان غنی سے مروی ہے روایت کیا ابی ہاشم بن عقیل سے وضو کرنے اور ابن عمر سے صحیح ہے کہ اگر کتا کا یا اونٹوں نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا ابی ہاشم بن عقیل سے اور کسی صاحب سے کھار کا

فصل وضو کے بیان میں
 کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوں اگر چہ پانی نہ بہیں
 دو قطرے دھونا دونوں ہاتھوں کا گھسیٹنا
 سمیت تیس قطرے دھونا دونوں پیروں کا ٹھنوں سمیت
 اور امام زعفران کے نزدیک کہ بنیان اور ٹھنہ دھونا فرض نہیں
 اور بخاری روایت میں ہشام کی امام محمد سے وہ فرمائی ہے جرج
 قدم میں ہونی ایک گروٹھے جوتی کے لیکن صحیح یہ کہ وہ ہڈی
 اونچی ہو جس پر ٹانگی کی ہڈی ختم ہوئی ہے جس کے مسح کرنا
 چوتھائی سر کا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور ترمذی ابو داؤد
 اور ضعیف ہے بخاری میں ہے مشعب سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اور پیشانی
 اپنی کے اور اوپر علمے اور روزوں کے اور پیشانی کے سے
 چوتھائی سر کے برابر ہونی اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی
 نے انوش سے کہا کہ دیکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ
 وضو کرتے تھے اور ان کے سر چارہ تھا پس اگر ہاتھ نہ اپنے
 علمے کے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے سے
 چوتھائی سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ابی ہاشم بن عقیل سے
 علمائے ائمہ سے اور شافعی نے اور مالک سے چوتھائی سر کا
 مسح کرنا حضرت عثمان غنی سے مروی ہے روایت کیا ابی ہاشم
 بن عقیل سے وضو کرنے اور ابن عمر سے صحیح ہے کہ اگر کتا کا
 یا اونٹوں نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا ابی ہاشم بن
 عقیل سے اور کسی صاحب سے کھار کا

صحت کو نہیں پوچھا ہے۔ **ص** مگر امام شافعی کے نزدیک اگر لکھ لال یا دو بال بھی سر
 کر لیا درست ہو جائیگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے اور مسح چوتھائی ڈگر بھی کا امام عظیم صاحب کے
 نزدیک فرض ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہے اور مشہور روایت میں امام ابو حنیفہ سے ساری
 کا مسح فرض ہے اور وہی مسح اور خمار ہی اور مسح کہتے ہیں تر ماتھ کو اس عضو پر جس کا مسح کرنا ہی پونچھا ہوا ہے یا پانی برتن سے
 لے یا جوڑی پھٹانے کے وقت سے باقی ہوا اس سے مسح کرے اور جو تری ماتھ میں بعد مسح کرے کسی عضو کے باقی سے یا ماتھ کو
 ہفتا غسلو یا مسو سے کر لیا اور اس سے مسح کرے جائز ہوگا اور ایسا ہی سوز کے مسح میں آیا اگر بعد مسح کے سر نہ واوین و باز
 مسح کرنا لازم نہ ہو کیا یا وضو کیا اور پھر ناخن کوٹنے اور تکی بگہ کا پھر دھونا واجب نہیں اور سنت وضو میں چودہ ہیں چھٹے
 دھونا ماتھ کا بندہ دست تک **ف** کیونکہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے جب جگہ تم میں سے کوئی تونہ ڈالے اپنا ماتھ پانی
 جب تک اسکو تین بار نہ دھوے اسواسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ گمان یا ماتھ اسکا یعنی پاک جگہ یا نا پاک جگہ روایت کیا اسکو
 بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے **ص** اور یہ دھونا بعض مشائخ کے نزدیک قبل استنجے ہے اور بعضوں کے نزدیک بعد استنجے
 اور بعضوں کے نزدیک قبل استنجے کے بھی دھوے اور بعد اسکے بھی دھوے **ف** درختا رہن اسکو اختیار کیا ہے کہ قبل
 استنجے کے بھی دھوے اور بعد اسکے بھی دھوے **ص** اور دھوے کا طریق یہ ہے کہ برتن کو پہلے بائیں ماتھ میں لیکر دھونا
 ماتھ دھوے اور پھر دائیں میں لیکر بائیں ماتھ کو دھوے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو اور اوٹھنا
 ہو سکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکالے دھوے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہ تو بائیں ماتھ کی انگلیوں کو
 ملے کے اوپر ڈالے اور منہیلی داخل کرے اور بائیں ہاتھ کے دائیں ہاتھ پر ڈالے اور انگلیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح
 تین بار کرے بعد اسکے دائیں ہاتھ کو اچھی طرح ٹالے پانی نکالے اور اس حدیث میں جہاں نہ ڈالنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم
 نے منع کیا ہے جب تک کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اسکے ساتھ
 چھوٹا برتن نہ ہو تو منع ہے کہ خوب سالنے کے ساتھ ماتھ لکے پانی کو نکالے یہ سب صورتیں جب ہیں کہ اس کے ماتھ میں سب سے
 اور اگر نہ پاس ہو تو ماتھوں کو دھونا جائز ہے بغیر اس کے کہ پانی نہیں ہو ضروری ہے کہ شریعت میں وضو کے اسکا نام لینا **ف**
 بسم اللہ العظیم یا اے محمد رسول اللہ علیٰ ذین اوسلو کہنا ایسا ہی ہے اور خمار میں کیونکہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے کہ
 جس نے اول وضو میں ذکر خدا کا کیا پاک ہو گیا تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا پاک ہو گیا تمام وضو اسکے کا روایت کیا
 اسکو قاضی نے ابو ہریرہ سے اور ابو شیبہ نے اور روایت کیا اسکو بھی ہے اور ارقطبی نے عبد اللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا اسکو
 اور روایت کیا ابن ولون نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اسکو ابو ہریرہ سے نے القاب میں مانند اسکا بن مسعود کچھ زیادہ
 کر کے اور اسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا
 اور بروایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ سے اور ابی ہریرہ نے مانند اسکا اور اس سے یہ کہ
 وضو اسکا کامل نہیں اور ہرے میں اسکو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے کہ صحابہ سے **ص** تھیرے سوال کرنا
ف کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم ہمیشہ سوال کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر ریشاق ہوتا میری ہمت پر البتہ

۱۰۰
 وضو کی کیا ہے
 اور اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو اور اوٹھنا ہو سکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکالے دھوے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہ تو بائیں ماتھ کی انگلیوں کو ملے کے اوپر ڈالے اور منہیلی داخل کرے اور بائیں ہاتھ کے دائیں ہاتھ پر ڈالے اور انگلیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح تین بار کرے بعد اسکے دائیں ہاتھ کو اچھی طرح ٹالے پانی نکالے اور اس حدیث میں جہاں نہ ڈالنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے منع کیا ہے جب تک کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اسکے ساتھ چھوٹا برتن نہ ہو تو منع ہے کہ خوب سالنے کے ساتھ ماتھ لکے پانی کو نکالے یہ سب صورتیں جب ہیں کہ اس کے ماتھ میں سب سے اور اگر نہ پاس ہو تو ماتھوں کو دھونا جائز ہے بغیر اس کے کہ پانی نہیں ہو ضروری ہے کہ شریعت میں وضو کے اسکا نام لینا **ف** بسم اللہ العظیم یا اے محمد رسول اللہ علیٰ ذین اوسلو کہنا ایسا ہی ہے اور خمار میں کیونکہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے کہ جس نے اول وضو میں ذکر خدا کا کیا پاک ہو گیا تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا کیا پاک ہو گیا تمام وضو اسکے کا روایت کیا اسکو قاضی نے ابو ہریرہ سے اور ابو شیبہ نے اور روایت کیا اسکو بھی ہے اور ارقطبی نے عبد اللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا ابن ولون نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اسکو ابو ہریرہ سے نے القاب میں مانند اسکا بن مسعود کچھ زیادہ کر کے اور اسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا اور بروایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ سے اور ابی ہریرہ نے مانند اسکا اور اس سے یہ کہ وضو اسکا کامل نہیں اور ہرے میں اسکو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے کہ صحابہ سے **ص** تھیرے سوال کرنا **ف** کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم ہمیشہ سوال کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر ریشاق ہوتا میری ہمت پر البتہ

حکم کرنا میں انکو ساتھ سواک کے نزدیک ہر وضو کے روایت کیا اسکو سنائی اور اس نے خبر گیری سے اور کہہ ماکہ کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو بخاری نے بغیر اسناد کے اور جب سواک کو نواوا نکلی سے و انتون کوٹے اور یہ حدیث میں ثابت ہے کہ فی الحدیث صحیح ہے میں بارگاہی کرنا یا بخونین میں بارگاہی میں بانی ڈالنا اور کھلے واسطے میں باجدا بانی اور بھراک میں ڈالنے کے واسطے میں بارگاہی اور امام شافعی کے نزدیک کھلے کرے اور ناک میں بانی ڈالے ایک چلو سے پھر سطح پر پھر سطح میں بارگاہی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے وضو کیا سوچو دو ہونے کہ یہ مان کہ کہ صاف کیا اوکو پھر کھلے کی تم میں بارگاہی میں بانی ڈالنا میں بارگاہی کہ ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا ابوداؤد نے طلحہ کے واسطے کہ کہ اصل ہوا میرج حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم اور آپ وضو کرتے تھے اور بانی بہت تھا و خدا و راہی اوکی سے پہنچا میں نے اوکو کہ آپ جہاں کرتے تھے درمیان کھلے اور ناک میں بانی ڈالنے کے اور تروا کیا اسکو طہرانی نے اور وضو کے باب میں بانی میں صحابیوں نے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں عبد اللہ بن زید کے روایت کیا اس نے بخاری سلم بودا و سنائی ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور ابن عباس روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور غیر روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اس نے ابوداؤد سنائی وغیرہ نے اور مقدم روایت کیا اس نے ابوداؤد نے اولو باک اشعری روایت کیا اس نے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور بخاری نے اور ابو یوسف روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور ابو ہریرہ روایت کیا اس نے احمد اور ابو یوسف نے اور ذہاب بن محرز روایت کیا اس نے ترمذی نے اور بخاری نے اور ترمذی نے اور ابوداؤد نے اور عائشہ روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور عبد اللہ بن اُمیس روایت کیا اس نے طہرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کیا اس نے ابوداؤد نے اور باقی صحابہ کرام و تابعین و غیرہ نے روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور ابن ماجہ نے اور یحییٰ بن عثمان کی کہ اس نے کہ یہ صحیح ہے سب حدیثوں کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا اسناد میں اسکی اسرسل ہے اور وہ قوی نہیں اور ایک مقلد میں کہا ہے کہ عامر بن شعیب بھی اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کہ اسرسل ہوتا ہے اس کا تحت بخاری سلم نے اور اس نے بخاری سلم نے اور باقی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے اور ثقہ کہا ہے اسکو اس نے کہا ابو حاتم نے کہ وہ ثقہ ہے صحابی اہل حق سے اور توشیح کی اسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے مثل بھی بن یحییٰ بن ابی اسحاق کے اور ابو حاتم نے کہ یہ صحیح ہے اور بخاری سلم نے اور ابن حزم نے کہ یہ صحیح ہے اور کہا ہے کہ امام احمد نے کہا ہے کہ روایت میں اسرسل کی اسرسل اسخون نے اہل حق سے اور میں ضعیف ہے اور اخیر عمر میں سنائی اور یہ حدیث تو اس کے بیٹے کی روایت سے نہیں ہوگی اور عامر بن شعیب کا کہ اسنائی نے کہ کچھ حج نہیں ساتھ اس کے اور روایت کی اس سے چاروں عالموں نے اور کسی میں ابن ماجہ اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اوکو اور بخاری سلم نے کہ اس نے کہ اس کے واسطے اور بھی نہیں اس حدیث کے اس سے حدیث سے بخاری سلم نے اسکی روایت میں نقل کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور طہال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابوداؤد نے اس سے کہ جب حضرت وضو کرتے

صحیح ہے اور روایت کیا اسکو بخاری نے بغیر اسناد کے اور جب سواک کو نواوا نکلی سے و انتون کوٹے اور یہ حدیث میں ثابت ہے کہ فی الحدیث صحیح ہے میں بارگاہی کرنا یا بخونین میں بارگاہی میں بانی ڈالنا اور کھلے واسطے میں باجدا بانی اور بھراک میں ڈالنے کے واسطے میں بارگاہی اور امام شافعی کے نزدیک کھلے کرے اور ناک میں بانی ڈالے ایک چلو سے پھر سطح پر پھر سطح میں بارگاہی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے وضو کیا سوچو دو ہونے کہ یہ مان کہ کہ صاف کیا اوکو پھر کھلے کی تم میں بارگاہی میں بارگاہی کہ ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا ابوداؤد نے طلحہ کے واسطے کہ کہ اصل ہوا میرج حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم اور آپ وضو کرتے تھے اور بانی بہت تھا و خدا و راہی اوکی سے پہنچا میں نے اوکو کہ آپ جہاں کرتے تھے درمیان کھلے اور ناک میں بانی ڈالنے کے اور تروا کیا اسکو طہرانی نے اور وضو کے باب میں بانی میں صحابیوں نے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں عبد اللہ بن زید کے روایت کیا اس نے بخاری سلم بودا و سنائی ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور ابن عباس روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور غیر روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اس نے ابوداؤد سنائی وغیرہ نے اور مقدم روایت کیا اس نے ابوداؤد نے اولو باک اشعری روایت کیا اس نے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور بخاری نے اور ابو یوسف روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور ابو ہریرہ روایت کیا اس نے احمد اور ابو یوسف نے اور ذہاب بن محرز روایت کیا اس نے ترمذی نے اور بخاری نے اور ترمذی نے اور ابوداؤد نے اور عائشہ روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور عبد اللہ بن اُمیس روایت کیا اس نے طہرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کیا اس نے ابوداؤد نے اور باقی صحابہ کرام و تابعین و غیرہ نے روایت کیا اس نے بخاری سلم نے اور ابن ماجہ نے اور یحییٰ بن عثمان کی کہ اس نے کہ یہ صحیح ہے سب حدیثوں کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا اسناد میں اسکی اسرسل ہے اور وہ قوی نہیں اور ایک مقلد میں کہا ہے کہ عامر بن شعیب بھی اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کہ اسرسل ہوتا ہے اس کا تحت بخاری سلم نے اور اس نے بخاری سلم نے اور باقی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے اور ثقہ کہا ہے اسکو اس نے کہا ابو حاتم نے کہ وہ ثقہ ہے صحابی اہل حق سے اور توشیح کی اسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے مثل بھی بن یحییٰ بن ابی اسحاق کے اور ابو حاتم نے کہ یہ صحیح ہے اور بخاری سلم نے اور ابن حزم نے کہ یہ صحیح ہے اور کہا ہے کہ امام احمد نے کہا ہے کہ روایت میں اسرسل کی اسرسل اسخون نے اہل حق سے اور میں ضعیف ہے اور اخیر عمر میں سنائی اور یہ حدیث تو اس کے بیٹے کی روایت سے نہیں ہوگی اور عامر بن شعیب کا کہ اسنائی نے کہ کچھ حج نہیں ساتھ اس کے اور روایت کی اس سے چاروں عالموں نے اور کسی میں ابن ماجہ اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اوکو اور بخاری سلم نے کہ اس نے کہ اس کے واسطے اور بھی نہیں اس حدیث کے اس سے حدیث سے بخاری سلم نے اسکی روایت میں نقل کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور طہال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابوداؤد نے اس سے کہ جب حضرت وضو کرتے

ابن ابی شیبہ
ابن ابی حاتم
ابن ابی ذر
ابن ابی نعیم
ابن ابی شیبہ
ابن ابی حاتم
ابن ابی ذر
ابن ابی نعیم

۱۰

۱۱

اسناد میں اسکا حرم میں غیاث بن شاپور کا متروک ہو گا لیکن القیہ نے شرح ابوداؤد میں وحید بن جابر رضی اللہ عنہما
یعنی حدیث جابر کی بہت ضعیف ہے اور روایت کیا ابن ہدی نے یاسین التزات سے انھوں نے رضی بن خورش سے انھوں نے
جریش سے جومالی میں اور یہین ترک کردی تھی یہ حدیث اسکی ترک کیا اسکو نسائی نے اور جاحظ نے اور عایشہ بن عبد
اسی باب میں مروی ہے سند امام احمد میں اور وہ بھی ضعیف ہے اور بھی روایت کیا طبرانی نے ابوالدرداء اور امام لاہ
ابن ابی داؤد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے ظلال کرتے داڑھی اپنی کا اور یہ سب حدیثیں ضعیف
اور روایت کیا یزید نے ابوبکر سے کہ آنحضرتؐ وضو کیا اور ظلال کیا اور بھی جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پاس جبریل علیہ السلام سو کہ اے یہ وضو ظلال کر داڑھی اپنی کا اور اسناد میں اسکی بہت
راوی ضعیف ہے اور روایت ہے عمار سے کہ انھوں نے دیکھا میں نے حضرتؐ کو کہ ظلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ترمذی
اور حاکم اور ابن ماجہ نے ابویسایہ روایت کیا طبرانی نے عبدالرزاق سے ابو نعیم نے ابن عیینہ سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے
انھوں نے حشاش بن ہلال سے کہ عمار نے وضو کیا سو ظلال کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ کیا یہ فعل کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے حضرتؐ کو
کہ ظلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن جریر کہ حشاش ابویسایہ ہوں نے ذریعہ قول باطل ہے کیونکہ حشاش بہت لوگوں نے روایت کیا
کہ امی بن المذہبی نے کہ وہ ثقہ تھا اور سنی اسکو ضعیف نہیں کیا اور دیگر عبد اللہ بن عمر سے حشاش سے نہیں اس حدیث کو کیا
کہ ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ بن عساکر نے بخاری سے اسکا سند اسکا اور کہا امام احمد نے نہیں ثابت ہے صحیح ظلال کرنے داڑھی
کوئی حدیث اور روایت کیا اسکا ابن ماجہ سے انھوں نے حشاش سے اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے سنن میں
وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ فَنُفَا سَفِيَّانُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَشَّاشِ بْنِ يَزِيدٍ عَنِ
بَنِي بَكْرِ بْنِ خَالٍ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَطِلُ بِمَحْيَنَةٍ أَوْ سَادَا سَجَا مَحْيٍ يَزِيدُ مِير
والمد علم اور روایت کیا ابو عبیدہ سماج سے انھوں نے غنیہ سے انھوں نے عمر بن ابی وہب خراجمی سے انھوں نے موسیٰ بن مروان
بجلی سے انھوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے انھوں نے عایشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے ظلال کرتے تھے اپنی داڑھی
اور یہ حدیث سند امام احمد میں مروی ہے جیسا کہ اوپر گذرا **ص** ساتون ظلال دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا کرنا انھوں نے ظلال
دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا کرنا **ف** اس طرح کہ کہ بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں سے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں سے شروع کرے
اور بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں پر ختم کرے کیونکہ روایت کیا ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے نفی بن مسہرہ سے کہ ظلال
حضرتؐ نے جب وضو کرے تو نو کامل کر اپنا وضو اور ظلال کر انگلیوں کا اور سب انگلیوں کے اندر پانی پونچانے میں اگر روزہ
نہ ہو تو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بدلتے میں جو حدیث لکھی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے ظلال کر دو انگلیوں کو تا ظلال
انگلیوں کی درمیان انکے سوا اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور اس باب میں روایت ہے
ابن عباس سے روایت کیا اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے انکو مستور دیکھتے شد اس سے روایت کیا انس بن خزيمة اور حاکم
انہو احوال اور ترمذی نے **ص** تین ہاتھوں کو تین بار دھونا **ف** کہو کہ روایت کیا نسائی ابو داؤد ابن خزيمة کے کہ ایک گناہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس لکھا یا وضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور دھوا ہر عضو کو تین بار دھو

خون ہوا اگر نانو تو دل آتے ہیں ہم ساتھ اس کے جو روایت کیا امام مالک نے موطا میں ساتھ منہ صبح کے غسل میں کرتے
 کاوکی گیسر چوٹی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اور نماز پر چڑھتی تھی اور ایسا ہی عبادت ہی طاعت
 الیٰی اور سلطان اور ابن عباس سے اور ایسا ہی روایت کیا مالک نے سعید بن مسیب سے اور حدیث میں ہے باب میں آئی ہیں
 ضعیف ہیں اور وہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہے سو روایت کیا ہے کہ قطنی
 اور ابن ہدی نے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسری حدیث جو ہدیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے شخص نے کہے
 یا کسیر صومے نماز میں اس کی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز جب تک کہ بات نکرے اس کو ابن ماجہ نے حاشیہ سے روایت
 کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے روایت کیا اس کو اور ضعیف کیا اس کو اور عبدالرزاق نے مصنف میں مانتا ہے
 روایت کیا حضرت علی سے اور وہ بھی ضعیف ہے کہ کھانا سادین اس کی حاشیہ ہے کہ شامی نے کہ وہ کذاب ہے **ص** اور
 امام شافعی کے نزدیک جو ان دو راہوں کے سوا اور جگہ سے نکلے اس سے وضو نہیں **مختلف** اور یہی مذہب امام مالک کی
 اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر تھوڑا ہو تو نہیں ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہیں روایت ہے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا اور یہی حدیث ہدیہ میں لکھی ہے جو اب تک اس حدیث کا پتا نہیں کہ کس نے روایت کیا
 اور کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو
 نہیں جاتا جب تک کہ اس حدیث کو دارقطنی اور دہقی نے انش سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں صالح بن عثمان کا
 ضعیف ہے کہ دارقطنی نے کوئی نہیں اور کہا کہ حدیث نے کہ ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے
 نہیں ہے ایک قطرہ ہو قطر خون میں وضو مگر یہ کہ ہو بٹا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہیں جوتا
 یہ ہے کہ روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابی ہریرہ سے اور یہ حدیث ضعیف ہے کہ اسناد میں اس کی مہربا فضل بن عطاء علیہ کا کہا اس کو
 یہ بھی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے **القلنس** حدیث یعنی تو حدیث ہے تو روایت کیا اس کو
 دارقطنی نے دو طریقوں سے اور دونوں طریقے ضعیف ہیں تو اب جانا چاہیے کہ اس باب میں حدیث عبداللہ بن مسعود سے
 جوا پر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہے اور یہی امام شافعی کی طرف سے دلیل لائے ہیں کہ روایت ہے سعید بن مسیب سے جو بک
 تابعین میں سے ہیں کہ کسیر چوٹی تھی تو وہ پھرتے تھے اور نماز پر چڑھتی تھی اور ایسا ہی عبادت ہی طاعت
 وضو نہیں کرتے تھے اور جواب دے سکا یہ ہے کہ اس کو روایت کیا مالک نے موطا میں اور امام مالک نے ایک روایت میں اسے مانتا
 سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے اور جب خون متعارض ہو تو احتیاطاً جسدین ہو او سیر عمل کرنا چاہیے اور احتیاطاً اس میں ہے کہ
 وضو کرے **ص** تو اگر نہ ہو بلکہ اپنے مقام پر چر جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا **مختلف**
 نزدیک اس واسطے وضو نہیں ٹوٹے گا کہ خون نکلنے میں یہ بھی شرط ہے کہ بہتا ہو اور نہیں ہو اور یوں نہیں نہیں **ص** اور
 زخم کو دایا اور اس سے خون نکلا اور نہ زخم کو زخم نہ ٹوٹے گا اور نہ زخم کو زخم نہ ٹوٹے گا اور اگر کسی چیز کو دانے کا ٹاٹ اور زخم
 خون کا دیکھا یا غلط کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک میں او گھلی کی اور او گھلی پر خون کچھا یا ناک بھاڑی اور اس میں خون
 جھا ہوا مثل اسے وضو نہ ٹوٹے گا **ص** اور تو تو میں وضو نہ ٹوٹے گا **ص** اس واسطے کہ بہتا ہو انہیں ہے اور نہیں ہے

مختلف

مختلف

مختلف

مختلف

مختلف

مختلف

مختلف

کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوا پس جو سو یا سجد میں وضو بیان کیا کہ مضطرب ہے کیونکہ جب
 بیتا ہی مضطرب نہ ہو جائے نہ جو یا سجد اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اوہمیں ہی کہ نہیں وضو ہی کیا
 جو سو یا سجد پیشا ہوا اور روایت کیا اسکو یحییٰ بن سنان اور اوہمیں ہی کہ نہیں واجب ہی وضو اوہمیں ہی کہ نہیں وضو ہی کیا
 یا سجد میں اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سو جائے تو ٹوٹ جاوے گا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدہ کرے تو
 سو جاوے تو بھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک جب بیٹھ کر سو جائے دیر تک نہ ٹوٹے جاوے گا اور جاری دلیل یہ حدیث ہے
 ابو یوسف شافعی نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی زید میثابی خالد الدانی کا ہے ان جہان نے کہا کہ
 بہت خطرناک ہے اور یہ طرح اور لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ہے کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ
 نہیں حرج ہے ساتھ حدیث اسکی کے اور نہیں کلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے
 عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی وضو اس شخص پر جو سو جاوے کھڑا یا بیٹھا بیان کیا کہ سو و پہلو پر
 روایت ہے حدیث سے کہ میں سجد میں پیشا ہوا سو رہا تھا کہ کیا ایک شخص نے مجھ کو بھیجے سے کہ پڑا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ
 وسلم میں پس کہا میں نے بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر فرمایا نہیں بیان کیا کہ رکھے تو پہلو پر زمین پر روایت کیا
 اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی بھی میثابی کا تھا ضعیف ہے اور اگر پہلو پر بیٹھا یا کھڑا رکھے کہ
 نزدیک نہ ٹوٹے جاوے گا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو نہ تھا ہی نہ غسل نہ اوپر پیشا ہوا سو نے سے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے
 اور صحیح کہا اسکو اور ترمذی نے صفوان بنیہ عثمان سے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اسما
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا
 ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **ص** اور ان میں صحیح کے سوا
 اگر سو و وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا کھڑے یا ساجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے ہوتے تھے
 اور وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہی وضو اوہمیں ہی کہ نہیں وضو
 کھڑا یا بیٹھا بیان کیا کہ سو و پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کیا ہزار نے بسند صحیح کے کہ تھے
 اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس کہتے تھے پہلو پر زمین پر سو بعض انہیں سو جاتے تھے اور وضو
 نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس سو نے سے ان کے ہی اور نہیں تو مخالفت ہوگی ہاں محدثوں کی جو اوپر گذر
 اور سکا تا یہ اس کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے کہ میں سو یا نزدیک
 خلائی ہجوزہ کے پس کھڑے ہوتے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر حدیث تک بیان کیا کہ پھر سوئے اور لیٹے اور پھر آئے بلال رضو
 خیزی ہونگے انکی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایسا کہ سوتے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب
 یہ کہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے تَنَامُ عَيْنَايَ وَ لَا يَنَامُ قَلْبِي یعنی سوتی ہیں مگر دل
 اکھیں اور نہیں سوتا ہوا تو یہ اور کچھ واسطے نہیں ہو سکتا فرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے

بیتا ہی مضطرب نہ ہو جائے نہ جو یا سجد اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اوہمیں ہی کہ نہیں وضو ہی کیا

جو یا سجد اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اوہمیں ہی کہ نہیں وضو ہی کیا

حکم کی ایک حدیث منسوخ ہو گئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم اجماع اسلام میں تھا اور ابن نہیں رہا اور جو بعض لوگوں کے گمان
 کہ عادت کی طرف قطنی اور بقی نے ابن عباس سے کہا تھا کہ فرمایا حضرت علیؓ اس واسطے کہ وضو اس سے ہو جس کے بعد زمین پر اوس
 جو داخل ہو تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا اصل اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو
 نہیں ٹوٹتا اگر کثیر از غم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا اس واسطے کہ وہ پاک ہے اور جو اوپر نہایت ہے وہ تھوڑی ہے اور اگر
 اگر وہ کذا کے سے کثیر نکلے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر دیر سے نکلے تو ٹوٹ جائیگا اس واسطے کہ ہر کھانا تھوڑے کا بھی ناقص ہے اور
 اگر قبل سے عورت کی نکلے تو اس میں خلل ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گرے پڑے وضو نہ ٹوٹے گا اور خود کو
 نہیں توڑتا ہی مومن عورت کا **ف** یعنی مثلاً بوسہ اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اس کا چھوا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک
 وضو نہیں ٹوٹے گا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اگر ہتھیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو وضو
 نزدیک ہی نہ ٹوٹے گا اور امام مالک کی نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور یث اور حنفی کے نزدیک اگر چھونا شوکت سے ہو یا
 عورت کا بھی اوس وقت شوکت ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر ایسا نہیں ہے نہ ٹوٹے گا امام شافعی سمجھتے ہیں اس باب میں کہ عورت
 چھونا شوکت سے وضو توڑتا ہے اوس کے کہ روایت کیا ابن الجوزی نے معاذ بن جبل سے کہ وہ حضرت علیؓ علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے
 لایک شخص آیا ایک پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپ اوس شخص میں جو پونچھاکسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے یعنی قبل
 اور انفا اور پارس کیا سوا جماع کے سو حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا اوس کے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز پڑھ
 سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہے جو اب اس کا یہ ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے جو اس کے لیے فرمایا
 حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا اوس کے کہ نماز پڑھ کہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز چھنا
 تو واجب نہیں ہوتا اور بغیر تسلیم کے جواب یہ ہے کہ مباشرت ہو کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے
 ہمارے مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی ہماری مسلم نے عائشہ سے کہ کما کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں جنس کے سامنے چپ لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے مجھے جوتے تھے مجھ کو میں اپنے پیروں سے لٹکتی اور
 ایک روایت میں ہے کہ گھر میں میں اور میں نے جہاں نہ تھا اور روایت کی بخاری نے انھیں سے کہ میں نے کہا کہ گم کیا حضرت علیؓ علیہ السلام کو
 تو میں نے چھو لیا اوندکو ساتھ ساتھ پہننے کے پس کیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت علیؓ علیہ السلام کے اور حضرت سجدہ میں تھے اور فرماتے تھے
 پناہ مانگتا ہوں میں خضائی سے غصے سے آخر حدیث تک اور روایت کیا بخاری نے عائشہ سے کہ وہ بھی کہتی تھیں حضرت کے
 اور حضرت عثمان بن عفان تھے اور عثمان بن عفان نے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے وضو سے اور روایت ہے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے
 میری گود میں اور میں ماضی تھی پس چوتھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ کی گود میں اور عثمان بن عفان کو بازنہیں کہتی
 کہ حضرت نے وفات پڑے وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ سب صحیح ہیں حجت ان لوگوں پر ہیں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو
 توڑتا ہے اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر بشوٹ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ دلیل یہ بھی
 لاتے ہیں کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی لینا عورت کے چھونے میں داخل ہو تو اوس سے وضو کر روایت کیا اسکو دارقطنی نے نقل کیا
 ہے اس حدیث سے کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اس کا لمس سے ہے جو بوسہ عورت اپنی کا یا چھونے کو

لےنے کا تھ سے تو اوپر منہ اور روایت ہوا بن شہاب کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے ہر حرکت اپنی کو وضو ہو جاتا ہے
 اور وہ لوگ مالک نے موہمیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے نہ صرف میں ابی حبیہ کہ عبد اللہ بن سہیل نے کہا کہ ہر
 لینے سے ہر حرکت اپنی کو وضو ہو جاتا ہے عبد اللہ بن حویش نے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو امام مالک نے
 موہمیں بنی اسناد کے جواب کا یہ ہو کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض محدثین
 اپنی کا پھر کچھ طرف نہانے کے اور وضو نہ کیا روایت کیا اسکو بنی اسناد کے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی
 اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور بھی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں
 اور کہا کہ جیسے اسکی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواب اسکا یہ ہو کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبب فقہ میں اور نہ سننے کی
 گواہی یا غیبا ہو گئی ہے اور وہ سر جواب یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سے ہی عائشہ سے
 اگر کوئی کہے کہ زینب مجھولہ ہے اور تقریب میں لکھا ہو کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہو کہ جبل قرن ثانی یعنی تابعین میں سوال
 پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اسکا یہ ہو کہ لازمی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں واقطنی کی روایت میں اور
 بڑے فقہ ہیں اور وہ سر جواب یہ ہو کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تمیمی سے
 انھوں نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم تمیمی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کما ترمذی اور ابو داؤد کا اس باب میں حضرت سے کچھ
 صحیح نہیں ہوا جواب اسکا یہ ہو کہ ابراہیم تمیمی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کما ترمذی اور ابو داؤد کا اس باب میں حضرت سے کچھ
 اور سر جواب یہ ہو کہ دارقطنی نے عل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم تمیمی نے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تمیمی سے
 انھوں نے اپنے پاس تو اب یہ حدیث معمول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے یہ نہیں لازم آتا کہ جہاں میں سیکے نزدیک کوئی حدیث صحیح
 نہیں ہے لیکن جائز ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں پونچھی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم تمیمی سے ابو حنیفہ اور ثوری
 نے روایت کیا ابو حنیفہ تو مایا خفہ سے اور ثوری عائشہ سے تو اختلاف اس میں ہوا جواب اسکا یہ ہو کہ ثوری اور ابو حنیفہ
 دونوں بڑے اماموں میں اور ممکن ہے کہ بات کا ابراہیم تمیمی کو ایک حدیث حصہ سے پونچھی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری عائشہ
 کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لغظوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
 بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کہ ابی یوسف نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا یہ
 کہ یہ امر بعد فقہ ہونے اور یوں کچھ راہنہیں اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں میں ان اور روایت کیا دارقطنی نے عائشہ سے کہ پونچھا اور ثوری
 ابن عمر کا کہ بیچ بوسے کے وضو ہو سو کہا انھوں نے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں
 کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنانہ نے محمد بن عمرو بن علقما انھوں نے
 عائشہ سے انھوں نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں نہیں
 پس اگر فقہ ہو تو حجت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کی یہی نقلی نے خلافات میں نقلی
 روایت کیا ہے اور ضعیف کیا اور انھوں نے جواب یہ کہ ضعیف حدیث بھی جب اس بارہ وضو کی روایت کی ہے تو وہ حجت جاتی ہے
 اور یہ جو بعض خفیہ میں حجت پائی ہو کہ روایت ہے ابو امامہ سے کہا انھوں نے کہ اس حدیث کی یہی نقلی نے خلافات میں نقلی

۱۰۰
۱۰۱

۱۰۲

اپنے ہاتھ سے تو اس پر منور در روایت ہے ابن شہاب کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے منہ عورت اپنی کو وضو ہو جائیگا
ان دونوں کو مالک نے موطامن اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ضعف میں ابی حمید کہ عبد اللہ بن سعید نے کہا کہ بوسہ
لینے سے منہ عورت اپنی کو وضو ہو اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن سعید سے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو امام مالک نے
موطامن بغیر اس کے جواب کا یہ کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں
اپنی کا پھر نکلے طوف نماز کے اور وضو کیا روایت کیا اسکو بزار نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور بھی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں
اور کہا کہ بیہیہ اسکی اسناد میں نہ وہ نہیں سنا جواب اسکا یہ کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبب فقہ میں اور سنن کی
گوئی یا ضعیف یا گویا ہی اور وہ سہ جواب یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ زینب بنت جحش نے عائشہ سے
اگر کوئی کہے کہ نہایت قبول ہوئی اور تقریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ جہل قرن ثانی یعنی تابعین میں قبول
پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اسکا یہ کہ او را عی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں واقطنی کی روایت میں ابو
بکر نقض ہیں اور وہ جواب یہ ہے کہ واقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی رقیق سے انھوں نے ابراہیم بن
انھوں نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم بن علی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کما ترمذی اور ابو داؤد نے اس باب میں حضرت بن کعب
صحیح نہیں جواب اسکا یہ کہ ابراہیم تابعی فقہ میں اگر بالفرض سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک ثابت
وہ جواب یہ ہے کہ واقطنی نے علل یہ کیا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم بن ثوری سے انھوں نے ابی رقیق سے انھوں نے ابراہیم بن علی سے
انھوں نے اپنے پاس تو اب یہ حدیث صحیح ان کو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہان میں کیلئے نزدیک کوئی حدیث صحیح
میں کی بنا پر یہ نامی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں پونہ بھی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم بن علی سے ابو حنیفہ اور ثوری
نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو طایفہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف ہمیں ہو جواب اسکا یہ ہے کہ ثوری اور ابو حنیفہ
دونوں بڑے امام ہیں اور علل یہ ہے کہ ابراہیم بن علی کو ایک حدیث حصہ سے پونہ بھی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے عائشہ
کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی منظوم میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کہ وہ یوں کہتے تھا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ امر بعد فقہ ہونے اور یوں کہنے پر نہیں اور یہاں یہ کہ یہ دو حدیثیں ہیں روایت کیا واقطنی نے عائشہ سے کہ پونہ چاہا اور کوئی
ابن عمر کا کہ چاہتے تھے وضو نہ کیا انھوں نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں
کرتے تھے اور اس حدیث کے صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنی نے محمد بن عمرو بن عطاء انھوں نے
عائشہ سے انھوں نے حضرت کنہی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں نہیں
پس اگر فقہ ہو تو حجت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا سفا بن جبر نے کہ اس حدیث کے یہی فی نے خلافت میں بن علی رضی
روایت کیا ہے ابو حنیفہ کیا اور انھوں نے جواب یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی جب اس بارہ وہ چون کہ روایت کی جہاں تو وہ جو جاتی ہے
اور یہ جو بعض خفیوں نے حجت پائی ہے کہ روایت ہے ابو لکھنہ سے کہا انھوں نے کہا میں نے کسی رسول نہ دیکھا کہ وضو نہ کیا نماز کے

ابن شہاب
ابن ماجہ

۱۰

پھر سے اہل بیت کا ذکر کیا اور اس کی ثبوت جانا ہی وضو اس سے فرمایا نہیں تو یہ جہت ضعیف کی کہ نہ روایت کیا اس حدیث
 واطلقی نے احمد اسناد میں اس کی مکن بیضا عبد اللہ کا ترک کردی گئی یہ حدیث اس کی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے سند میں
 ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا تو جب
 اتنی حدیث میں اس باب میں ضعیف اور صحیح آئیں تو یہ بات اس کے نزدیک جو ضعیف ہو ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے تھے
 پھر سے دوسرے اور یہی مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگرچہ نوا عورت کا بشہوت بھی تھن
 وضو ہوتا البتہ حضرت کے ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ ان کو بہت حرص تھی سند بیان کرنے میں اور سوال
 صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت اوکے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا حاکم نے عائشہ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دوسرا لیکن
 حضرت ابوسلمہ بن اکاسہ آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوٹے تھے ہلو اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے
 چھوٹے سے وضو نہیں جانا تو قیوم اللہ تعالیٰ کے قول میں اس سے کیا مراد ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ لا تمسکتم النساء یعنی تم کو
 اگر نہ پاؤ پانی جب کہ چھوٹے عورتوں کو جواب دے سکا یہ کہ لمس سے مراد اس جگہ جماع ہے جیسا کہ کہا عبد اللہ بن عباس نے واللہ اعلم
ص اور چھوٹا ذکر کا بھی وضو کو نہیں تو **ث** کیونکہ روایت کیا انسانی اور تیزی اور ابو داؤد نے طلق بن علی سے
 کہ حضرت پوچھے گئے اس شخص سے جو چھوٹے ذکر اپنا پھر وضو کرے سو فرمایا حضرت نے کیا یہ وہ مکر تکرار مذہب ہے اور روایت کیا
 اسکو ابن جبران نے اپنی تصحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے ضعیف میں اور طحاوی نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ترمذیوں کی آپ
 باب میں اور طحاوی نے کہا یہ حدیث اسناد اسکا مستقیم ہے نہ مضطرب اور روایت کیا طحاوی ابن ابی الدین سے صحت اسکی جیسا کہ
 آگے آچکا **ص** اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے **ف** دلیل اوکی یہ کہ روایت ہے ہر سرہ ہر وضو
 سے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوٹے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ایسا ہی ترمذی نے
 اور صحیح کیا اسکو احمد اور ذوالطلق نے اور بخاری نے اور باری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو اسناد میں بخاری نے کہا اسکو
 کطلق کی حدیث اچھی ہے بجا نزدیک تیسرے کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کہا عمر بیٹے علی خلافت کے نہایت طلق کی
 ہمارے نزدیک ثابت ترمذی حدیث ہر سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ کہ نووی جو شافعی مذہب پر تھے
 میں نہ طاعت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہو تو اس جگہ دونوں میں شریعت میں کچھ عین ہے عین طاعت میں طہر پر ہر کلمہ ہر
 حدیث ہر سے وضو کے معنی بات خود عین ہی تو یہ کہ معنی بات خود عین ہی تو یہ کہ معنی بات خود عین ہی تو یہ کہ معنی بات خود عین ہی
 حدیث میں جانبین کی قوی ہونے اور اس حدیث طلق کی ضعیف ہے جواب یہ کہ حدیث طلق کے راوی یقیناً میں سبقت میں تو وقت
 علی بن المدینی اور عمر و فلاس اور طبرانی اور ابن جبران اور ابن جریر اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح ترین ہیں چنانچہ اس ضعیف کا
 کمال امر و ہم ہر گاہ اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں میں جواب دے سکا یہ کہ
 ماسوا ان دونوں حدیثوں کے دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی یہ ہیں روایت ہے
 ابو یوسف کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوٹے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی اسحق بن عبد اللہ مکرر ہے اور
 ایسا ہی سفیان بن یثرب کا روایت ہے اچھا یہ ہے کہ اسناد میں حدیث کے فرمانے تھے جو کہ چھوٹے فرج اپنی کو پس علیہ سیک

ابن عباس

سیدنا ابو یوسف

१.

محمد اسد بن محمد

مفتی محمد بن عبد الرحمن

سید محمد امین

میں نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا۔

وہو کہ اور سنا میں اسکی اطلاع دینا حارث کا نسبت کیا گیا ہر طرف قدس کے اور مختلط ہو گیا تھا آخر میں ملاوہ اس کے
بہار میں اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہ اس نے اس حدیث کو صحیح نہیں دیکھا اور کچھ نسخہ بن ابی سفیان
سے نہیں سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا ابی حنیفہ نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہے اور وہ جو ابی
نہ جابر سے روایت کیا وہ بھی ضعیف ہے اسناد میں اسکی تصدیق عبد الرحمن بن ابی عمار اور ابی ہریرہ و ابی ہریرہ بن عبد الرحمن
میں کا ضعیف ہے اور روایت کیا احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے مَنْ مَنَّ عَلَى جَعَلَتْ فَلَیْکُمْ وَصْفًا
یعنی جو شخص کہ چھوٹے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور اسحاق بن راہویہ سنن ابی حنیفہ
بن عمرو بن العاص کہ جو شخص چھوٹے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوٹے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور یہاں مذہب
کی حدیثیں ہیں ابی امامہ کی روایت کہ پوچھے گئے حضرت چھوٹے ذکر کے فرمایا کہ وہ مگر تپا ہے تجھے یعنی اس کے چھوٹے سے
وضو نہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اسناد میں اسکی جعفر بن زبیر کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اسکی
اور ایسا ہی روایت ہے محمد بن مالک اور عائشہ وغیرہا سے روایت کی ابو یعلیٰ موصلی نے عائشہ سے کہ سنا میں نے رسول
رسول احمد علی السلام سے کہ فرماتے تھے نہیں پرواہ رکھتا ہوں میں اسکو چھوٹوں یا ناک اپنی کو اور اسناد میں اسکی جعفر
بن زبیر کا ترک کر کے کہ روایت کیا حاکم نے قاسم سے انھوں نے عائشہ سے کہ جب چھوٹے عورت فرج اپنی کو ہاتھ اپنے
سے سوا سہر وضو پر تو جواب دے کہ تو ہی راوی کا اختلاف روایت کے باطل ہے نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیثیں
ہیں تو نہ باقی ہے صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر ہر کی اور ہر طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض علماء شافعیہ نے لکھا کہ
الوہر پر ہے روایت کی حضرت سے کہ چھوٹے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابو ہریرہ
نے چھوٹے اسلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہو گئی جواب دے کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل
ابی ہریرہ کے یہ بات لازم نہیں آتی کہ طلق پھر نہ لے ہوں اور نہ اوکو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کہ حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہے
کیونکہ اسناد میں اسکی زید بن عبد الملک کا ہے اور وہ ضعیف ہے تو اب کچھ محبت نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیث منسوخ ہوئی تو
اہل احوال صحابہ سے تسک ضرور ہے جواب یہ کہ یہ تو ہمارا مطلوب ہے روایت کیا حماد بن اسود اور ابن مسعود اور
حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے عمار اور رضیفہ اور سعید بن مسیب اور عطاء اور حکمہ اور ابن عمر
رحمہم اسکا روایت کیا امام محمد نے مطاہرین اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور رضیفہ اور عمران بن حصین کے کہ ان
سب نے کہا کہ میں نہیں پرواہ رکھتا ہوں کہ چھوٹوں ذکر کو یا اپنی ناک کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے
چھوٹے ذکر سے بچنا نہ کہ پس کہا کہ نہیں ہے وہ مگر مگر تجھے اور روایت کیا محمد نے ابی الدرداء سے نازک سے اور روایت کیا
سعید بن مسعود انھیں سے ایسا ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اس سے سو کہا کہ نہیں حرج کہ
ساتھ اس کے اور ابن مسعود بھی ایسا ہی روایت کیا اور اسکی سعید کا تہہ اسکا روایت کیا اور رضیفہ کا آلیا شخص طرف ابن مسعود
سو کہا کہ چھوٹے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہیں ہے مگر مانند سارے بدن کے ہے اور روایت کیا محمد
کا ایک شخص نے پوچھا عطاء بنہ اور کہا کہ ایسا ہی محمد وہ شخص کہ چھوٹے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہا کہ عبد اللہ

انزال یا غسل ہمارے نزدیک واجب نہیں اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہو یعنی منی کے نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہی جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام انشاء الماء میں دلالت کرتا ہے اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے کہا او نحو نے حدیث بیان کی ہے ابو حنیفہ نے کہا او نحو نے حدیث بیان کی ہے عکرمہ نے انھوں نے عبد البر بن جری سے او نحو نے اپنی ماں سے کہ پوچھا او کنی لمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کو پس کہا کہ ہر زنی کرنا اور تخریق کہ ایک ہی ہے اور ایک ہی لیکن منی تو وہم کہ مرد اپنی عورت سے کیسے سونطا ہر ہو جائے اس کے اوپر کچھ نیچے کچھ پانی تو دھو کر اپنے کو اور خصیوں کو پھر وضو کرے اور غسل کرے اور کیکنج دی تو وہ ہوتی ہے بعد پیشاب کے دھو کر اپنے کو اور وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہی اوستہ شہوت ہے اور یہ عین غسل ہے اور عبد الرزاق نے مصنف میں قیادہ اور عکرمہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے واللہ اعلم **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط عرصہ سے بشہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہو شہوت نہ ہو تو اگر منی اپنی جگہ یعنی پشت سے بہہ چلا ہو تو اور اس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عرصہ کا تھا یا یہاں تک کہ شہوت جاتی رہی بعد اس کے نئی بغیر شہوت کے نکلے امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر قریبی منی نکلے طرفین کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور ایسا ہی اگر خلط میں ہو کہ غسل واجب ہوگا اور مرد و عورت سب برابر ہیں اور ایک روایت میں امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو احتلام اور لذت وغیرہ ہو تو تری نہ کھئے غسل واجب ہو اور اس لئے کہ اس روایت پر عمل کیا جاوے گا **ف** اگر سونہ یا سونہا یعنی جاگ کے غلط پانی دیکھا تو اسکا بیان لگے آتا ہے اور اگر سوتے میں یہ باتیں سب یکجہ توجہ اسکو احتلام کہتے ہیں تو اس مرتبہ میں اگر تری دیکھے کہ غسل واجب ہو گا یا نہیں کہ مراد ہو با عورت کیونکہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ امام سلیم رضی اللہ عنہا کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ عورت پر ہر چیز جو کچھ دیکھے غسل فرمایا کہ ہاں جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اور روایت ہے انس رضی اللہ عنہ کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کو دیکھے خواب میں یہاں کہ دیکھتا تری مرد خواب میں سونہا یا اپنے قریب ہوا تو اسے جو ہوتا ہی مرد سے سوچا یہ کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے تو وحشی شریعہ میں لکھا ہے کہ منی اس کے پینے کا اس سے منی نکلے جیسا کہ مرد و عورت سے منی نکلے ہی غسل کرتا ہے اور اجماع مسلمانوں کا اس بات پر ہے کہ جب احتلام ہو تو تری نہ کھئے غسل لازم آوے گا اور روایت کیا ابن ماجہ اور یہ بھی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب عین ایک تم میں کا خواب میں تری دیکھے اور احتلام اسکو یا نہ غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ کھئے تو اس پر غسل لازم نہیں تو سونہ یا جمع الجوامع میں لائے ہیں کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتہ عورت سے خواب کے جو پاتا ہے مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سمیع نے اور ایک روایت اس میں ہے خود نبی حکیم رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے عورت پر غسل بیان تک کہ انزال ہو جیسا کہ نہیں مرد پر غسل جب تک کہ انزال نہ ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتوں میں سے

اور انزال کرے تو چاہیہ کہ غسل کرے اور وہ جو بجنہ روایت نقل کی ہو جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب میں اور تری کچھ
تو غسل واجب ہوا۔ سب کو شمس المائر نے کہا کہ اس پر عمل کیا جاوے گا تو دلیل اوسکی یہ ہے کہ روایت ہم مسلم رضی اللہ عنہما کے معنی
پوچھا حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت دیکھے جب خواب میں جو مرد دیکھتا ہو تو فرمایا حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو
غسل کرے تو جواب دسکا یہ کہ مراد اس سے جو مرد دیکھتا ہو یعنی اپنی بھی دیکھے جیسکہ دوسری روایت میں تصریح آیا انجھی ام سلمہ
رضی اللہ عنہما کے فرمایا حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو واللہ اکمل وعلمہ آتم ص شیخ علامہ ابوجانا
سرذکر کا قبل یاد بُرین میں صورت میں غسل دونوں یعنی فاعل مفعول بہ واجب ہوگا و کیونکر روایت برسن ابن ماجہ
عائشہ رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ملا دوین ولون ختنے غسل واجب ہو گیا ہو اور روایت کیا طحاوی
عائشہ رضی اللہ عنہما سے کہ تھے حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونوں ختنے بناتے تھے اور سمیعین روایت یحییٰ بن زبیر رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ تنک ایک تم من کا در میان چاروں کو لون یعنی اپنی وحدت کے پہر حال کرے اوس سے
تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور اگر جزا نزل نہوار روایت کیا ابو داود اور ترمذی اور احمد اطربن ماجہ مانند اسکے اور روایت کیا
ایسا ہی مدعی عائشہ رضی اللہ عنہا اور طبرانی نے رافع بن ضیم سے اور ابی امام سے اور روایت کیا شبزرجی القابین منذ سکے
اور طحاوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ قول ازکا اور روایت کیا دار قطنی نے افراد میں ابی ہریرہ واربن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمایا
حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کر جائے ختنے سے آنزال ہو یا نو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور سعید ابن جوزی اپنے سند
مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور یہ جو حدیث بدیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مجاک
ختنے ختنے سے او رغائب جاکو سر ذکر تو تحقیق غسل حسین واجب ہوا آنزال ہو یا نو تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے واسط میں
ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبدالمطلب بن ربیع مسند اپنی میں اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ نے عبدالمدین عمرو بن افام رضی اللہ عنہ
کہ فرمایا حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مجاکو ختنے سے اور چھپ چاکو سر ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور روایت کیا الکلبان فی شعبہ
فی اپنی مصنف میں اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اوس حدیث کے کہ فرمایا حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بانی نبی صلی اللہ
سے ہے یعنی اپنی ختنے سے ہر روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی نور سلور دامی اور احمد و سنائی اور ابن ماجہ نے تو جواب دسکا یہ ہے
کہ یکم ابتدا اسلام میں تعالاب یہ حدیث نسخ ہو گئی اوس سجور روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور وحشی نے
آپتی بیتہ لعوب رضی اللہ عنہ کہ فرمایا انھوں نے کہ یکم کہ بانی نبی سے ہے تھا نصحت اول سلام میں میر منع کیا گیا اس سے بیعت خودت
جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور کمال اعابی نے کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری اس جگہ اگر کوئی کہے کہ ابی داؤد
اور دارقطنی نے نقین کیا اور کہا کہ نہ ہر کسی نہیں سنا اس حدیث کو مسل سے اور کہا حافظ بن حجر نے کتاب ابو داؤد میں ایسا واقع ہوگا
کہ معلوم ہوتا ہے اوس سے یہ حدیث منقطع ہو تو جواب دسکا یہ ہے کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہے اسواسلئے کہ فقہاء نے کہ خبر دی ہوگی لیکن شے
یا اوس جسے بین النکتان صحیح ہو گئی اور یہ بات کو ستار مذکور کن سند ابن ماجہ اور احمد کی قطع ہو گیا نکاح بن کثیر نے بیان کیا کہ بعض لوگوں نے کہ اس سے
سلسلہ بہر ملاقات کی اصل کی نسبت کل اونسے قرابا عزائم دفع ہو گیا بالحدائق متوفیق بہ ذخیرہ فضائل شیخ محمد بن اسماعیل بن علی بن یوسف
المرکز آباد ہو گیا کہ یہ حدیث غلط ہے بلکہ ثابت ہے کہ این حدیث صحیح ہے اور حکماء ما خود خدا و پیغمبر علیہ السلام کی اس کو ماننے والے ہیں

میاں پلک ہی بانی داد کا اور اصل ہر مرد و عورت کا گناہ تہی نے کہ پوچھا میں محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس پیش کو تو کیا کرتے تھے
 کہ حدیث صحیح ہو اور بانی تفصیل اسکی جو شیخ ابن ابی اسحاق فتح القدیر حاشیہ ہادیہ میں لکھی ہے **وص** اور برف کے پانی سے
 اگر چاہا ہوا نہ ہو اور اگر چاہا ہو تو جائز نہیں **ف** ایونکہ مسرت میں برف مانند پانی کے ہو تو مکمل اور سکا پانی کا سا ہی وضو
 جائز ہوگا اور مسرت میں بھی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں ہنسا ہی داخل ہے **وص** جائز ہے
 وضو اس پانی سے جو کھلے کھلے بہہ ہو اور جو گلیا ہو یا لکڑی کے ٹکڑے یا کھیرے نخل خاک یا اشتان یا صابون یا زعفران کے
 بل یا ہوں **ف** اس واسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہو اور روایت کیا نہائی نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا
 روز فتح کے ایک پہاڑ کے اوپر اتر آئے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **وص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو
 کہ بالکل آواز سے مقصود ہو تا ہو تو وضو اس سے جائز ہے مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اور پانی کے مثلاً گارھا کرے اور اسکی وقت اور سیلا
 یعنی بہنے کو کم ہو تو وضو اس سے جائز نہیں اور اگر وہ چیز ایسی ہو یعنی ماوس سے پاک کرنا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں اسکو دونوں طریق
 ہیں ایک روایت میں غلبہ شرط ہے یعنی اگر غلبہ پانی پر نہ کرے تو وضو جائز ہے اور ایک روایت میں غلبہ شرط نہیں یعنی چاہے غالب ہو جاوے
 نہ وضو یا پس جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی میں لگنی یزین کی قسم میں ہے وضو اس پانی سے جائز نہیں اگر یہ
 غالب ہو **ف** اور احتیاطاً اس میں ہے جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے **وص** اگر پانی جاری میں کوئی چیز پھنسی جائے
 اور اثر اسکا یعنی رنگ بو مزہ بہہ وضو اس سے جائز ہے **ف** اس واسطے کہ نجاست اور مینہ ٹھہر گیا بلکہ برائی کی ایسا بھی
 ہے کہ میں اسکا علم ہو اب **وص** پوشیدہ ہے کہ جاری کسی کو کہتے ہیں ملا کا اس میں اختلاف ہے وضو کے نزدیک پانی جاری ہو تو
 کہتے ہیں کہ گمان اس میں سے کچھ نہ ہو یا لیجائے **ف** اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہے وضو کے ایک ہادیہ میں ہے کہ کو
 لوگ جاری سمجھیں اور سیکور تختہ کرتے ہیں اختیار کیا ہے اور حق میرے نزدیک ہے کہ جاری اسے کہتے ہیں کہ مطلق جریان او سین بایا
 جاتا ہو اگر کسی ایسی ضعیف ہو والد اعلم **وص** تو اگر تہی اوپر روکی جاوے اور پانی ریان ریان نکلتا ہے وضو اس سے جائز ہو
 کیونکہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہے اس طرح پر وضو کر کے بھر پانی مستعمل کو ناوٹھالیوے یا وہ پلٹن
 اتنی دیر کے کہ پانی مستعمل جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آجاوے گا **ف** کیونکہ پانی مستعمل محسوس ہو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
 نزدیک اور اسکا ذکر آگے ہم کریں گے **وص** اگر حوض درودہ کہ ہو اور ایک طرف سے او سین پانی آتا ہو اور دوسری طرف سے
 نکلتا ہو تا ہی ہر طرف میں اس میں وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے **ف** درختار میں ہے یہ بیٹھے یعنی ای پر فتویٰ ہے
وص اور وضو کے نزدیک اگر بار بار چار چار یا کم تو جائز ہے اور اس سے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بہہ ہو دار ہو اور حوض
 ہو جاوے اور اسکی نجاست سے وضو اس سے درست نہیں اور اگر معلوم ہو کہ وضو جائز ہے کیونکہ کسی ہو سبب سے زیادہ رکھنے کے
 ہو جاتی ہے واللہ اعلم اور اگر ایسا ہو کہ گمان ندی میں پڑا ہو اور اس کے عرض کو بند کیا اور پانی کتنے کے اوپر جاری ہو اگر وہ
 پانی جو کتنے سے ملتا ہو کہ اس پانی سے جو کتنے سے الگ ہو اس کے نشیب میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے بلکہ جو غفر
 نے کہا جو کہنے اسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہے اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ اگر کوئی وضو پانی کا نہیں لے لے اس کو وضو کر کے
 کچھ وضو میں اور اگر پانی میں ایسا جائز ہو جاوے کہ پانی میں بہہ جاوے تا کہ او سین میں نہ ہو جسے چھل اور سید کہ وضو اس سے جائز ہے

اور بلکہ کہ سنی جو صاحب دلیہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہیں ہے واللہ اعلم **ص** اور جو بانی ہوتا ہے وہ سنی
 اگر نہایت پڑی ہو اور کہ تھوڑا ہو یا بہت وضو اس سے جائز نہیں **ف** جانا چاہیے کہ یہاں تین غیب ہیں پہلے تو یہ کہ
 بانی جو جاری نہیں اور سنی اگر نہایت پڑی ہو تو نجس ہو جائیگا بانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ عوض دہ درہ ہو اور اسکا ذکر لگے
 آویگا تو اس حدیث میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام عظم کا یہود و نصاریٰ مذہب یہ کہ اگر دو کچال بانی ہو تو نجس ہوگا اور یہ مذہب
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور شیعہ مذہب یہ کہ بانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وصفت نہ ہو بانی نجس ہوگا اور
 یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا یہ امام عظم صاحب حدیث علیہ السلام کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اور مسلم اور ترمذی
 اور ابو داؤد رحمہ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیسا کے ایک تم میں کا بیج لیا
 بانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غسل کرے کوئی تم میں بیج بانی لیا تم کے اور جو کھجور
 کے لکڑی طرح کرے یا ہر ایک لکڑی سے لینے کرینی کسی رتن سے مثلاً لیکڑی پناہ پر بانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا جسے ہوئے بانی
 میں پیشا کرنے سے روایت کیا ان دونوں کے مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا اسکو مسلم نے
 کہی طریقوں سے روایت کیا ہے ابی داؤد رحمہ اللہ علیہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ جو بانی جاری نہیں ہو نجس ہو جاتا ہوا والا منع کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا اور بھی روایت ہے محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم میں سے لینے خواب سے سوئے لے یا تھوڑا یا بیج برتن کے یہاں تک کہ وہ ہوگا اسکو تین بار کہہ کر لینے
 کہ کہان یا تھوڑا اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے
 اور کہ اس صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث شہور ہے اور بھی روایت ہے یاسکی کوئین کے بابین آویگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل ہے
 کہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ماونحوں نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بانی سے جو کہ ہوتا ہو جھگڑوں میں
 اور پیتے ہیں اس سے بانی چار بار دہرے فرمایا آپ نے کہ جب ہو بانی قلنتین ناوٹھا لگانا پاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی
 عنہما و جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے
 اول کتاب میں چونکہ سند حسن و مستندون میں اس لفظ سے لائے میں اذ اکان الماء ان بعین قلۃ یعنی جب ہو بانی
 چالیس قلۃ اول ان نوکا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں
 کہ بیچس ہے اور بعضوں میں کہ بیچسہ شئی او پینتا لیس اور طریقے ہیں ایک کہ بیچسہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ساتھ
 اس لفظ کے اذ اکان الماء قلنتین فمافوق ذلک کہ بیچسہ شئی اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 ساتھ اس لفظ کے اذ اکان الماء قلنتین فصاعداً کہ بیچسہ شئی اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض
 روایتوں میں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں جن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور چالیس قلوں کی روایت ابن مسعود نے بھی کہی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہر قلنتین او ثلثا یعنی قلنتین ہون ہیں

عبد اللہ بن عمر

اور بھی روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب پہنچ جاؤ پانی چالیں قے پر نہ اتال
 سکے گا نجاست کا اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ یہ حدیث صحیح نہیں غلط کیا امین قاسم بن عبد اللہ عمری اور سیوطی اور سکا استدراک کیا
 اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ اور روایت کیا اسکو حقیق نے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ
 صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قال اذا بلغ الماء اربعة اشبار لم ينجس ولو كان على ثوب او على رجل او على شيء من ذلك
 اور بعض روایتوں میں ہے ان بعضون من اربعة اشبار ولو كان على ثوب او على رجل او على شيء من ذلك
 حدیثوں میں آیا ہے کہ لا ینجس شیء اور بعضوں میں کہ لا ینجس الخشب اور بھی سند میں اسکی اختلاف سے اختلاف ہوا ابی اسامہ
 کہی تو کہتے ہیں عن الولید بن کثیر عن حماد بن عباد بن جعفر اور بھی کہتے ہیں عن محمد بن جعفر بن
 الثوبی اور جواب سکا یہ کہ جابر کہ ابی اسامہ نے دونوں سے سنا ہوا اور بھی اس حدیث میں ابی اسامہ نے کہا
 عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور وہ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور سکا یہ جواب ہے کہ وہ دونوں بیٹے
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہیں اور دونوں نے روایت کیا ہو گا اور بھی ان حدیثوں میں ایک حدیث
 میں ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ اسکو اور ایک میں ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ اسکو اور ایک میں ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ اسکو
 علیہ وسلم اور جواب سکا یہ کہ جابر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے سنا ہوا اور آپ بھی سنا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لیکن نظر لفظی اس حدیث میں بیہکبت ہے کسی میں ہے قلنا من یؤکل من اربعة اشبار لم ینجس ولو كان على ثوب او على رجل او على شيء من ذلك
 کسی میں ہے ان بعضون من اربعة اشبار ولو كان على ثوب او على رجل او على شيء من ذلك اور بھی کہتے ہیں عن محمد بن جعفر بن
 اسواسطہ کہ در روایت کی گئی ہے دو وقت اور تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلوں کی روایت ضعیف ہے تو اعتبار اوسنی وقتیں کہ ہو جائے روایا
 میں ہے جواب سکا یہ کہ دارقطنی نے تو سندوں میں اربعین قلوں ذکر کیا ہے اور بھی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے اور
 ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور نظر لفظی تو اوسمیں پایا گیا اور اضطراب حنفی ہے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے
 اور کہا ہے کہ ایک حدیث میں ہے لا ینجس شیء من اربعة اشبار اور ایک میں کہ لا ینجس الخشب یعنی نساوٹھائی نجاست کو
 یعنی نجس نہ ہو گا تو یہ کچھ نہیں کیونکہ اکثر روایات کی یہی کہنا مخالف ہے اور یہی ہے کہ نجاست کا موقوف کرنا قلعین سے پہلے اسکی کچھ نہیں
 والد علم تو ایک اضطراب یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف سادھی امین بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ صاحب ہائے ضعیف
 ضعیفہ انہو مذاہد اور بعض نسخہ وایہ میں فی سند بھی ہے اور وہ غلط ہے کیونکہ سنن میں ابو داؤد کے کہیں اسکا ذکر نہیں
 کہا شیخ ابن الہمام وقیل لعلہ فی غیر سندہ یعنی کہا گیا کہ بغیر سنن میں ابو داؤد کے والد علم اور کہا شیخ ابن الہمام
 فتح القدیر میں وصنفہ صحافہ بن عبد اللہ بن القاضی لا یصحیل بلسانہ الحق و ابو جعفر
 بن العریضی لعلہ فی سندہ ضعیف کیا اس حدیث کو اوسمیں سے ہے حافظ بن عبد البر اور قاضی اسماعیل بن ابی
 اور ابوبکر بن العریضی لعلہ فی سندہ ضعیف کیا ہے اور بالغ میں ہے عن ابی عبد اللہ بن کثیر کہ لا یثبت علی
 القلعین یعنی روایت ہے ابن الدینی سے کہ انھوں نے ثابت نہیں ہوئی حدیث قلعین کی اور کہا صاحب موس نے سفر السعدی
 بابہ اذا بلغ الماء اربعة اشبار لم ینجس الخشب قال جماعة لا یصح فیہ حدیث یعنی باب قلعین میں کہا ہے

سلا
مراد اس سے
مولا ابو جعفر
صاحب ہیں

کہ صحیح نہیں ہوئی اور میں کوئی حدیث اور خبر نہیں کہ کہا ہو کہ سفر السعادت میں ہر ضعفہ بعض الضحیٰ نہیں و صحیحہ بعضہم
اور غلط ہو کہ سفر السعادت میں کہیں اسکا نشان نہیں ہو ہی عبارت اسکی یوں ہو اب اذا بلغ الماء قلتین
کو کھل خبثا قال جماعة کثیر فی حدیث و جماعة قائلون بوجہ وقد اوردوا کثیرا اهل الحديث
فی مصنفنا نعم انتهى اور زبیری نے کہا حدیث قلتین ضعیفہ بعضہم جماعة الحدیثین حتی قال
البیہقی من الشافعیة انه غلط فوی و ان له الفرائی و القویانی مع شدۃ اثباتا علیہما للشافعی
رسولہ اللہ لضعفہم یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہر ضعیف کیا اسکو ایک جماعت نے محدثین کی بیان تک کہ کہا یہ صحیح
کہ وہ قوی نہیں اور زکریا اسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع او کی کسواسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے
ضعف اس کے اور ترمذی میں ہر ما اذ حب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف یعنی ہر
شافعی کے میں حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہو اور ہر میں زبیری کے ہو وہو حدیث ضعیف کہ اور وہ حدیث ضعیف
اور ان قولوں میں ایک نظر ہو یہ کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگوں نے ملا دیا یہی ضعف بسبب ضراب کے
اگر ضعف بسبب ضراب ہو تو مسلم ہی اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہیں کہ اسکا طریق خبیث القلتین صحیح و اسناد
ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہو اور اسناد اسکی ثابت ہو اور کہ اسکا ضعف مسترک میں صحیح علی شرط البخاری و مسلم
یعنی یہ حدیث صحیح ہو اور شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا یہ صحیح نے ہذا اسناد صحیح ہو مولا یہ اسناد صحیح ہو مولا
اور صحیح کیا اسکو دافطنی وغیرہ انکا شاخ ابن القیم نے شرح ابی داود میں اما صحیحہ سند فقد وجدت لان موثقة
ثقات لیس فیہم مجروح ولا متفق وقد سمع بعضہم من بعض و لهذا اصحیہ ابن خزيمة و النسائی
والطحاوی وغیرہم یعنی صحت سند اسکی تو بانی گئی ہو واسطے کہ روایت کرنے والے اس کے سبقتہ میں نہیں ہو ان میں
کوئی مجروح اور تہم اور بعض ان کے نے بعض سے اور اسی واسطے صحیح کیا ہو اسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی
البدیعہ نظر لفظی میں بہت واقع ہو اور وہ جو غنہ جالیس قلوب کی روایت جابر بنی السدسہ محمد بن نکر کی روایت نقل کی
بعض لوگوں نے کہا ہو کہ جابر کنا غلط ہو بلکہ صحیح عبد اللہ بن عباس ہو اور غلطی قاسم عمری سجاسکی سند میں واقع ہوئی ہو
کیونکہ وہ ضعیف ہر ضعیف کیا اسکو احمد اور بخاری اور زبیری ابن جبرین وغیرہم نے کہا یہ صحیح ہے انہیں نا ابو عبد اللہ حافظ
قال سمعت ابا علی الدقاق یقول حدیث محمد بن المنکدر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اذا بلغ الماء قلتین قلت خطا والصحیح عن محمد بن المنکدر عن عبد اللہ بن عمر بن زبیری
مکمل ابو عبد اللہ حافظ نے انصوح بن کما سننا سینا باعلی دقاق سے و کہتے تھے کہ حدیث محمد بن نکر کی جابر بنی السدسہ خطا
اور صحیح محمد بن المنکدر سے انصوح بن عبد اللہ بن عمر بن العاص سے ہر انتہی اور عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن نکر سے انصوح بن عبد اللہ بن عمر بن العاص سے کما عبد الرزاق نے انصوح بن العاص سے و محمد بن المنکدر
عن عبد اللہ بن عمر بن العاص و دوسری روایت کی زبیری بن مارون نے اس میں منکر کہا کہ داخل ہا میں ساتھ عبد اللہ
بن عبد اللہ بن عمر بن کمالیہ سے کہ اسکو اس میں ہانی تھا اور اس میں ایک کمال موافقت کی پڑی تھی سو وضو کیا اس سے پس کہنا

حی

ان میں حج پر سنا اور مسئلہ جب تک کہ نہ پئے اور سکا نہ ہو یا بوبارنگ اور یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ ہاں یہ کہ حدیث صحیح ہے جو حدیث
چاہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا ترمذی یا ابن ماجہ یا عیسیٰ بن عروہ اس کے متحمل ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا جامع الاستنباط
اور حدیث صحیح الاستنباط ضعیف ہے اور یہ کیا ضرور ہے کہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نالائے ہوں تو وہ ضعیف ہو وہ اللہ اعلم اور
میں ان سب تحقیقات کا یہ کہ فریب ضعیف کا اس باب میں بہت احوط ہے اور اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اسی نام کو
نام است و کچھ اور جلدی نہ کرنا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی والدہ علم ص مگر یہ کہ وہ درود ہو اور نہ مکمل جاتی ہو زمین مجلو
لیست تو حکم اس کا حکم بانی بخاری کا جو تو اگر اتنا بانی ہو کہ پلو لیست میں نہ مکمل جاتی ہو زمین بھی اگر نجاست پر نہ ہو تو
جائز نہ ہو مگر اس جگہ پر جہان نجاست ظاہر ہو تو اگر نجاست وہ درود بانی میں نہ لکھائی جاتی ہو نہ وضو کرے مقام نجاست
میں نہ ہو دوسری جانب ہے اور اگر مکمل لائی نہیں جاتی وضو کرے سب تاجو تہ اور جہان بانی مستعمل کرنا ہو وہاں بھی فضول ہے

مگر اگر جو خضہ درود ہو **و** اس جگہ پر بھی مسئلہ رحمۃ اللہ علیہ متراض کیا ہے اور جواب اسکا شرح وقایہ عربی میں
نہ کر دینا صحیح ہے نہ کہ وہ درود مکمل تقدیر تاخرین واسطہ خواہم کہ کر دی ہو اور معتبر یہ ہے کہ وضو کرنے والے کی رائے جو ہو
اور پھر عمل کرے تو اگر اسکا گمان یہ ہے کہ نجاست دوسری طرف نہیں پونہی ہو تو اس سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی صحیح
جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے وغیرہ کے جو روایتیں بنا رہے ہیں اب اس کا جواب رحمۃ اللہ علیہ ہے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے
اور تحقیق کیا ہے کہ جو خضہ درود ہو اس کی وضو کرنا جائز ہے اور وہ درود کا اندازہ کرنا کچھ اصل شرعی کی طرف رجوع کرنا
اور جو جواب دہ لفظ نیست درود ہی نہ لکھا گیا ہے ضعیف و مستحکم کا جو درود وہ اسکو کہتے ہیں کہ ہر جانب سے درود
اور سب ملازمین میں جاتا ہے جیسا کہ اس نقشہ میں ہے اور اگر تہذیب کرنا اس کا ہو اور وہ اسکا بھی کا ہوتا ہے اور بعض
لوگوں نے نہشت و نہشت کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰
۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰

نقشہ

حوض

۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱

نے پانزدہ ہاں درود کا لکھنا صحیح اول ہے **و**
فصل پانی مستعمل کے بیان میں
۱۔ راہ میں عمل کے اختلافات میں چنانچہ اختلاف اس میں
یہ کہ بانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہو شیعین کے
نزدیک بانی مستعمل ہو جائے نہشت کے دفع کرنے
اور بانیست عبادت ہے تو اگر وضو کیا ہے وضو نے بغیر نہشت کے بانی مستعمل ہو جائیگا اور اگر پھر وضو کیا یا وضو نہ تو بھی بانیست
ہو جائیگا اور امام محمد صاحب کے نزدیک نہشت عبادت ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہشت عبادت ہے نہشت کے دفع
نہشت تو بانیست وضو میں ان کے نزدیک نہشت فرض ہے نہشت بھی بغیر نہشت کے نہ ہو گا پھر اختلاف یہ کہ
کس وقت نہشت عمل ہو جائے تو یہ اس میں ہے کہ صحیح ہے کہ جب اگر وضو سے مستعمل ہو گیا اور جامع صغیر میں ہے کہ جب اگر ایک
مقام پر جمع کیا ہے جب مستعمل ہو اس اختلاف اس میں ہے کہ اگر اسکا حکم کیا ہو امام غفرلہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہیں غلط ہے یعنی اگر بار ایک
درم کے پھرے یا بدن میں بھر جائیگا نماز نہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ضعیف ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہشت

نہشت و نہشت کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں نے پانزدہ ہاں درود کا لکھنا صحیح اول ہے

یہ جو کما ہو کہ گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جاتا بچ کرنے سے پاک ہو جاوے گا اسپر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ ہے کہ کھانا
 اوسکی پاک ہو جاتی ہے اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ درختار میں ہے ہذا اصح مما یفتی بہ قلنا قال فی الغیض
 فتویٰ علی طہارتہ یعنی صحیح ہے یہ جو فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ اوسکے اور اگرچہ کما فیض میں کہ فتویٰ اوپر پاک کی اوسکی کما
 اوسح القدر میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایت کے **ص** پانچ چیزیں
 مرد کی پاکیزہ بال اور ہڈی اور گھڑ اور سینگ اور ٹھٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہے کیونکہ روایت کیا
 دارقطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے گوشت
 اوسکا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہے حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن سلم کا اور یہ نوع
 کیونکہ ذکر کیا ابوہن جانی نے ثقات میں سوادیت درجہ حسن میں نہیں اور ترکی بچہ کالاد و سکودار قطنی نے ابی بکر ہڈی سے انھوں نے
 عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا انھوں نے سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے و شل
 لا آجد فیما آؤجی لای فحق ما علی طہارۃ قطعہ الا کل شیء من المیتۃ حلال الا ما اکل
 منها فاما الخلد والعرفۃ والشعر والصفوف والیسۃ والعظم فحلال الا کما لا ینسے
 یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی ہول اوسکا حلال ہے اسواسطے کہ وہ تزیئہ نہیں کہے جاتے اور کما دارقطنی
 نے کہ ابوبکر پر مشرک ہے اور یہی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہے ساتھ
 مسک مرکہ کے اور نہیں حرج ہے ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کہ جب مھولیا جاوے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ
 ابی یوسف بن ابی اسفر کے اور روایت کیا بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم گھسی کرتے تھے ساتھ علاج کے روایت کیا اسکو بھقی نے اور حق یہ ہے کہ حاج سے اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھسی کرتے تھے
 اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کہ خبر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خاطرہ نبی اللہ عنہ کے ایک بار عصبے اور دو گنگن
 علاج کے اور اسکی اسناد میں حمید اور سلیمان و فون اووی مھول بن اوڈو کہ کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً کہا کہ یہی نے بیچ ہڈی
 مرد کے مانند تھی وغیرہ کہ کہ پابا سینے بہت لوگوں کو عکس سلف کے گھسی کرتے تھے اوس سے اوڑیل ڈالتے تھے اوہ میں اور کچھ حرج نہیں
 دیکھتے تھے اوہ میں اور ہلان زہر کی دھما بے بین یا بے جسے تابعین اور کما سواد کہ نہیں حرج ہے ساتھ ریشون مرد کے کے
 اور کما ابن ہریرہ را بر ابہم نہیں حرج ہے ساتھ تجارت علاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مھول بن سبہ ضعیف ہے اور امام شافعی کے
 نزدیک یہ چیزیں نہیں ہیں اور دلیل لائے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرونا خون اور خون اور
 بالوں کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسناد میں اسکی عبد اللہ بن عزیز کی کہا ابو حاتم نے کہ مدین میں سکا
 منکرہ کذب ہیں اور نہیں محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کما ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم
ص اور جس شخص نے اپنے فوٹے دانت کو پھر موندہ میں کھلایا اور غلڑ پڑھی غلڑاوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے بڑھ جاوے اور امام محمد
 کے نزدیک اگر درم سے زیادہ ہو گا نماز نہیں درست ہوگی **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگی کہ دلت ٹہی ہو اور ہڈی انسان کی پاک

فتویٰ حجازیہ

منہاج

بک

مہدستان

مہدستان

فصل کونین کے بیان میں

فہما جاہل ہے کہ مسائل کونین کے معنی میں اتباع آثار تابعین اور صحابہ پلو صدیقین مرجع ہر مسئلے میں نبی صلی علیہ وسلم سے نہیں آئیں اور قیاس کو بھی اس میں کچھ دخل نہیں ہے اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہیں جنہوں پر صاحب تیس قول جو ہمارے سے کئے ہو گئے ہو ان کو کہ پانی تو اس کا اب بھی او میں باقی ہے دفع ہو گیا اس واسطے کہ اس امر میں تا بعد ازیں قوال تھا اور تابعین کی ہر اور وہ جو کہتے ہیں کہ کیا کونین کے پانی سے ملائی اور لائے میں بہ ادبی ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلہ ایسا نہیں کہ او میں قیاس کو دخل ہوگا مثلاً قہر کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اس میں قیاس کو دخل نہیں بلکہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ماثور ہر اسی طرح لکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک کونین میں کسی ہی نجاست پھر پانی پاک نہ ہوگا کیونکہ جب پانی دو قطر برابر ہو نہیں گزرا اس کو کچھ یا کو کچھ نہ ہو جیسا کہ اوپر بیان اس کا تفصیل سے گذرا **اصل** اگر کونین میں نجاست پھر یا کوئی حیوان مر جاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری اور کتا مر جاوے سب پانی اس کا کھینچ ڈالا جاوے گا اگر کونین **ف** مطلب اس کا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہوگا اور اگر فقط مر جاوے تو اگر آدمی ہی یا بکری یا جو چیز ہوتی ہے میں ان کے برابر میں تو بھی سب پانی کھینچنا واجب ہوگا دلیل اس بات کی کہ نجاست کرنے سے سارا پانی کھینچنا ہوگا یہ ہر روایت کیا ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں خالد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے جو پیشاب کرے کونین میں کیا کہ پانی اس کا کھینچنا واجب ہوگا اور دلیل اس کی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ ہر کہ اس صورت میں نجاست جو اس کے پیٹ میں ہے سب کونین میں پھیل جاوے گی اور اس میں چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہی اور دلیل اس کی کہ اگر آدمی مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے یہ ہر کہ روایت کیا داؤد قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک عیشی گر کونین میں مرے کہ پھر گیا سو حکم کیا ساتھ اس کے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو وہ نکالا گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچنا واجب پانی اس کا کہ اگر پھر نکلا گیا تو کھینچنے کے آئیں کہ کی طرف سے تو نہ نکالیا لو بے گزروں غیر سے یہاں تک کہ کھینچ ڈالا اس کا پانی سو جب کھینچ چکے اس کو جاری ہو گیا وہ شہرہ ان کے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور نہ کچھ اذکار اور روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے پیش سے انھوں نے منسوخ اور انھوں نے عطا ہے اور یہ صحیح ہے اور روایت کیا اس کو طحاوی صاحب برجہ الحدیث **نَا سَعِيدُ بْنُ مَصْعُورٍ رَتَنَا هَيْثُمْ عَنْ مَقْصُودٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبِشَةَ وَقَعَ فِي زَوْجِهَا كَمَاتٍ قَامَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ النَّبِيِّ فَنَزَحَ مَا وَهَّاجَ لَهَا لَمْ يَكُنْ يَنْقَطِعُ فَنَظَرَ فَإِذَا هِيَ عَيْنٌ بَجَرِي مِنْ قَبْلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ قَدْ آيَضًا صَحِيحٌ بِأَعْيُنِ ابْنِ الشَّيْخَةِ فِي الْأَمْثَالِ مَعْنَى كَمَا عَطَاءُ** کہ ایک عیشی گر پڑا بیچ مرے کہ سو حکم کیا عبداللہ بن سیرین نے کھینچنا پانی اس کا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹتا ہی نہ تھا سو نظر کیا گیا تو کیا ایک ایک شہرہ ہر کہ جاری ہر حجر اسود کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بس کافی نہ نکلا اور یہ بھی صحیح ہے ساتھ اور شیخ ترمذی الدین بن قیس العید کے امام میں ایسا ہی منسوخ القدر میں آوروہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا ہر کہ میں نے کونین سر پرست ہوں دیکھا میں نے کسی بڑے چھوٹے کو کہ پچھانا ہو حدیث ربی کی کہ وہ گرا تھا زمر میں تو اس کا جواب ہے ہر کہ سفیان بن عیینہ نے دیکھا کچھ دلیل میں ہذا میں نہیں ہو سکتی ہر باوجود اسکے کہ جب سند صحیح ہو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مر جاوے تو سارا

۵۴
کتاب الطہارۃ
فصل کونین کے بیان میں

فصل کوٹن کے بیان میں

ف جانا چاہیے کہ مسائل کوٹن کے معنی ہیں اتباع آثار تابعین اور صحابہ پر اور حدیثیں صحیح ہر سنے میں نبی صلی
 علیہ وسلم سے نہیں آئیں اور قیاس کو بھی اس میں کچھ دخل نہیں ہے اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہیں جنہوں پر صاحب میں قول
 چوہا کرنے سے کھلے تو کیا ہو ان کو نہ پانی تو اس کا اب بھی او میں باقی ہر دفع ہو گیا اس واسطے کہ اس میں تا بعد اسی اقوال تھا
 اور تابعین کی ہر اور وہ جو کہتے ہیں کہ کیا کوٹن کے پانی سے ملائی اور لاتے ہیں بے ادبی ہو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین
 رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلہ ایسا نہیں کہ او میں قیاس کو دخل ہو کہ مثلاً قہر کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اس میں قیاس کو دخل نہیں
 بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم سے ماور ہر اسی طرح لکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کوٹن میں کسی ہی نجاست بڑا پانی پاک
 نہ رہا کیونکہ جب پانی دو قطرے برابر ہو نہیں جس کرنا اس کو کھد یا کو کا مذہب ہو جیسا کہ او پر بیان اس کا تفصیل سے گذر **اصل** اگر کوٹن
 میں نجاست بڑا کوئی حیوان مر جاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری اور کتا مر جاوے سب پانی اس کا کھینچ ڈالا جاوے گا اگر کوٹن
ف مطلب اس کا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہو گا اور اگر فقط مر جاوے تو اگر آدمی ہو
 یا بکری یا جو چیز پر ہتھ میں لکے برابر میں تو بھی سب پانی کھینچنا واجب ہو گا دلیل اس بات کی کہ نجاست کرنے سے سارا پانی کھینچنا جائز
 یہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں خالد بن عبد اللہ علیہ السلام سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
 جو پیشاب کرے کوٹن میں کیا کہ پانی اس کا کھینچنا جائز ہو گا اور دلیل اس کی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ کہ اس صورت میں نجاست
 جو اس کے ہتھ میں ہو سب کوٹن میں پھیل جاوے گی اور اس میں چھوٹا اور بڑا جو سب برابر ہو اور دلیل اس کی کہ اگر آدمی مر جاوے تو سارا
 پانی نکال دیا جائے یہ کہ روایت کیا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کیا ایک مشی کہ کوٹن میں مر مزم کے پھر گیا
 سو حکم کیا ساتھ اس کے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکال دیا اور حکم کیا کہ کھینچنا جائز ہے پانی اس کا کہ اگر مر جاوے تو کھینچنے
 کہ اگر کر بیرون سے تو نہ کیا گیا لوبے کے گزروں غیر سے یہاں تک کہ کھینچ ڈالا اس کا پانی سو جب کھینچ چکے اس کو جاری ہو گیا تو نہ
 ان کے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور نہ کچھ ان کو اور روایت کیا اس کو
 ابن ابی شیبہ نے اپنے سے انھوں نے منصور بن عوف نے عطاء بن یساف سے روایت کیا اس کو طحاوی نے صاحب بن عبد الرحمن سے
 ناسیئد بن منصور سے روایت کیا عن عطاء بن یساف عن عطاء بن یساف عن عطاء بن یساف عن عطاء بن یساف عن عطاء بن یساف
 عبد اللہ بن ابی ہریرہ عن عائشہ عن عائشہ عن عائشہ عن عائشہ عن عائشہ عن عائشہ عن عائشہ عن عائشہ عن عائشہ عن عائشہ
 الحجرا الا سود فقال ابن الزبیر حسنکم فقد ایتضا حیحکم باعتراف الشیخہ فی الاما حیحکم باعتراف الشیخہ فی الاما حیحکم باعتراف الشیخہ فی الاما
 کہ ایک مشی کہ اگر پھر مزم کے سو مر گیا تو حکم کیا عبد اللہ بن سیرین نے سو کھینچنا جائز ہے پانی اس کا کہ اگر مر جاوے تو کھینچنے
 سو نظر کیا گیا تو کیا ایک ایک مشی کہ اگر جاری ہو جو اس کو کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ بس کافی ہو گا اور یہ بھی صحیح ہے
 ساتھ اور شیخ تقی الدین بن قریب العید کے امام میں ایسا ہی ہر شے القدر میں اور وہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں نے اس میں
 سر پرست ہوں نہ کچھ ایسے کسی بڑے چھوٹے کو کہ بھاتا ہو حدیث نہ بھی کی کہ وہ اگر اتنا زمر میں تو اس کا جواب ہے کہ سفیان بن
 نہ کچھ کچھ دلیل میں جہاں میں نہیں ہو سکتی ہی باوجود اس کے کہ جب صحیح ہو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مر جاوے تو سارا

۵۴
 کتاب الطہارۃ
 فصل کوٹن کے بیان میں

دو ضرب ہیں ایک ضرب بری واسطے ہونیکے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک وایت کیا اسکو حکم غلط
 لہذا صحیح الاسناد پر او بنین اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے لو کہ واز فطنی نے رجالہ کلہم ثقات یعنی رجال
 اوسکے سب ثقہ ہیں اور مجاہد اکیا تھا عاصی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنب کو تیمم جائز ہے جیسا کہ لگے آویگا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو او سپر واجب ہو گا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہو گا اگر غسل کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہو گا سو تیمم واسطے جنب کے ہر بالاتفاق اور جب کہ بے وضو ہو واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو او میں بھی خلافت ہے ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض دھو کہ اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پاوین یہ لوگ پانی بری واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہو اور جنھوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو کر کا ہوتا ہو یا ہر ہزار کر **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جڑ کے توفیق
 آیا عسکر کا قرۃ نعیم میں تو تیمم کیا اور مسح کیا موندہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پڑھی صحر کی پھر داخل ہوئے مینے کو او
 آفتاب بلند تھا سو نہ کھانا کھانے کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی نام ایک حمام کا ہی اور مرد ایک میل پر رہے
 مدینہ میں سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو کہ تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہو گا مگر اگر نہ ہو گا
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہو **گیا ف** اور مختار قول اول ہے **ص** وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خون زیادتی مرض کا ہی ہو سکتا تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہو تو
 خون تلف غرض کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی **وان کنتم مرضی** الا یہ یعنی اگر سو تم بیمار اخیر تک سو
 تیمم کر مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہے **ص** اور اگر استعمال پانی کا سوسے ضرر کرنا ہے یعنی بیمار
 کر دینا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دینا تیمم جائز ہے **ف** اور یہ جب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا درندہ وغیرہ کا اور بھی
 جائز ہے یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا یا پانی کی سینے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں ہے تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رک گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے اگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہو اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مباح ہے او سکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہی مباح نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو وضو بھی تیمم جائز ہے **ف** اس واسطے ان سے
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو پھر نہیں ہے **فی ص** اگر نماز عید کی قصا ہو کا خوف ہو ورنہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی نہیں تیمم سے بنا کر نماز جائز ہے

۴۱
 جانب توجہ میں ہو کہ تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہو گا مگر اگر نہ ہو گا
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہو گیا ف اور مختار قول اول ہے ص وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خون زیادتی مرض کا ہی ہو سکتا تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہو تو
 خون تلف غرض کا ہو ف کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وان کنتم مرضی الا یہ یعنی اگر سو تم بیمار اخیر تک سو
 تیمم کر مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہے ص اور اگر استعمال پانی کا سوسے ضرر کرنا ہے یعنی بیمار
 کر دینا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دینا تیمم جائز ہے ف اور یہ جب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے ص اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا درندہ وغیرہ کا اور بھی
 جائز ہے یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا یا پانی کی سینے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں ہے تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رک گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے اگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہو اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مباح ہے او سکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہی مباح نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو وضو بھی تیمم جائز ہے ف اس واسطے ان سے
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو پھر نہیں ہے فی ص اگر نماز عید کی قصا ہو کا خوف ہو ورنہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کرے گا نماز جاتی نہیں تیمم سے بنا کر نماز جائز ہے

لے
مذہب
مذہب
مذہب
مذہب

۱۰۱

۵۵
مذہب
مذہب
مذہب
مذہب

۱۰۲

یہ وجہ ہو کہ قاضی ابوبکر غزالی نے شرح نووی میں کہ مجوز یہ بولی مرد بن حریث روایت کیا کہ اوست راشد بن کسان جیسی کوئی
اور ابو روق نے تو اس سے سماعت حاتی ہی اور ابو فراس کے جمول ہے کہ جواب یہ ہے کہ کما شیخ تقی الدین بن رفیع الحدید کہ جمیل
ابو فرارہ میں نظر ہو کہ روایت کیا ہی اوست اس حدیث کو ایک جامع نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک و حسان بن علی
اور اسرائیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے یہ قول شیخ تقی الدین سے روایت کیا اور نام اوست راشد بن کسان
اور ایسا ہی کہا و اقطنی نے اور وہ جو بعض علماء نے یہ قول شیخ تقی الدین سے روایت کیا ہے غلط ہے کیونکہ ابن المہام نے یہ کہا ہے
قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْأَمَامِ أَيْ كَمَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ فِي الْأَمَامِ تَقِيُّ الدِّينِ بْنِ رَفِيعِ الْحَدِيدِ
یہ سبکی کی اور قاضی غزالی نے جمع امام عظیم کا اس قول سے لکھا ہے اور شیخ جو اس جگہ طعن کرتے ہیں امام ابو حنیفہ پر یہاں کیونکہ
ابن ابی کتب بن لا یخبر الفقیہ میں لکھا ہے کہ بَابُ التَّوَضُّعِ بِالْمُتَّيِّدِ لَا تَقِي الدِّينِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُطَيْبٌ
یعنی انہیں جو حج ساتھ ہو کر گئے نبی سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوست اور دو اسکا تفصیل سے کتب
منظرہ فرقتیں میں لکھ رہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں ابی
حشیر اوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن ابی نعیم اور روایت کیا ابو داؤد نے غلط کئے انھوں نے کہ وہ روایت کیا اسکا ساتھ دو حدیث اور
نبی کے اور کما کہ تیمم چھایا نزدیک ہے اوست سے او غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نبی سے ایک روایت میں جائز ہے اور
ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کما ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں ابو العالیہ سے اوست شخص سے کہ پوچھی اسکو جنت
اور زمین پر بائیں اسکے پانی اور نزدیک اسکے نبی ہے کیا وہ غسل کرے اوست سے کما کہ نہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے
اور یہ حکم اوست بائیں میں پوچھ شریک بن رفیق پوچھا ہوا نبی پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور نہ پانی کے کیسے نزدیک اوست وضو جائز نہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے محدث یعنی بد وضو کو اور جنب اور عائض اور نفسا کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جب کو تیمم ناجائز نہیں
اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب مدنیوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ
فرمایا اَوْ لَا تَسْتَسْمُوا التَّسْلِيمَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتوں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جب کو بھی تیمم جائز ہو تو اسکا حکم
رضی اللہ عنہ اس کے معنی جماع کے نہیں لیتے اور وہ جو دلیل اس پر صاحب ہدایہ لاتے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کما کہ ہم رہتے ہیں ستیوں میں تین مہینے چار مہینے اور سوتے ہیں ہم میں جنب اور عائض
ابو نفسا اور ہم نہیں پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تھا سے ہن میں پھر مارا تھا پنا اوپر زمین کے واسطے
سوندہ اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوست اوپر دو فون یا تھون اپنے کے کہ نہیں ان تک روایت کیا اسکو
ابن ابی نعیم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسناد میں اس حدیث کے شنی بیٹے مصلح کے ہیں کما احمد اور انہی نے
کہہ کہ نہیں اور کما نسائی نے کہ متروک ہے اور دلیل مسیح یہ ہے کہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کما کہ پوچھی جبکہ جنابت کو تحقیق کہ میں لوٹا زمین میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

و ضرب ہین ایک ضرب ہر واسطے مٹوئے اور دوسرا واسطے دو فون یا تھون کے کہنیوں تک وایت کیا اسکو حکم غلط
 کہ کہ صحیح الاسناد پر اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری سلم نے اور کما دار فطنی نے رجا لہ کلہم ثقات یعنی یہاں
 اوسکے سب فقہ ہین اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تیمم جائز ہو گیا کہ آو گیا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ ہمارت کو کافی
 تو اگر جب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو او سپر واجب ہو گا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب ہو گا وغسل کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدت بھی ہو تو وضو واجب ہو گا سو تیمم واسطے چنانچہ کے ہی بالاتفاق اور جب کہ بے وضو ہو واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض ہضاد ہو سکتا ہی اور بعض نہیں ہو سکتا تو او میں بھی خلاف ہی پھر نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض دھوکے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہین کہ مسافر ہون یہ لوگ یا شہر کے باہر ہون **ص** اور میل تیسرا حد فرسخ کا ہوتا ہی اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہی ہاں ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہین عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ چلے زمین اپنی سے بچ جو تک تو وقت
 آیا عسکر کا خبر نہ ہم میں سو تیمم کیا اور مسیح کیا موند اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پر بھی ہصر کی پھر داخل ہو گئے کہ او
 آفتاب بلند تھا سو نہ کوٹا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مجتہد نام ایک تمام کا ہی اور مرد ایک میل پر ہی
 مدینہ طیبہ سے **ص** حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو کہ تو تیمم جائز ہی یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہو گا مجاہد و
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہو گا **ف** اور مختار قول اول ہی **ص** وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اوسکو تیمم جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب بیمار ہو تو
 کہ خوف تلف عضو کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی **و ان کنتم مریضین** الا یہ یعنی اگر سو تم بیمار یا خیر تک سو
 تیمم کر مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہی **ص** اور اگر استعمال پانی کا سوسکی ضرر کرنا ہین یعنی بیمار
 کر دینا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دینا تیمم جائز ہی **ف** اور عجب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی ہی حکم کر
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف سے آگ یا درد وغیرہ کے اور بھی
 جائز ہی یہ اس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کر گیا تو یہ اسد ہر گاہ پانی کسینے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہی اور وضو
 یا غسل کی اوس سے اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہی تیمم
 اوسکو جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اوس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی اوسکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہی تو وضو جائز ہی اور
 اگر واسطے وضو کے ہی نہ جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو وضو بھی تیمم جائز ہی **ف** اوس واسطے ان حدو
 تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی کے تو پھر جس میں ہی **ص** اگر نازعہ کی قصاص ہو تو کا خوف ہو دورست ہو کہ تیمم کے نماز شرع کر
 اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر نازعہ میں اوسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہی کہ اگر وضو کر گیا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کر نماز ہی

۵۹
 جانب توجہ میں
 تیمم جائز ہے
 اگر وہ رکوع
 اور جان غیر وضو
 جس میں وضو
 ارادہ میں ہوگا
 منہ سلمہ

درجہ اولیٰ
مکتبہ دہلوی
بن ۳۳
مکتبہ

۲۰۲

درجہ اولیٰ
مکتبہ دہلوی
بن ۳۳
مکتبہ

۲۰۲

یہ جہاں کہ کما قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نووی میں کہ ابو زید علی مروی بہ حریر روایت کیا کہ اوست راشد بن کسبان جیسی کوئی
اور ابو روق نے تو اس سے جمالت جاتی رہی اور ابو فرس کہ مجہول ہے کہ جواب یہ کہ کما شیخ تقی الدین بن رفیق البیہقی کہ تمہیل
ابو فرارہ میں نظر کیونکہ روایت کیا ہی اوست اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک و حسان بن علی
اور اسراہیل اور قیس بن السبع اور ابن عدسی کہ کما ابو فرارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہے اور امام و سکارا شہد بر کسبان
اور ایسا ہی کہ ادا قطنی نے اور وہ جو بعض علماء نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا تھما ہے یہ غلط ہے کیونکہ ابن المہام نے یہ کہا ہے
فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْأَمَامِ أَلَيْسَ كَمَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ إِمَامٌ مِّنْ أَوَامِلِ كِتَابِ هَذَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ بَنِ رَفِيقِ الْعَبْدِ
یہ سبکی کی اور قاضی خان نے جمع امام عظیم کا اس قول سے لکھا ہے تو شیخ جو اس منکر طعن کرتے ہیں امام ابو حنیفہ پر جہاں کیونکہ
اذن کتاب بن ابیخلفہ الضمیر لکھا ہے کہ بَأْسٌ بِالْمُؤَقَّحِينَ بِالتَّيْمُمِ كَانَ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلُّهُ صَالِحٌ
یعنی انہیں جہاں ساتھ ہو کر کھینچے نبی سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوست اور دو اسکا تفصیل سے کتاب
مناظرہ فریقین میں منکوری اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طرفی سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں اسکی
حشیش اوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن ابی شیبہ اور روایت کیا ابو داؤد نے خطائے انھوں نے مکر وہ لکھا وضو کو ساتھ دو وہ اور
نبی کے اور کما کہ تیمم جہاں نزدیک ہے اوست اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نبی سے ایک روایت میں جائز ہے اور
ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کما ابو خلدہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں نے ابو العالیہ سے اس شخص سے کہ پوچھی اسکو جنت
اور نہیں ہے یا اس کے بانی اور نزدیک اس کے نبی ہے کیا وہ غسل کرے اوست سے کما کہ انہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے
اور یہ خلاف اوست بانی میں ہے جو شیراز بن رفیق سے ہوتا ہوا بانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور شہیدین کے لیے نزدیک اس وضو جائز ہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے محدث یعنی بد وضو کو اور جنب اور عافض اور نسا کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جب کو تیمم کا جائز نہیں
اور یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب مدنیوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا اَوْ لَا تَسْكُمُ التَّسْلُكُ اِلٰی جَمَاعٍ كِرْدَمٍ سَاثَمَ عَوْرَتُوْنَ كے تو اس سے معلوم ہوا کہ جب کو تیمم جائز ہے لیکن ختم
رضی اللہ عنہ اس کے معنی علاج کے نہیں لیکن اور وہ جو دلیل اس پر صاحب ہدایہ لاتے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کما کہ ہم ہتھ ہیں تیوں میں تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہیں ہم میں جنب اور عافض
لو نسا اور ہم نہیں پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تھا ہے ہر میں پھر مارا ماتھا پنا اوپر زمین کے واسطے
موند اپنے کے ایک بار پھر بار دوسری مرتبہ سو مس کیا اوست اوپر وہ دونوں ہاتھوں اپنے کے کہ انہیں تک روایت کیا اسکو
ابن ابی حنیفہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لکھا ہے کہ اس حدیث کے شنی میں مصلح کے ہیں کما احمد اور اسکی
کہ وہ نہیں اور کما سانی نے کہ متروک ہے اور دلیل مسیح یہ ہے کہ روایت ہے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کما کہ پوچھی حکم جناب تحقیق کہ میں لوٹا میں میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب میں ایک ضرب ہوا واسطے ہونے کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کمینوں تک وایت کیا اسکو حاکم غلام
 لکھا کہ صحیح الاسناد ہے اور بنیٰ اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کما دارقطنی نے رجا لکھ کر کلمہ ثقات یعنی رجال
 اس کے مستقیم ہیں اور حجازی لکھا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کو تیمم جائز ہو جیسا کہ لکھا گیا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو اس پر واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہوگا اگر غسل کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدت بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جہاں تک ہر بالاتفاق اور جب کہ بے وضو ہو واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہے اور بعض نہیں دھو سکتا تو او میں بھی خلافت ہے پھر نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض دھوے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہے چار ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ چلے زمین اپنی سے بچ جوت کے وقت
 آیا حصہ کو تیرہ فہم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا موند اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پر بھی صحر کی پھر داخل ہوئے مینے کو او
 آفتاب بلند تھا سو کو نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جہاں نام ایک تمام کا ہے اور مرید ایک میل پر
 مدینہ طیبہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں چوک تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں چوک کہ آنے جانے میں دو میل پہنچا وہیں تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہوگا **ف** اور مختار قول اول ہے **ص** وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خون زیادتی مرض کا ہے اسکو تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تیمم جائز ہوگا
 لہذا خوف غصہ کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَأَنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَتْكُمْ مَاءٌ مِنْ الْمَاءِ فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِلَى الْكُمُفِ** یعنی اگر ہو تم بیمار یا خیر تک سو
 تیمم کر مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نفس سے دور ہے **ص** اور اگر استعمال پانی کا سوتھی ضرورت نہ ہو یعنی بیمار
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے **ف** اور یہ جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اند شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا دہکد وغیرہ کے اور بھی
 جائز ہے یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کر لیا تو یہ اسلارہیگا یا پانی کیسینے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں ہے تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی حفظ پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہے مگر بھی اسکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہے مگر جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو نہ تو تیمم جائز ہے **ف** اس واسطے ان حدوت
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو بچتے نہیں ہیں **ف** اگر نماز عید کی قضا ہوئے کا خوف ہو دیت ہو کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کر لیا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کر نماز نہ ہو

۵۹
 جانب توجہ میں چوک تیمم جائز ہے
 اور اگر نماز عید کی قضا ہوئے کا خوف ہو دیت ہو کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کر لیا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کر نماز نہ ہو

دو ضرب ہر ایک ضرب پر واسطے ہونگے اور دوسرا واسطے دو نون ہاتھوں کے گھنٹیوں تک وایت کیا اسکو حکم غلو
 کہ مکہ صبح الاسناد ہی اور بنین اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کما دارقطنی نے ریحانہ کلہم ثقات یعنی رجال
 اس کے سب فقہین اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کو تیمم جائز ہو گیا کہ آو گیا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر جب ہوگا وغیرہ کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدت بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے چاہیے کہ ہر بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کی واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو اوہ میں بھی خلافت ہے چار نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض کہ دھو کر اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل سیر احمد فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانسو گز کا ہوتا ہو یا چار ہزار گز **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جڑ کے تو قوت
 آگیا عسکر کہ نعم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا موند پیٹنے اور دونوں ہاتھوں کو اور ناز پر بھی صحر کی پھر داخل ہوئے مینے کو او
 آفتاب بلند تھا سو نہ ٹوٹا ناز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی نام ایک تمام کاری اور مرد ایک میل پر رسی
 مدینہ علیہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا چار میل کا
 اور پہلے صورت کے موافق جائز ہو گیا **ف** اور مختار قول اول ہے **ص** وہ یا جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خون زیادتی مرض کا ہی ہو سکتا تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوگا
 کہ خون تلف غصہ ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَلَا تَكُنْ مِّنْ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغْشَىٰ عَلَيْهِمُ الْغُيُوبُ** یعنی اگر ہو تم بیمار اختیار نہ سو
 تیمم کر دیتی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر ہے دور ہے **ص** اور اگر استعمال پانی کا سوسے ضرر کرنا ہو یعنی بیمار
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے **ف** اور یہ جب کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہے
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہو دشمن کے خوف سے آگ یا دزد و غیرہ کا اور بھی
 جائز ہے وہاں کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کر گیا تو یہ اسلار ہیگا یا پانی کیسے نہ تھا پینے کے واسطے مباح کیا ہی وضو
 یا غسل کی اس سے اجازت نہیں ہے تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی حفظ پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ یہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی ہو سکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہو تو نہ جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رسی موجود ہو تو بھی تیمم جائز ہے **ف** اس واسطے ان محدثوں
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو چھو نہیں **ف** اگر ناز عید کی قصا ہونے کا خوف ہو دیت ہے کہ تیمم کر کے ناز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر ناز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہے کہ اگر وضو کر گیا ناز جاتی رہی تیمم سے بنا کر ناز جائز ہے

۴۱
 جانب توجہ میں ہو تو تیمم جائز ہے
 اگر وہ رکعت کی
 اور چار میل یا قوت
 جس طاق نہ ہو
 اور وہ میں سے ہوتا
 مسئلہ

مگر اتنا پاکہ دونوں کے لیے کافی ہو دونوں تیمم ٹوٹ جاویں گے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں کچ فی تیمم نہ تو تیرکا اور اگر دونوں میں سے
ایک کے لیے کافی ہو پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی میں ہی صورتیں ہیں اور وہ ہی حکم ہیں جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلیٰ نے
تیمم واسطے جنابت کی اور پھر اسکو حدیث ہوا اور ابھی تیمم حدیث کا نہیں کیا ہے اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہو جنابت
تیمم ٹوٹ گیا اور غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہی کر سکے واسطے نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدیث کے واسطے تیمم کرے
اور سوچ بات ہو کہ اس بانی سے جتنی پیٹھ دھوئی جاوے دھو کر کہ جنابت کم ہو **ف** چلیجی نے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ ایک پانی
کا ضائع کرنا ہے جو اس کا یہ ہو کہ ضائع کرنا نہیں ہو کہ نہ اگر شاید لگے جاکے اس نے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ پیٹھ کو گناہ تکرار ہو
تو جنابت و سکی اوہو جائیگی تو اگر پیٹھ بانی سے پیٹھ نہ دھولیتا تو یہ پانی گناہ نہیں کرتا **ف** فی حدیث **و** اور اگر اتنا پانی
پایا کہ پیٹھ کے واسطے کافی ہو دھو کر اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے گا اور حدیث کے واسطے تیمم کرے اور اگر پیٹھ کو کافی نہیں وضو کو
کافی ہو وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہو تو جنابت میں سے جو باقی ہو اسکو دھو کر اور
حدیث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے تو تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اس نے موافق اس جگہ کے دھو کر
پایا لیکن پہلے اس نے حدیث کا تیمم کیا بعد اس کے پیٹھ دھوئی اب تیمم حدیث کا کرے یا کرے امین و روایتیں ہیں بیادات کی
روایت میں تیمم حدیث کا کرے اور اصل روایت میں پھر کرے اور اگر اس کے بدن یا کپڑے پر ایک دم سے نجاست زیادہ ہو کر
تو پہلے نجاست کو دھو کر اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً کہ
کراوی جماعت تیمم کرنے والی یہ پانی تمہارے واسطے مباح ہے جو نہا شخص تم میں سے چاہے اس وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے
وضو کے موافق ہو سب کا تیمم باطل ہو جاوے گا تو اس صورت میں جب ایک شخص اس سے وضو کر لیا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کر کے
کیونکہ ہر شخص کو اکیلے اکیلے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی سینے تم سب کو دیا اور انھوں نے تسلیم کیا تو سب کا تیمم باطل ہو جاوے گا
کیونکہ اس پانی میں سب کا حصہ ہوا اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں ہو کہ سینے پانی موافق اپنی طہارت کے پایا پھر اگر وہ سب مل کے
سارا پانی ایک شخص کو دیدین لام غلطی کے نزدیک تیمم اسکا باطل ہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جاوے گا اور تفصیل اصل کتاب میں
اگر تیمم کرنے والا مرد یعنی کافر ہو یا معاذ اللہ تو تیمم اسکا نہ تو تیرکا تو اگر پھر اسلام لائے تو تیمم اسکا باقی ہو اس تیمم سے نازدست ہے
اگر کسی شخص کو امید پانی شنی کی ہو تو پھر اسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب اول وقت میں اس نے نازدستیم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور
وقت باقی ہو پھر نماز کا اعادہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلو پیٹھ دھو کر پانی کا واجب ہو جاوے گا اور غلو تین سو قدم سے
چار سو قدم تک ہوتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہو جاوے گا
تیمم جائز ہو اور صاحب مجاہد نے اسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہو تو اور وہ بھول جائے تو تیمم سے نازدست ہے
پھر پانی یاد آئے اور اگر یہ وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور یا امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف ابویوسف و یحییٰ
کہ اس نے پانی کو خود یا غیر نے اس کے حکم سے رکھا ہو اور جب کو غیر نے بغیر حکم اس کے رکھا ہے وضو نہ کرے کہ تیمم اسکو سب کے
نزدیک جائز ہے اور وضو نہ کرے کہ اس کا مسرت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے پانچ میں اور اگر وضو کا مانع بندون کی طرف سے ہو
تیمم جائز ہے مسلمان کافر دونوں کے فیض میں ہوں اور وہ وضو منع کریں یا قید میں ہوں اور اگر کسی شخص نے مصلیٰ سے کہہ کر

حقے و فوکیا تو قتل کردگاریم و سکو از هرگز به شخص میا جاو و اور مان جا مانے به نماز کو پھر وضو پڑھنا چاہیے ایسا ہی بود میر

باب سحر موزون کے بیان میں

مسح مود کا احادیث سے جائز یعنی ثابت ہو اور قرآن شریف سے دھونا پیر کا ثابت ہو اور اس باب میں حدیثیں بہت آئی ہیں صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے مسافر کے واسطے مسح کی حدت تیرنی دن اور تیرن شاہ مقدور کی اور تقسیم کے واسطے ایک دن اور ایک اٹ اور صحیح ابن خزيمة میں حضرت ابو بکر سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے علامات اہل سنت میں مسح خضین کو داخل کیا ہے اور عقائد میں درج کیا ہے فرمایا وَتُغَسِّغُ مَسْحَ الْخُضَيْنِ وَاللِّسَانِ وَالتَّخْضِيرَ یعنی مسح کرتے ہیں ہم اوپر روزوں کے سفر اور خضین اور کما امام صاحب نے کہ نہیں حکم کیا سینے ساتھ مسح کے یہاں تک کہ آیا میرے پاس نازد و شنی دن کے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہے اور اتفاق کیا اس پر ائمہ اربعہ نے اور جو مسح مود کا جائز نہیں کہتا وہ بھی ہے اور اس باب میں قریشی صاحب جو نسخ روایت ہے اور تواتر المعنی بعض لوگوں نے اس حدیث کو گناہ تفصیل اس کی شائستگی بیان دینے میں کہ کوری جو کجا جی چاہا ملاحظہ کرے اور یہاں بسبب اختصار کے ترک کیا **ص** بے وضو کو واسطے حدت مود کے مسح درست ہے مگر یہ کہ جب ہو تو مسح جائز نہیں **ف** کیونکہ روایت ہے صفوان بیٹے عسال سے کہا کہ تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے کہ جو جب کہ ہو ہم سفر میں یہ کہ نا تو تاریخ روزوں اپنے کو تین بات و تیرنی دن تک مگر جناب سے اور نا تو تاریخ پیشاب پر سچا اور سوختے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ **ص** اور صورت اس کی یہ ہے کہ جب نے تیمم کیا بعد اس کے اسکو حدت ہوا اور اس کے پاس وضو کے موقع پانی ہو سنہ وضو کر کے موزہ پہنا بعد اس کے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل کیا اور پھر پانی کو پھر پانی مقدار وضو پایا سو اوچھیر تیمم کیا واسطے جناب سے تو اگر آب شکرے تو وضو کرے اور موزہ اذکار اور پھر وضو واسطے کہ جب کو مسح جائز نہیں اور سنت مسح موزہ میں یہ کہ تین اوچھیر تیمم کا تھک کی کشادہ کر کے بانوں کی اوچھیر کے سر سے پٹلی تک تین خط موزے پر کھینچنے اور اگر اوچھیر کشادہ کین مگر تین اوچھیر تیمم کا تھک کی کشادہ کر کے بانوں کی اوچھیر کے سر سے پٹلی تک اور مسح کیا اور پھر ترکی اور مسح کیا اور تیمموں کے بعد موزہ پہن کر مسح کرے اور دست ہونے کے اگر تینوں بائیں کی اوچھیر چار دست نہیں اور اگر انگوٹھے اور شہادت کی اوچھیر سے مسح کیا جائز ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسح جو کو سے پوچھے گئے فرمایا اپنے ہاتھ کی اوچھیر کو موزہ چرخے سے تنہا کی یا پھیر تنہا کی پٹلی کے کھینچنے اور اگر اوچھیر کے سر سے مسح کیا درست نہیں مگر جب کہ موزہ مٹا کر چھو کہ جتنا واجب ہے تو جائز ہے اسی طرح لکھا ہے محیط میں اور ذکر کیرین لکھا ہے کہ اگر اوچھیر تیمم کے قدر جتنے ہوں درست ہے اور مسح سنت ہے تنہا سے اور اگر تنہا کی شیش سے مسح کیا جائز ہوا اور پیر کی اوچھیر کی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہے کیونکہ پٹلی سے شروع کرنا درست ہو جیوگا اور اگر مسح کو بھول گیا اور موزہ کا پانی اس کے مود کی پیٹھ پر پڑا مسح درست ہو گیا اور اس طرح اگر کرا مسح بھول گیا اور پانی اس کے سر پر پڑا مسح درست ہے اور اگر گھاس میں چلا اور ظاہر موزہ کا تر ہو گیا اگرچہ تم سے ہو کہ درست ہے اور یہی صحیح ہے اور مسح ظاہر مود پر کرے **ف** ظاہر موزہ سے مرد و پست و زہ ہو اور باطن سے مرد و پست مود کے یہی وہی کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے اور روایت کیا ابو داؤد حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کا انھوں نے فرمایا کہ اگر کارہ باری کا غسل پر ہوتا ہے سو کھلا دلی تمنا ہے کہ زمین اوپر اس کے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک

اور جو کہ کے مسح کرنا واسطے ادا فرمائی ہو اور نیچے سوچ کے واسطے ادا نہ کرے اور جو حدیث اس باب میں مذکور ہے
 رضی اللہ عنہ و اردی کہ وضو کرنا یا سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غرضہ تنوہ میں سو مسح کیا آپ نے اور جو کہ کے اور نیچے اسی
 سوچ کے روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہو اور اتصال او کی سند کا
 مفید نہ ثابت نہیں ہو گا کہ ترمذی نے جو چاہیے بخاری اور ابو زرہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے
 اور ابو داود نے بھی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقوں میں امام احمد اور ابو داود کو علی ظاہر چھٹا کا لفظ واقع ہو چکی ہے مسح
 اور ان موزوں کے **ص** اور موزوں کے کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپا دے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیاں ہیں اور سینے اگر تین انگلیوں
 کے برابر پیر ظاہر ہو گا مسح درست نہیں اور اگر اوست کے ہر دست ہی اور اگر موزہ ڈھیلایا ہو کہ اوپر دیکھنے میں بائیں کھلی ہو گیا
 مسح اور سچا تری اور جبر موق اسے کہتے ہیں جو سوچ کے اوپر پہنچ جاتے ہیں واسطے حفاظت موزہ کے
 کیچڑ اور نجاست وغیرہ سے تو اگر چہرے کے بین یا مانند اسکے اور پیر مسح جائز ہو اگر چہ خط جبر موق ہوں اور موزہ اسکے نیچے ہو
 اور اگر کپڑے کے بین یا مانند اسکے تو اگر ٹخنے تین انگلیوں سے پہنچا ہی مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر سوچ بھی اسکے نیچے
 ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری او کی سوچ کو پہنچ جاتی ہو تو مسح جائز ہو گا اگر جبر موق چہرے کے بین یا مانند اسکے اور موزوں
 مسح کر کے بعد سے انکو سوچ پر پہنچا مسح اور پیر درست نہیں سوچ پر کرے اور اگر قبل حد تک انکو پہنچا اور مسح کیا اور پیر جبر موق کو تو
 اور موزوں کو نہ اتنا موزوں پر پیر مسح دوبارہ کرے اور دو سوچ کے سوچ پر اگر مسح کیا بعد اسکے ایک تو اقرار دوسری تہ پیر
 مسح کرنا واجب نہیں ہے اور اگر ایک پیر کے جبر موق کو اقرار او اسکے سوچ پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جبر موق پر پیر دوبارہ مسح کرے
 اور امام ابی یوسف سکروی کہے کہ دوسرے جبر موق بھی اقرار اسکے اور مسح کرے دونوں پیر موزوں پر **ف** مسح جبر موق پر ہو
 درست ہے کہ روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے
 عمامہ اور جبر موق پر **ص** اور جو رب پہ مسح درست ہے اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تم سے اور نیچے انکو چھڑا لگا ہوتا تھا
 چہرے کا سوچ تو اگر بغیر باندھے تم سے نہیں لیکن چھڑا او سینے میں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اور پیر درست نہیں ہے اور حنفیوں
 کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب فرج جو کہ کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہو رحمہم اللہ
ف جو رب او سوچ کہتے ہیں کہ سوچ کی سبب حفاظت سکروی پہنچا جاتا ہے یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 جو رب پہ مسح درست نہیں اور روایت کیا امام احمد اور ترمذی اور ابو داود والابن ماجہ نے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو ربوں پر تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جو رب پہ مسح جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہ ادا ہو اور ابو داود نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جو ربوں پر ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی عیسیٰ بن یثیہ سنہ کے ہیں ضعیف کیا انکو احمد اور ابن
 اور ابو زرہ ع اور نسائی وغیرہم نے سنن ابی داود میں کہ مسح کیا جو رب میں پر حضرت علی اور ابن سعد اور بر بن عازب اور انس
 بن مالک اور ابو امامہ و سہل بن سعد اور عمر بن حریث رضی اللہ عنہم جمیع فرماتے ہیں اور روایت کیا گیا ہے حضرت عمر اور ابن
 رضی اللہ عنہما بھی **ص** اور مسح موزہ موق درست ہے کہ بعد پہنچنے کے وقت حدیث کے طہارت تمام ہو تو اگر اس نے

نہیں معلول

سنن ابی داود

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونوں سر دھو کر موزہ پہنا بعد اسکے باقی اعضاء دھو کر بعد اسکے حدث لاحق ہوا پھر اس نے وضو کیا
 یا ترتیب سے وضو کیا تو دلہنے پر دھو کر موزہ پہنا اور دوسرے کو دھو کر موزہ پہنا بعد اسکے حدث ہوا تو دونوں صورتیں مسح جائز ہیں اور میں
 وقت پہننے سے پہلے کہ طہارت اس کی تمام نہ ہو اور دوسری صورت میں وقت پہننے پہننے سے پہلے کہ طہارت اس کی تمام نہ ہو اور دوسری صورت میں
 میں طہارت اس کی پوری ہو **صل** اور مسح جائز نہیں ہے عمامہ اور ٹوپی اور برقع اور دستاؤں پر **ف** امام محمد رحمہ اللہ
 موطا میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پونچھا ہوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اوشے پونچھا لوگوں نے مسح عمامہ
 کہا انھوں نے جائز نہیں ہے یہاں تک کہ مسح بالون کا کرے اور اسی اندک کیا ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
 نافع کہتے ہیں کہ سینے صغیر بنت ابی حبیبہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور کھینچتی تھیں اور منی اپنی اور
 مسح کرتی تھیں سر پر اور پونچھا ہوا ہیکو کہ اول میں مسح اوپر سے عمامہ کے جائز تھا اور اب نسخ ہو گیا اور یہی قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
 اور اکثر صحابہ کا اور شہام بن عروہ روایت ہے کہ دیکھا انھوں نے اپنے باپ کو کہ اوشے تھے عمامہ سے اور مسح کرتے تھے سر پر اور
 دستاؤں کو بھی عمامہ وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو صغیر کی حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسح کیا اور عمامہ کے نسخ
 ہوا دلیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام امیرین ہے **و** اوشے سے وضو کرنا صحیح ہے
 اور پر رون اپنے **صل** اور فرض مسح سورت میں برابر ترین ہو کر کے کہ ہن ماتمہ کے اور اس سے زیادہ فرض نہیں اور نیت وغیرہ مسح
 میں فرض نہیں **ف** پہلے میں روایت ہے صغیر بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں
 موزوں پہننے کے اور کھینچا ان کو انھوں نے گلیوں سے اوپر تک ایک بار اور گویا کہ میں نے نظر کرنا طرف نشان مسح کے اوپر ہوا کہ آنحضرت صلی
 علیہ وسلم نے کہ کئی خط تھے انھوں نے **صل** اور مدت مسح کی مقدار کو وقت حد تک ایک یا دو ایک دن ہوا اور مسافر تو تین
 اور تین یا **ف** مثال اس کی یہ کہ مثلاً ایک شخص نے ٹھکر کو وضو کیا اور وضو پہنے بعد اسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب
 مدت عصر کے وقت پہلی جاہلی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت میں قبل ٹھکر کو وضو کرنا اور وضو نہیں بھی اس باب میں آئی ہیں اور
 اکثر احادیث کا یہی مضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین یا **ف** اور تھیم کے واسطے ایک دن اور ایک یا دو ایک
 روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ مسح جب تک چٹکر یعنی کچھ مدت نہیں مگر جابستے اوتار اور یہی قول ہے ابن عباس کا
 دلیل کہتے ہیں اس جو روایت کیا مالک نے انس رضی اللہ عنہ اور کہا صحیح ہے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
 تم میں اپنے موز پہنے موز پر بھی اولیٰ دونوں موزوں میں اور مسح کرے اوپر اور نہ اوتار اگر چاہے ان کو مگر جابستے اور
 ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر عمل کیا ہے اور وہ جابن ماجہ اور ابو داؤد روایت کیا ہے ابی بن حماد
 رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ مسح کروں میں موزوں پر فرمایا ہاں کہ ایک دن فرمایا اور دونوں
 کہا اور تین دن بیان تک کہ پونچھے سات دن تک سو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہے **وَقَدْ اخْتَلَفَ سَوِيَّةُ**
لِسَنَادِهِ وَلَكِنَّهُمُ بِالْقَوِيِّ مِمَّنْ تَحْقِيقُ خِلَافُ كَيْفَ لِيَا سَوِيَّةُ اسناد میں اس کی اور وہ قوی نہیں دوسرے کے مخالف ہیں
 اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
 جس کو مالک نے مسح کیا اور وطنی نے بھی اس کو روایت کیا ہے تیسرے جاب و سکا یہ ہے کہ وہ حدیث معمول ہے تین دن کی

عدت پر جیسا کہ مذکور ہے چوچیر کو وضو کو توڑتی ہے مسح کو بھی توڑتی ہے **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک جزو ہے نہ ہو گا تو اس کا پتہ تمام مقام ہی تو جس سے وضو توڑیگا یہ بھی توڑیگا **ص** اور نکالنا سوڑ کا بھی مسح کو توڑنا ہی اور پیر دھونے پر دھونا واجب ہو گا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے اور جو سوڑ کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہے اور فتیہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہے اور جب تک تمام مسافر اور حبثت مسافر اور مقیم کی تمام ہو جاوے دھونا پیر کا اور پیر فقط واجب ہو گا اگر وہ با وضو ہو اور اگر بے وضو ہو تو سارا وضو کوڑے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا سوڑ سے مسح کو توڑنا ہی اور یہی افظ قدوری کا ہے اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکلنا زیادہ ایڑ کا طریق ہے پٹہ کی کے مسح کو توڑنا ہی مروی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تیرا ہو چھوٹی کے پٹہ جاوے اور پیر اتنا ہی سوڑ سے نکل جاوے مسح جائز نہیں اور اس کے اگر کم پٹا ہو تو درست ہے اور اگر لنگیا پٹا ہو کیا وہ میں تین اوٹھکمان برابر ساجاتی میں لیکن اتنا نکلنا مسح درست ہے اور اگر ملا ہوا ہی لیکن چلنے کے وقت اتنا نکل جاتا ہی مسح درست نہیں بلکہ موزہ رسی یا وغیرہ سے بنا ہوا درجے سے ٹخا نکھلا ہوا اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کہ کچھ اوٹھکمان میں رہتا تو اوپر صحیح درست ہے اور اگر نکھلا رہتا ہو تو اگر مقدار تین اوٹھکمان کے یا زیادہ نکھلا ہو گا مسح درست نہیں بلکہ درست ہے اور اگر ایک سوڑ میں بہت جگہ پٹا ہو گا کہ جمع کرنے سے تیرا ہو چھوٹی کے موافق ٹھہرے تو اوپر مسح درست نہیں اور اگر دونوں سوڑ جھٹھے ہوں اور دونوں جمع کر کے ہر قدر ٹھہرے تو مسح درست ہے اور اگر مقیم سوڑ پر مسح کیا اور ایک دن ات گزرنے سے پہلے مسافر ہوا تو یہ ات گزرنے کے بعد اوتار کے اور اگر ایک دن ایک ات گزرنے کے پہلے مقیم ہوا لیکن بعد اوتار کے بعد اوتار کے اور اگر مسافر بعد ایک ات گزرنے کے مقیم ہوا تو یہ مسافر سوڑ کو پیر سے اوتار کے پھر پیر دھونے کے مسح شروع کرے

فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان میں

پٹی پر مسح درست ہے اگر جب وقت حدت کے باندھی ہو اور پٹی کا کھولنا مسح کو باطل نہیں کرتا ہی کیونکہ زخم اچھا ہو گیا ہو پٹی پر مسح کرنے کا حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ اور سند اسکی حدیث ضعیف ہے اور اس واسطے کہ سوڑ کے اوتارنے سے زیادہ اوپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب سوڑ کا مسح درست ہو تو پٹی کا بھی درست ہو گیا اور اگر زخم اچھا ہو چھوٹے کے بعد پٹی گری تو اس مقام کا دھونا فرض ہو گیا پھر اگر اس کا وضو ہو تو وضو اسکی تمام وضو ٹوٹے **ص** پھر اگر مسح کرنا پٹی پر ضرر کرے تو ترک کرنا اس کا درست ہے **ف** کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم نے زمانے میں مرنے کا حکم کیا اور اسکو حرام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اس نے غسل کیا یا اگر نہ کر گیا اور حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر ہو چکی کہ اسکا حکم ہے کہ پونہا ہو کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم نے کاش وہ لوٹتا تمام بدن پنا اور چھوڑ دیتا سر پنا جس جگہ اسکو زخم کا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ **ص** اور اگر ضرر نہ کرے تو اوپر میں روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اس کا اور فتویٰ اس پر ہے کہ ترک کرنا درست نہیں اور اس میں کچھ شرط نہیں ہے کہ پٹی طہارت کے وقت باندھی ہو اگر چہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ حدت بھیجنا جیسا کہ گذر چکا ہے سوڑ کا مسح پٹی پر جب درست ہے کہ جب مسح اوس وضو کا کرے جیسا کہ دھونا نہیں سکتا اس طرح پر کہ پانی اسکو ضرر نہ کرے یا پٹی بھی ہو اور کھولنے میں اس کے ضرر کا خوف ہو تو اگر عضو کے مسح بقادر ہو دیکھا پٹی پر مسح جائز نہیں **ف**

اس واسطے کہ یہ مسبب عذر کے ہو اور جب عذر نہ ہو دیکھا تو مسح بھی جائز نہ ہو گا **ص** اگر اعضا مصلی کے پٹھن اور ان کے
دھونے سے عاجز ہو کر پانی بہانا اور سپر لازم ہو تو اگر یہ مانہ سکے تو اسی جگہ کا مسح کر لو گے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو کر نہ ہو تو
اور اگر وہ اسکے دھونے سے **ف** دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری **ص** اور اگر ہاتھ اسکے پٹھن
کے خود وغیرہ نہیں کر سکتا تو مسح کرے اور اگر وہ مسح سے اوسنے نہ کرے اور تیمم کر لیا جائے تو مسح کرے اور صاحبین کے نزدیک درست نہیں اور اگر اپنے
پیر کی پوئی کی جگہ پر دانی لگائی ہو یا کوئی دوا پر گزرا ہو تو اگر پانی بہایا اور پھر وہ اگر پڑی اگر تندرستی سے گری ہو اس مقام کو
پھر دھو کر اور اگر تندرستی نہیں گری ہو تو نہ دھو کر اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدڑی رکھے اور اسکے اوپر پٹی باندھی ہے
لوگوں کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہیں بلکہ گدڑی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہو کہ بغیر دھونے کے آپ باندھ سکے
تو مسح اوپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک وہ سر شخص باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہے **ف** اس واسطے کہ مسح
عذر کے ہو اور جب پٹی آپ کھولتا ہو اور آپ باندھ سکتا ہو تو پٹی اوتارنے میں عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اس جگہ عذر
پایا جاوے گا تو مسح بھی درست ہو گا **ص** اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اس کے نیچے مسح کرنے سے صحت ہو کر
اور زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح پٹی پر جائز ہو اور اگر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں **ف** اور یہی قول مختار ہے **ص**
اگر کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام حرج سے اوتارنا ضرر کرنا ہی کھولنے اور اس کے نیچے کو مقام حرج تک نہ دھو کر اور پھر
باندھ لیا اور مقام حرج کا مسح کرے اور اگر شرعاً اس پر نہیں کہ پٹی پر مسح درست ہو اور گردن میں اگر پٹی کے اگر بدن کھلا ہو مسح
اوپر درست ہے کیونکہ دھونے میں خون اس بات کا ہے کہ پٹی تیز ہو اور تری ہو اسکی زخم تک پہنچے **ف** جو پٹی گدڑی پر باندھی جائے
اوسکو عصا پر بھی کہتے ہیں **ص** اور تمام پٹی اور عصا کا مسح کرنا جیسے حسن کی روایت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
اور بھی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی اور عصا کا اکثر مسح کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر پٹی اور عصا بے پر
مسح کر لیا اور پھر اوکو اوتارنا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح کرے گا تو بھی درست ہے اور اگر اوسکی جگہ دوسری پٹی
یا عصا باندھ بہتر ہے کہ پھر مسح کرے اور اگر نہ کرے گا تو بھی درست ہے اور میں با مسح کرنا پٹی یا عصا کے کچھ ضرر نہیں بلکہ ایسا
کافی ہوا پٹی کے مسح کے واسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح ہو کر کیا مسح ہو تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہو اس جگہ کہ جو نا
واجب ہو خاص کے اور اگر اپنے پچھے ہو گری تو مسح باطل نہ ہو دیکھا خلاف مسح ہو کر کے کہ اگر ایک سوڑ کو اوتار لیا تو وہ خون پیر کا دھونا واجب ہے

باب حیض کے بیان میں

میں خون خاص میں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہیں جسکو عورت بالغہ کا بھلا
اور عورت بالغہ برس میں آتی ہو بغیر کسی بیماری اور سن نامیدی کو بھی نہ پونجی ہو تو جو خون جسم سے نہ ہو دیکھا حیض نہیں اور
اسی طرح خون فبرس قبل آوے گا اور ایسا ہی جو بیماری آوے گا اور خون ہمیشہ جاری ہو بعض خون حیض ہو دیکھا بعض پریسے
اور جو خون بعد جٹے کے عورت کو آتا ہو اوسکو نفاس کہتے ہیں وہ بھی حیض میں داخل نہیں اور مسح ہے کہ حیض مہینہ ایسا کہ نہیں
ف ایسا کہ مہنی نامیدی کی مہینہ ہو گیا یا اوس میں حیض نامیدی ہو جاتی ہے **ص** اور سن ایسا نہیں کہ نزدیک ساتھ
برس میں اور بعضوں کے نزدیک پچیس برس اور یہی تھوڑا کیا ہی مشائخ ہمارا اور خوارزمی **ف** ہمارا اور خوارزمی

ف اگر سنف و سکو کتے میں جو مرتبہ تمام حیض میں اپنے ایک پڑا روئی کا ٹکڑا کتے میں **ص** ہو خون ہو کسی کتے بند پہننے فرج خارج نہ کہ میں پونہا جو حیض متحق ہو گا اور ناز کو تو تو ہو گا تو اگر سنف کتے وقت حیض متحق ہو گا کتے فرج خارج سے اگر سنف تک پہنچے تو اگر فرج داخل ہو گا سنف فرج ہو گا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہو اگر حیض متحق ہو گا اگر جب اگر سنف و شالیا جاوے تو اس کا کتے وقت سے مدت قدر دو گئی اور یہی حکم پر خون استحا خدا اور نفاس اور عورت کا پیشاب کا یعنی فرج بند نہ کہ نہیں کوئی آویگا جسے حکم اس کا متحق ہو گا اور اگر کوئی اپنی اہلیل میں یعنی سوراخ ذکر میں روئی رکھی ہو حکم پر او قلعہ خارج میں داخل ہو **ف** قلعہ اسے کہتے ہیں جہاں تک کہ خستہ کیا گیا ہو تو اس میں اگر پیشاب آجھا ہو گا نازوٹ جاوے گا اگرچہ باہر ہو **ص** اور رکھنا اگر سنف کا اگر یا حیض میں نہ تب ہو اور شیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے اگر سنف کا مقام بکارت کا ہو تو فرج داخل ہو نہ کہنا کروہی اور اگر کسی پاک عورت نے اول مدت میں اگر سنف رکھا اور جب صبح ہوئی او سپر او فرج کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو ہو گا اور اگر عورت ماضیہ نے اگر سنف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی کچھ تو حکم ہمارا جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہو گا اور جو طہر کر دو حیضوں کے بیچ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہو گا تو حیض ہو اور جو رنگ کے در حیض میں جو سفیدی خالص کے کچھ اس حیض **ف** حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ روز میں اور زیادہ کی حد نہیں اور طہر متخلل کہتے ہیں اس پاک کو جو عورت دو حیض کے بیچ میں دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کی رنگ میں سب چہ رنگ علما نے بیان کیے ہیں سرخ شبنم سیاہ تیرنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرنگ اور مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہو کہ تیر میں سفیدی اعلیٰ ہوتی ہو اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو حاصل ہونے کا یہ ہو کہ عورت حائضہ ان چھ میں سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہو اگر سفید رہے ہو تو وہ حیض نہیں اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اس کی جیسے بیان نہیں کی جو قول مفتی بہی اس کو ذکر کر دیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا **ص** جو طہر کہ پندرہ دن کے کم ہو جو جبہ و خف کے بیچ میں آئے تو اگر تین سے بھی کم ہو تو وہ سب نزدیکت حیض ہو اور اگر تیر دن ہو کر یا زیادہ ہیں تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام عظم سے ایک دن آٹھ میں بھی حیض میں داخل ہو اور بعضوں نے کہا ہو کہ اسی پر فتویٰ ہو کہ چونکہ ہمیں آسانی پر فتویٰ ہو چھنے طہر اور فتویٰ دینے طہر پر **ف** پہلے میں لکھا ہو **وَاكْحُذْ لِهَذَا الْقَوْلِ اَيُّهَا الْمَيِّتُ** تمہارے فعل کے آسان ہو اور یہی ہے آخر قول امام صاحب کا اور بانی مذہب میں اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہم سب اہل المبارکی روایت امام صاحب ابو سبیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب ابو فضیل میں ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ ہو عوام کا کوئی فائدہ منصوص نہیں ہوا سب سے نزدیک **ص** رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہو اور اسی طرح اگر خوب زرد ہو تو سب کے نزدیک حیض ہو اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاک ہلکے نزدیک حیض **ف** اور فرق ان دنوں میں بیان کر چکے اور بعض لہا کوں کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں دلیل اس کی یہ کہ روایت کیا ابو داؤد اور بخاری ام حلیہ سے لکھا انھوں نے ہم نہیں کہتے ہیں تیرگی اور زردی کو بعد بالی کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کوئے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ میں اور یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوائے سپیدی کے سب کو حیض گردانا ہو اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے **ص** عورت ماضیہ

نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا کے اور نماز کی قضا کرے **ف** کیونکہ حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا نہیں جب کھانسی آتی ہو عورت نہ نماز پڑھتی ہی نہ روزہ رکھتی ہی
 روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے
 ساتھ قضا کرنے روکے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم
 اور یہ مذہب مخالف احادیث مشہورہ اور مردود ہیں **ص** بلکہ کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے فقہ ہے
 ساتھ ہوگی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن میں پاک نہ ہو
 اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر ہو سکتی ہو نماز واجب ہوگی اور اگر اس سے کم وقت ہو واجب ہوگی اور اگر روزہ
 عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت ہو تو دس دن کے بعد پاک ہو کر روزہ فرض ہے قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہے قضا اوسکی واجب ہوگی
 اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہے اگرچہ نفل ہے اور اگر عارضہ عورت رمضان میں ن کو پاک ہوئی ہو کچھ کھالیا روزہ کافی
 ہوگا لیکن کھانا اوسکو واجب ہے اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کاروزہ رکھنا واجب ہے اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو
 و اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر کر سکتی ہو تو کل کاروزہ واجب ہے گا اور اگر اس سے کم ہو تو
 واجب ہے گا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اوسے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل ہوگا اور عارضہ کو دور شد میں مجہد
 میں آئے اور طوان خاند کے حکم کا کرے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہا کہ جب آنے ہم
 صرف میں کہ ہم ایک مقام کا ہی تعاضد ہوئی میں ہو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کرتے ہیں حاجی لوگ سو اس بات کے کہ
 طوان کرنا دیکھ کر جب تک کہ پاک نہ ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور مسجد میں داخل ہونا اس واسطے منع ہے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلیٰ کو مسجد سے قبلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلیٰ میں عارضہ ہو
 و فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے اور اسی واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو مسجد میں
 و نہ پڑھیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں مسجد کو واسطے جنب اور عارضہ کے روایت کیا اسکو
 بودہ اور ابن ماجہ و بخاری تاریخ میں اور طبرانی نے تصنیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہ اسناد میں اسکی افلت بن حلیفہ
 و فی مہول الحال ہے اور کہا ابن ابی نعیم کہ وہ متروک ہے و جواب اوسکا یہ ہے کہ ابن ابی نعیم کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی امام حدیث نے
 یہاں بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور حسن کہا اوسکو بھی
 قطاری و اللہ اعلم **ص** اور اگر طوان کر لیا حلال ہو جائیگی **ف** یعنی وہ چیزیں کہ وقت احرام محرم ہو جاتی ہیں
 حلال ہو جائیگی **ص** اور عارضہ کہ ان سے نیچے زانیہ کی چھو نا درست نہیں اور چھو نے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کرے یا زانیہ
 ان طوائف اور بوسلینا اور اوس مقام کے سوا کا چھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور
 فی سببین استقام اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے بن ابی اسلم سے کہ انھوں نے کہا ایک شخص نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کی درست ہے جس حالت میں وہ عارضہ ہو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اندھو لو سپر زار پھر کھانا اختیار نہ کرے اور کھانا روہ جو بعضوں نے اس حدیث کو کہا کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مرسل

تھے ہونے والے یوں کے مقبول ہوا اور راوی اس حدیث کے شیعہ ہیں۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مالک و دارمی نے اور روایت ہر
 معاذ بن جبل سے کہ کہانی نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت سے جبکہ وقت حیض کے کیا حلال ہو گا اور از اس کے اور بچنا
 اسے افضل ہے روایت کیا اسکو زین نے اور محمد بن اسد نے کہا ہو کہ اسناد اسکا قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے مالک حنفی میں حرام
 اور گنہگار ہے بالاتفاق منع ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جماع کرے
 حائضہ سے یا کسی عورت کی درمیں یا کسی کا بیج پاس آئے اس سے خبر لو چھنے کو سو لو سنے کا کیا اور اسکا جو محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر نازل ہوا اور محمد بن مروی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ میں ازاں باندہ ملیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
 مباشرت کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو
 بھیجا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس کہ پوچھے کہ کیا مباشرت کر مجھ پر عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عائشہ
 رضی اللہ عنہا کہ باندہ لے ازاں اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابو داؤد اور نسائی کی ہے کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جیسا وہ لوگ ازاں ہوتی تھی نصف راتوں تک راتوں
 اور ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابی حاتم و ترمذی رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے سنا بعض
 ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبارہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوکھ لکھتے
 اور شاید اسی سے یہ حدیث کہ امام محمد صاحب کا ہے **ص** اور حائض اور جنب اور نسا کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگر چاہے کہ کسی
 کہ ہو کہ وہ نبی ہے یا نبی کریم رضی اللہ عنہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہے اور یہ اختلاف اوسمیں ہے کہ قرآن
 کے قصد سے ہو کہ اگر کوئی قصد سے ہو جیسے کہ کہ **لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَسْمَعُوهُ أَوْ لَا تَعْلَمُونَ** یا **لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَسْمَعُوهُ أَوْ لَا تَعْلَمُونَ**
 قرأت واسطے جنب اور حائض کے اس واسطے جائز نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور جنب کچھ قرآن میں
 روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور داؤد قطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا اسکو قطنی
 نے فرمایا اور بعض نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف کیا ہے واللہ اعلم **ص** عورت حائضہ کو بھی قرآن کی درست ہے **و**
 اس واسطے کہ یہ قرأت قرآن کی نہیں کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہے اسکو اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ پڑھاؤ
 اور ہر کلمے کے اوپر پڑھاؤ اور امام طحاوی کے نزدیک آدمی آدمی آیت پڑھاؤ اور آدمی کے بعد پڑھے پھر باقی آدمی پڑھاؤ اسی طرح کہ پڑھا
 اور عاقبت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں اور تہذیب و ادب
 پڑھنا مکروہ ہے **و** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محدث بنے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے **و** اس واسطے کہ **و**
 ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں وہ کئی تھی کوئی چیز کو قرآن پڑھے سے مگر جنابت روایت کیا اسکا احمد اور صاحبنا
 اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ و داؤد و ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکین اور بیہقی
 اور یونسی نے شرح السنین اور روایت ہے محمد بن اسد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں دس آیتیں اخیر سورۃ آل عمران کی
 قبل وضو کے **ص** اور چھوٹا اسکا حائضہ اور جنب اور نسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں **و** اس واسطے کہ
 قرآن شروع میں آیات **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** یعنی نہیں چھوٹے ہیں اسکو مگر بالکل **ص** مگر خلاف کے

اوپر سے درست ہو اور غلاف اچھے کہتے ہیں کہ جدا ہو سکے تو اب جلد کا جدا ہونا ممکن نہیں لہذا چھوٹا بھی اوسکا دھسکنا
اور لکھنا قرآن کا لکھنا چھوٹا نہیں جاتا یہ لکھے ہوئے کو درست ہی نزدیک نام ابی یوسف کے اور نزدیک نام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نہیں
اور بے طہارت کے استہین سے چھوٹا مکروہ ہے اور اوس و بی بی حدیث کو جس پر آیت قرآن کی گئی ہے چھوٹا مکروہ ہے مگر تحصیل میں چونکہ چھوٹا
تحصیل کا ہائز نہ مکروہ نہیں اور جو عورت کہ دس دن میں حیض سے پاک ہوئے قبل غسل کے اوسے صحبت کرنا درست ہے اور جسے
قبل میں پاک ہوئے قبل غسل کے اوسے صحبت جائز نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہے **ف** یعنی اگر نفاس کی مدت پھر دینی
یعنی لپٹا ہونے کے بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوسے صحبت درست ہے اور اگر کم میں اسے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہیں
آورو جاسکی صاحبہ دینے یوں لکھی کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہے اور کبھی بند ہو جاتا ہے اور جب دس دن میں حیض سے
فارغ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس سے تو یہ تو اکثر مدت ہے اس سے زیادہ حیض نفاس نہیں ہو سکتا اور حکم میں پاک ہوئی تو حال ہی
کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے اور جب غسل کر لیا تو مائتہ غلطی ہو گئی **واللہ اعلم** اور اگر دس دن کے کم میں
پاک ہوئی اور اوس وقت موافق غسل اور تکبیر تحریر کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہے **ف** کیونکہ نمازوں
اوس پر فرض ہو گئی تو حکم گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی حادث کے کم میں تین دن سے زیادہ میں قریب تک اوسکی
جائز نہیں جب تک حادث موافق وقت گذر جاوے اگرچہ اوسنے غسل بھی کر لیا ہو کیونکہ عادت میں خوف ہونے کے پھر آجائیکا
تو احتیاطاً پھر تین دن کے **ف** ایضا **ص** اور اگر عورت مائتہ دن کے کم میں پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہیں
مگر عادت اسکی کم ہی واجب ہے اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہ ہو جاوے و جب نہ ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے
اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہو جائے یا زیادہ عادت ہو جاوے عورت مبتدئہ ہو تو تاخیر کرنی غسل کی استحب ہے **ف** مبتدئہ
اوس عورت کو کہتے ہیں جو اول بار حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہ ہوا ہو **ص** اور اگر تین دن کے کم میں پاک ہوئی نماز کی
تاخیر کرے اور قیض نہ ہونے کا خوف ہو غسل کرے اور پڑھ لے اور ان سب صورتوں میں اگر عورت دس دن کا اند خون گیا حکم طہارت کا باطل
ہو گیا مبتدئہ یا مستادہ ہوا و اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن کے گذرنے سے حکم طہارت کا لیا جاوے گا اور غسل
اوپر واجب ہوگا اور مستادہ کے اگر ایک دن خون نکلا اور دوسرے دن طہر تو جس دن خون دیکھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک
ہوگا اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر
کی پندرہ دن میں اور اکثر مدت کی حد نہیں **ف** ایذا ہم غمی سے بھی ایسی ہی رعایت ہے اور اکثر گناہ حال ہے کہ کبھی بڑی بڑی
طہر رہتا ہے **ص** مگر مستادہ کا موافق حادث طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے انداز میں اوس سے یہ کہ ایک گھڑی کم ہے چھ مہینے میں
صورت اوسکی یوں کہ ایک مرتبہ کو اولیٰ حائضہ آئی اور دس دن کے بعد دیکھا اور چھ مہینے پاک ہی پھر خون اوسکا بار بار جاری حادث اوسکی اوس دن میں
گھڑی کم ہوگی اسی کے تین دن میں ایک مہینہ پہلے تو تین دن کے بعد پاک نہ ہوئے تیس دن گھڑی کم نہیں ایک ایک گھڑی سے تین دن میں ایک گھڑی

فصل استحاضہ کے بیان میں

جو خون کہ تین دن میں یا اسے کم ہو یا دس روز یا زیادہ ہو یا ان کے چالیس روز یا زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے اسی طرح جو خون
کہ عورت کے حیض کی حادث زیادہ ہو اور دس دن کے بڑے جاوے یا نفاس کی حادث زیادہ ہو اور لپٹا ہونے کے بعد پاک ہو جائے بھی استحاضہ

مشکوٰۃ کی علت حیض کی سات دن کی قحطی اور پھنسنے خون بارہ دن تک کچھا پانچ دن استحاضہ کے ہیں اور نفاس کی موقوفہ
 قحطی قحطی اور خون نہ پھاس نہ تک کچھا بیس دن استحاضہ کے ہیں یہ حکم قحطی کا ہے اور مہینہ کا خون اگر جاری ہو جائے
 سے دس دن اس کے حیض کے ہو گئے اور باقی استحاضہ اور پہلے نفاس میں اس کا خون ہمیشہ جاری ہو جائے تو نفاس کے گئے ہو گئے
 اور باقی استحاضہ کے اور جو خون جاری رکھے وہ بھی استحاضہ ہے **ف** مستحاضہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اس کا جاری رہا تو
 جتنے دن اس کے حیض کے ہیں عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اس کے نماز پڑھے غسل کرے جب وہ دن آوے جس کے نماز ترک کر
 اسی طرح عادت کے موافق پیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہر امام طہری رضی اللہ عنہما کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اس کا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کے صدمہ میں قحط پوچھا اس کے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے فرمایا کہ کتنی رات
 دن کی کاٹھن چائی تھی اندھون میں جینے سے قبل اس عارضے کے سوتر کرے نماز موافق اس کے جینے سے سو جب گد جاوے تو
 تو غسل کرے پھر گدھی لگا دے کسی کپڑے کی بھر نماز پڑھے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے لکھی سند وہ حسن و صحیح اور ایک
 حدیث میں آیا یَرْتَدُّ عَنِ الصَّلَاةِ أَيَّامًا أَكْثَرَ أَكْثَرًا كَيْفَ يَصُومُ نَازِحِينَ كَءُنُونٍ مِّنْ لِّمَنْ أَبُودَاوُدَ وَنُصِيفُ كَيْفَ اسْوَادُ
 لکھا ہم پر ابن عیینہ راوی اور حاکمی حدیثوں میں یہ قول نہیں اور اسی روایت کو صاحب پہاڑ لکھا ہے اور یہی قول ہے حسن اور سعید
 بن اسید ابو عطاء اور محول اور ابراہیم اور قاسم بہت تابعین کا **ص** عورت استحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطنی کرنا
 اور سب درست ہے **ف** اس باب میں بہت حدیثیں آئیں ہیں بیشمار کماں تک بیان کروں اور ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہے
ص جس شخص کو استحاضہ یا خون نال کا یا کوئی اور صدمہ ہمیشہ لگا رہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اس پر نہ پڑے نہ کہ نہ تو
 ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو اور نفلوں کو فرض کی تبعیت میں پڑے **ف**
 کیونکہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت استحاضہ میں کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنوں میں پھر غسل کرے اور نماز پڑھے
 اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اس کو ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و ابی داؤد و ابی یوسف و ابی حاتم و ابی نعیم
 رحمہم اللہ معین کا اور ثابت کرنا اس کا بہت مشکل ہے جس کو منظور ہو و مشکل الا ان امام طحاوی میں غرض یہ کہ یہ حدیثیں
 اور ایسا ہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سنن ابی داؤد میں اور کما سعید کو غسل کرے ایک تکرار دوسرے طہر تک روایت کیا
 اس کو ابو داؤد اور بیہقی نے لکھا ہے کہ اس میں ہم کو کیا صحیح ہے کہ ہر کہ من خلطہ الى ظہرہ یعنی نہر سے ظہر تک لیکر بغل
 مناسبت مقام نہیں ہوا اس کے اندر کی کیا تخصیص ہے سب نازین اس باب میں برابر ہیں مؤید ہوا اس کی جیسا ابو داؤد و سواد
 و سواد بن عبد الملیک بن سعید بن عبد الرحمن بن یزید قال فیما یمن خلطہ الى ظہرہ فقال لہا
 التماس من خلطہ الى ظہرہ یعنی روایت کیا اس کو سواد بن یزید کہ اس سے طہر سے دوسرے طہر تک سواہل یا اس کو کوں نے
 طہر سے دوسری طہر تک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب طہر سے طہر تک ہوا ہے اور یہی حدیث ہے کہ جیسا ابو داؤد و سواد بن یزید
 و سعید بن یزید کہ اگر نہ صبا و کاوی ہو کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ کہ طہر سے طہر تک غسل کرے واللہ اعلم
 و علیہم خاتمہ اور یہ جگہ کا مذہب ہے کہ استحاضہ کو وضو ہی ہر وقت نماز کے واجب نہیں ہو کر یہ کہ کوئی یا وضو نہ ہوا تھا
 کے اس کو پورا وضو نہ کا مذہب ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور وضو نہ کا یہ کہ ہر نماز دن کو جمع کرے اور

دونوں کے واسطے ایک غسل کرے اور احادیث میں بھی مختلف وارد ہوئی ہیں خانم اور حضون کا مذہب یہ ہے کہ ہونٹ پر کر
اور یہی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسکا الوداؤ اور دلی کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہے روایت کیا ہے
عکسہ رضی اللہ عنہ کا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں اور جماع کرتے تھے اور نسہ فاوند ان کے اور سنا میں اس حدیث کی
معلیٰ راوی بعض لوگوں نے ضعیف کیا ہے اور انکو اور امام احمد ان سے روایت نہیں کرتے تھے لیکن کہیں بن عیین کہ وہ فقہ بن ابو
اسی کو اختیار کیا ہے محمد بن اسحق اور سراج بھی اس سے روایت کیا ہے ہر وقت نماز کیا واسطے وضو کرے اور اوقات میں جتنی حاجت ہو
نوافل پڑھے اور اسکے وضو کو وقت کا ہانا توڑ دیتا ہے اور امام زفر کے نزدیک وضو کو وقت کا آنا توڑ دیتا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک
دو لوگ وضو ٹوٹ جاتا تو جس شخص نے قبل وقت نماز کے وضو کیا وہ وقت لے کے بعد نماز کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہرگز نزدیک امام ابی یوسف
کے نزدیک درست نہیں کہ بیک وقت کے داخل ہونے سے ان کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعد ازاں اس کے بچنے کے وضو ہرگز نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور امام
کے نزدیک نہیں بیجا کہ بیک وقت کا ہرگز نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور امام زفر کے نزدیک نہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاوے گا

فصل نفاس کے بیان میں

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو جتنے کے بعد آتا ہے اور اس کی کم مدت کی حد میں اور اکثر مدت اس کی پچاس دن ہیں
حضرت امام سلمہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ کما انھوں نے نفاس والی عورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعد نفاس پچاس
دن ہتھی تھیں روایت کیا اسکو الوداؤ اور احد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت میں ہے الوداؤ کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو
مکرم کیا ساتھ قضا کرنے نمازوں نفاس کے اوجھ کیا اسکو چاکم نے **ص** اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت سا
دن **ف** اور حدیث امام سلمہ رضی اللہ عنہ کی اوپر حجت ہے **ص** اور جس عورت کا ایک مہر پیدا ہوگا اور چھ مہر سے
کم میں دوسرا مہر پیدا ہوگا تو انکو قاضی کہتے ہیں اس کی مان کا نفاس اول ایسے سے معتبر ہوگا اور مدت اس کی دوسرے
شک سے گزریگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے کے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور چھ مہر پیدا ہوگا بعضہ حصہ
اس کے مخلوق نہ ہو ان اور اسکے بعد خون آئے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے پر پیدا ہونے سے لڑی ام ولد ہو جائیگی **ف**
ام ولد اس لڑی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہو سکے کہ یہ کہ بعد اس کے کہ آواز ہو جائی تو یہ بیان کیا گیا کہ اگر لڑی
سے ایسا مہر بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جائیگی **ص** اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہیں اگر کسی خاوند مہر دے سکے کہ
مگر نہ جسے کہ یہ تجھ بلاق ہے اور یہ سقہ جانی تو یہ طہا و ام ولد ہو جائیگی اور عورت پر طلاق پڑجاوے گا اور مدت یہ تمام ہو جائیگی

باب نجسوں کے بیان میں

ف نجاست کو پاک کرنا واجب ہے نماز کے بدن اور کپڑے سے اور جس کو کہ نماز پڑھتا ہے کہ جو کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
فَرِشًا بَآثَ فَطَنَ یعنی کپڑوں کو اپنے سوا پاک کرنا اور احادیث میں بھی حکم ہے **ص** اگر بدن یا کپڑا یا کپڑا یا کپڑا
جس پر نجاست ہو کسی نجاست جو کھائی دیتی ہے یا پانی اور سرکہ اور گلاب اور جہیز کہ بتی ہے یا پانی کی کسی اوس سے بلکہ
اور اگر کسی نجاست جو کھائی دیتی ہے یا پانی اور سرکہ اور گلاب اور جہیز کہ بتی ہے یا پانی کی کسی اوس سے بلکہ
جسے پانی نہ بہاں ہو نہ لوام ابو یوسف کہ کسی نجاست کا اور نہ فر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ پانی نجاست کا

پاک کرنا اگر باقی سے **ص** جو چہ کہ ناپاک ہو جاوے اوس نجاست کہ دکھائی نہیں دیتی زمین باو کے دھونے اور ہر دھونے کے پھڑکنے سے پاک ہو جاوے گی اور تیسری بار میں خوب موافق مذکور اپنے کے چوٹے نو لکڑی زور سے پھڑکے گا تو پاک ہوگا ایسا ہی چوٹے پھڑکے گا اور چوٹے پھڑکے نہیں زمین باو دھونے اور ہر دھونے کے پھڑکنے سے پاک ہو جاوے گی اور خشک کرنا یہ ہر کہ قطونہ بے اور چکنا سو فون ہو جاوے اگر سو میں ایسی نجاست جس کا دل ہو و بھر جاوے اور خشک ہو جاوے زمین پر پٹنے سے پاک ہو جاتا ہی اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تردا از بھی ہو و اور خوب پاک ہو جاوے گا اور اوس پر فتویٰ ہے اور جو دلدار سو و دھونے سے قطہ پاک ہوگا جیسے کہ پیشاب قطہ دھونے سے پاک ہوتا ہی **ف** روایت کیا ابو داؤد حضرت ابی ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تمہارے جوتے میں نجاست تو مٹی اوس کے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی مروی ہے عایشہ رضی اللہ عنہا بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تردا ہو تو وہ بغیر دھونے کے پاک ہووے گی اور لیل اونکی وہ ہے جو روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے میں چلنے سے کوئی نجاست تر ہو جاوے تو دھواؤ اسکو اور اگر خشک ہو تو کچھ لازم نہیں ہے کہ پر دھو لیا کو **زین ص** اگر کسی چیز میں ہی بھر جاوے تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہے **ف** حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ تر مٹی سے بغیر دھونے کے کپڑا پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور سوکھی مٹی اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاوے گا لیکن جب ہر کہ مٹی اعتدلیہ ہو کہ قابل کھرچنے کے ہو کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دھوتی تھیں مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد و ترمذی اور بھی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے مٹی کو پھر نچلتے تھے نماز کو اوس کپڑے میں اور میں کچھ تھی نشان دھونے کا اوس میں روایت کیا اسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما اور ایک روایت میں سلم کی ہر کہ میں کھڑی تھی مٹی کو آپ کے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے لوی کپڑے میں اور ایک روایت میں ہر کہ میں کھڑی تھی سوکھی مٹی کو ناخون لٹکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے **شکل الاتا من حد ثنا یونس ثنا یحییٰ بن حسن ثنا عبد اللہ بن المبارک و یثرب بن الفضل عن عمر بن مکی عن سلم بن سلمان بن سنان عن عائشة قالت کنت اغسل المٹی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الی الصلوة وان بقع الماء لعی نق یہ یعنی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں دھوتی تھی مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے میں جھرتے تھے **ص** اگر سر زک کا پاک ہو اس طرح پر کہ پیشاب نے نزع سے تجاوز کیا اور بعد پیشاب کے استنجا کیا اور مٹی خشک ہو گئی کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی کپڑا ہو یا بدن اور حسن بن نبیاد نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ بدن میں اگر مٹی لگے کہ خشک ہو جاوے کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی جب تک نہ دھوے گا **ف** صاحب ہدایہ وجہ اسکی یوں بیان کی ہے **ف** ان حر لمرآۃ البدن جائز بہ لا یصح الی لیم و البدن لا یسکن فلو کہ حرارت بدن جاذب ہے سو نہ عود کہ علی مٹی طرف جرم خشکی سے اور بدن کھڑا ہوگا ممکن نہیں **ص** تنواریا بھری یا اور جو لو کے مثل چیزیں ہیں مٹنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور چھوٹے اور چھوٹے ایسا ہو کہ دھونا اسکا دشوار ہو ایک سات دن اوپر پانی ہوگا پاک ہو جاوے گا اور اینٹیں ناپاک یا اینٹیں بھی یا زمین یا نرمل کا گھر اور درخت اور گھاس اگر کئی سو و اور خشک ہو جاوے اور نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جاوے گی اور یہی مختار ہے اور زمین کے**

جسکے اوپر اثر نجاست کا باقی نہ رہے نماز درست ہو **ف** کیونکہ وہ زمین پاک ہے جیسا کہ روایت کیا حضرت عباس بن عمر رضی اللہ عنہ کو ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور میں تھا جوان ورتھا کھجور اور کتے آتے جاتے تھے مسجد میں اور پیشاب کرتے تھے سو تھے پانی بہانے کسی پر اور میں سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ اور حدیث میں ہے کہ کوا کا کچرہ پیشاب کی طرح زمین کی سوکھنا اسکا ہوا ایسا ہی ہے کہ میں اور کہا ابن عباس نے نہ کہ میں کہ نہیں ہے اصل اس حدیث کی تفسیر میں اتنی ہے کہ اگر کیا اسکو بعض شائع نے اثر علیہ رضی اللہ عنہما کا اور بعض نے خفیہ کا اور ایسا ہی روایت کیا کہ ابن ابی شیبہ سے مروی ہے کہ اس سے بھی اور روایت کیا عبد الرزاق نے اپنے بیوی ابو قلابہ کہ جعفر بن ابی شیبہ نے کہا کہ میں نے سوکھنا زمین کا طہارت ہے اور اسکی اور کیا جیسوینا ایسا کہ اگر غلیظہ فقہ دلت کو مینی جو زمین کہ خشک ہو گئی تو وہ پانی کو گئی حدیث فرمودہ و اللہ اعلم بحقیقہ میں اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ زمین **ف** اس واسطے کہ مٹی تمیم کی طہارت کی قرآن مجید ثابت ہے حدیث کے معانی میں اس واسطے

فصل نجاست خفیہ اور غلیظہ کے بیان میں

نجاست غلیظہ اسے کہتے ہیں جو آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہو کہ اور دوسری آیت یا حدیث اس کے خلاف نہ آئی ہو اور جو نجاست نجاست غلیظہ ماضیہ تی ہے اسکو نجس غلیظہ کہتے ہیں اور نجاست خفیہ جو ایسی چیز ہے کہ اسکو نجس خفیہ کہتے ہیں **ص** پاکین ہم پر نجس غلیظہ جیسے پیشاب و خون اور شراب و ریث مرغی کی اور پیشاب تلی اور گدھے اور چوہے کا اور لیلہ گو بر معاف ہے اور اس سے زیادہ ماضیہ نجاست سے کہ کپڑا اگر نجس خفیہ سے جیسے پیشاب گھوڑے کا اور جب کا گوشت حلال ہے اور بیٹ طائرون حرام سے نجس ہے جو جاکو معاف ہے اور اس سے زیادہ ماضیہ نجاست سے کہ کپڑے سے اس کو کپڑے کا چوتھائی مراد ہے جتنے میں نماز درست ہو جاوے اور بعضوں کے نزدیک چوتھائی اس کو کپڑے کا جس میں نجاست لگی ہو کہ جیسے دامن اور آستین اور سکی مراد ہے اور امام ابو یوسف نے اسکا اندازہ کیا ہے کہ طول میں بھی ایک ہشت ہو اور عرض میں بھی ایک ہشت ہو اور اگر نجس مٹی ہو پانی سا تو قدر درم او پتیلی کے گڑھے کا عرض ہے اور اگر کثیف ہے تو درم او قدر درم ایک شقال ہے **ف** جب کپڑے میں لیلہ یا کونیاہ درم سے لگ گیا تو نماز اور میں نزدیک امام صاحب کے جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ نجس غلیظہ ہے کیونکہ روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پانچانے کے حکم کیا تھا کہ لائین تھمر سو پائے سینے دو تھمر اور میلنیا یا سینے سو لے آ پین انکے پاس ایک لیلہ کو لے لیا آپ نے دو تھمر کو اوپر پھینک دیا آپ نے گو بر کو اوپر کیا کہ وہ نجس ہے روایت کیا اسکو بخاری اور احمد اور دارقطنی نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور بیہق نے اس سے استنجا کرنے سے **ص** اور خون مچھلی کا نجس نہیں اور خچر اور گدھے کا لعاب پاک ہے کہ نجس نہیں کرتا اور اگر پیشاب سوئی کی لڈکون کی طرح پڑ جائے دھونا اسکا واجب نہیں اور جو پانی کہ نجس پر پڑ جاوے وہ بھی نجس ہے یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہے اور نجس کی لاکھ نجس نہیں اور گدھا اگر لکھان میں گر پڑا اور لکھ لگا یا پاک ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لاکھ نجس کی بھی نجس ہے اور جس کپڑے کا ستر نجس ہے اور سیاہ یا انہو سپر نماز درست ہے اور اگر ایک جانب بچھوئے کا نجس ہو اور دوسرا جانب پاک ہو اور سپر نماز درست ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر کچھ بھاتا ہوا ہو کہ ایک طرف لٹانے سے دوسرا طرف نہ لٹے تو درست ہے اور اگر لٹ جائے تو درست نہیں اور ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں درست ہے اور اگر کپڑے نجس کو پاک کپڑے کے ساتھ پیٹے ہو اور اسکی تری پاک کپڑے میں آجائے تو اگر ایسی تری ہو کہ پڑنے سے پانی نہیں نکلتا

موندن قبلہ کے کہ اس نوح ہو وقت پہانے کے اور بعضوں نے رخصت ہی پر قبلہ کی طرف موند کر کے کی جبکہ قبلہ اور اسکے درمیان میں کوئی چیز محال ہو جیسا کہ روایت ہر مردان صغیر سے کہا انھوں نے دیکھا سینے این عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا انھوں نے اونیٹنی اپنی کو طرف قبلہ کے پھر بیٹھے اور پشاپ کو نہ لگے طرف اونٹنی کے پس کہا میں نے اونٹنی سے کیا نہیں منع کیا گیا اس کے کہا انھوں نے کہ ان منع ہر میدان میں لیکن جب ہو درمیان میں اور درمیان قبلہ کے کوئی چیز کہ جھپٹے نہ جھکو سو کچھ حرج نہیں اخراج کیا اسکو ابو داؤد نے اور بعضوں نے مطلق رخصت ہی پر لیکن موند کر کے میں طرف قبلہ کے سو دلیل ہے کہ میں حدیث مبارک رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم موند کر کے میں طرف قبلہ کے پشاپ میں ہو دیکھا سینے ان کو ایک سال بشر قبل وفات کے کہ نہ کر کے تھے طرف قبلہ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور کہا ترمذی سے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے کہ ما شیخ ابن القیم نے کہا ترمذی نے کہ پوچھا سینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا انھوں نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے ایمان بن صالح سے اور وہ مجهول ذین اور میں حجت کو قبول کی روایت سے اور جواب دے سکا یہ کہ کہا ابن منذر نے کہ ابان بن جہل ثقہ ہے مشہور ہے حدیث الہی اور وہ ابان بن صالح بیضا عمیر کا ابو محمد قرشی ہے روایت کیا اس سے ابن جہل بن ابی عمیر اور ابن ابی جعفر نے اور شہادت لایا ساتھ روایت اس کی کے بخاری اپنی مجمع میں مجاہد اور حسن بن علی اور حاکم اور توفیق کی اس کی بخاری میں ابن ابی جعفر اور ابو زرہ رازی نے اور سنائی نے اور الدبر محمد بن ابان کا روایت کیا اس سے ابو یوسف اور ابو داؤد و طحاوی اور حسین بن علی وغیرہم نے اور اس حدیث پر انھوں کو کیا محمد بن یحییٰ نے اور میں حجت بخاری جاوگی اور اس سے احکام میں تو پھر بھلا معارض کیونکر ہوگی احادیث صحاح کی اور حرج منسوخ ہو گئی ہے حدیث میں منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ مکان میں ہو کہ اون لوگوں کے مذہب پر جو مکان میں نجات دیتے ہیں یا یہ امر تنگی مکان سے تھا کہ ما شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کہ فَكَيْفَ تَقِيُّمٌ عَلَى النَّصُوهِ الْقِيَمَةِ الْقَصِيرَةِ نَحْوَهُ بِالْمَنَعِ یعنی پس کس طرح مقدم کی جاوگی یہ حدیث اور خصوصاً صحیح بخاری بلوغ کے پھر اگر کوئی کہے کہ تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے سو کہا کہتے ہیں روایت عراق میں عایشہ رضی اللہ عنہا نے بائیں حصے کے جواب دے سکا یہ کہ یہ حدیث صحیح نہیں یہ موقوف نزد پر عایشہ رضی اللہ عنہا نے یہ ترمذی نے کتاب العلل میں انھوں نے بخاری اور کہا بعض حافظوں حدیث کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور اسکے سبب کو بڑے عالم لو کہ نہ حدیث پہنچتے ہیں اور وہ یہ کہ اسناد میں اس کی جو خالد بن ابی الصلت کا ہے اونٹنی اس حدیث میں کو یا نہیں کیا اور نہ اس کی اسناد کو قائم رکھنا مخالفت کی اس کی اس حدیث میں ثقات صاحبہ کر کے نام اس کا جعفر بن یوسف ثقیفی ہے سور روایت کیا اس سے اسکو عاک سے اس سے عروہ اس سے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ انکار کرتی ہے سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراق سے اس سے عایشہ رضی اللہ عنہا منقطع ہے اور صحیح جعفر بن یوسف باوجود کہ اس کی مخالف جانباً تھا صحیح وارد ہوئی ہیں اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المرسل میں اثرم سے کہ ما سنائیے ابو عبد اللہ کہ نہ ذکر کیا بعضوں نے حدیث خالد کو عراق سے اس سے عایشہ رضی اللہ عنہا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا انھوں نے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور زبیر بن جہل اس کی شرح ابو داؤد میں ہے اس جگہ سبب خوف درازی کتاب اختصار کیا اور تفصیل کو راہ ندی اور پھر کرنے میں طرف قبلہ کے قبول لائے ہیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جانہ پھرتے دیکھا کہ وہ نہ تھا آپ کا طرف شام کے اور پھر طرف قبلہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد سنائی نے اور حنفیہ یہ کہ رخصت میں بھی حدیث صحیح وارد ہوئی ہیں فائدہ

ابن ماجہ

عبد الرحمن بن ابی حاتم

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھیں جو شخص کہ حدیث بیان کرے تیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اور اسکی نہین پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر بیٹھ کر روایت کیا اسکو ترمیزی اور نسائی نے اور روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ دیکھا مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پیشاب کرنا ہوں کھڑے ہو کر کیا آپ نے کہ پیشاب کر کھڑے ہو کر عمر و نہین پیشاب کیا پس نہ کھڑے ہو کر جب روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ نہین پیشاب کیا میں نے کھڑے ہو کر جب سے اسلام لایا میں نے روایت کیا اسکو ترمیزی نے اور کہا کہ یہ صحیح ہے عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا پہلی روایت کو اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ جہاں میں پیشاب کرنا کھڑے ہوئے اور بعضوں نے کہا ہو کہ یہ واسطے ادب کے ہے جو نہ واسطے حرمت کے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ پیشاب کرتے تھے وہ کھڑے ہو کر اور روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے کہی طریقیوں اور حق یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہے اور باقی جو حبان و لون و صنیون کے دست ہے واللہ اعلم

كتاب الصلوة

فصل نماز کے وقتوں کے بیان میں

ص وقت فجر کا عریض صبح سے آفتاب نکلنے تک ہر اور جو طویل صبح ہو اسکو صبح کا ذب کہتے ہیں اور وقت نماز صبح کا وقت نہیں جو تا ف یعنی صبح اسکو کہتے ہیں جو افق کی طرف چوڑا من میں سپیدی پیدا ہوتی ہو کہ یا بجائی ہی ترانہ کہ صبح وقتوں نماز میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہر اور روایت ہر مدیدہ رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقتوں کو سو فرمایا آپ نے اوش شخص سے کہ نماز پڑھ ہمارا ساتھ دو دن سو سو وقت وال ہوا آفتاب کا حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سواذان می افشے پھر حکم کیا اوشکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو اقامت کی اوشخوں نے پھر حکم کیا اوشکو سو اقامت کی عصر کی اور آفتاب و سوقت سپیدی اور صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اوشکو سو اقامت کی مغرب جبوقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اوشکو سو اقامت کی عشا کی جن وقت کہ غائب ہونی شفق پھر حکم کیا اوشکو سو اقامت کی فجر جبوقت کہ طلوع ہونی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اوشکو تو ٹھنڈے وقت پرمی نظر اور خوب ٹھنڈا کیا اوشکو اور نماز پرمی عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن اول روز تاخیر کی اور نماز پرمی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پرمی عشا کی جب تھانی رات گئی اور نماز پرمی فجر کی سوروشن کیا اوشکو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پرمی پھر کہا آپ نے کہ کہاں ہی نمازوں کے وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوش شخص نے یہ چون یا رسول اللہ کہا آپ نے کہ وقت نماز کا دیکھنا اس کے جو دیکھتا ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کیا مسلم نے ابی اوسی رضی اللہ عنہ ماندا اسکے ص اور ظہر کا وقت زوال سے جب تک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سوا سایہ زوال کے ف یعنی جتنا سایہ زوال کا ہو اتنے کو نکال کے ہر چیز کا سایہ زوال ہو جاوے ص اور ایک روایت میں امام صاحب ظہر کا وقت جب تک ہو کہ سایہ ہر چیز کا اوشکے برابر ہو جاوے سوا سایہ زوال اور یہی قول ہر صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا اور طریقہ یہاں نے زوال کا طائر ہند سے معلوم ہوتا ہو اور وہ شرح عربی میں لکھتا ہے بنظر فہر عوام اوشکو ترک کیا اور کہو کہ ہندوستان کے ملک میں دال کے پھانسنے کے بہت طریقے ہیں اور عصر کا وقت اور وقت

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اور وقت شفق غائب ہونے تک اور شفق کہتے ہیں سرخی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے
 اور امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہے اور عشا کا اوس وقت ہے اور وتر کا عشا کے بعد ہے صبح تک
 و نون کا وقت رہتا ہے اور ظہر تک آخر وقت میں بہت اختلاف ہے اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں تو اکثر امام اور فقہا
 اس طرف میں کہ وقت نماز کا چہرے کے سائے کے برابر ہو تک ہر سو سایہ زوال ہے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ ظہر کا وقت دو تہائی تک رہتا ہے اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ اخیر وقت مغرب کا پس
 آفتاب کا ڈوبنا ہو کہ اس وقت نماز کی وجہ سے مغرب بعد از احتیاط قضا کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبریل علیہ
 السلام کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبریل علیہ السلام ساتھ میں
 دو بار نزدیک نماز کے پہلے سو پڑھی نماز کی پہلی امامت میں جب ہوا سایہ مثل تیسے جوتی کے پھر نماز پڑھی صبح کی ہر وقت کہ ہوا سایہ
 ہر چہرہ کا مثل ہو سکے پھر نماز پڑھی مغرب کی ہر وقت کہ غروب آفتاب اور نظر کیا روزہ اگر پھر نماز پڑھی عشا کی ہر وقت کہ غروب آفتاب
 پھر نماز پڑھی رات کی ہر وقت کہ طلوع ہوئی پھر دوام ہو گا نماز روزہ اور پھر پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں ہر وقت کہ ہوا سایہ
 مثل ہو سکے ہر وقت کہ نماز کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی ہر وقت کہ ہوا سایہ ہر چہرہ کا دونا ہو گا پھر مغرب ہر وقت کہ رات کی
 اور عشا ہر وقت کہ رات کی ہر وقت کہ پھر نماز پڑھی صبح کی ہر وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر اتفاق کیا طرف میں جبریل علیہ السلام اور کہا کہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہر انداز علیہ السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کے ہر روایت کیا اور کہا دو دو طور پر مدنی
 اور کہا امامت کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان اپنی تصحیح میں اور کہا کہ اسے کہ صحیح الاسناد ہے لیکن ہند میں اسکی
 عبدالرحمن بن عمار کے کضعیف کیا اور سکھ احمد اور نسائی اور بخاری بن یسین اور ابو حاتم رازی نے اور توفیق کی اوکلی ابن سعد
 اور ابن حبان حماد علیہ السلام نے متابعت کی گئی اوکلی روایت کیا عبدالرزاق نے عمر بن عمر بن ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ سے انھوں نے
 اپنے پاس سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مانند اس کے اور ہند میں اسکی عمری ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن کہا شیخ تقی الدین بن
 دقیق الصمدی کہ یہ بھی متابعت ہے اور صحیح کیا اور سکھ ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ مانے اور مروی ہے حدیث امامت کی چند صحاح
 رضی اللہ عنہم سے ان میں سے جابر بن رضی اللہ عنہ میں اور روایت میں اوکلی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دوسری جب کہ گدھری آدمی رات اور
 یا تہائی رات اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کتب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کہ فرمایا اپنے وقت نماز کا جب کہ زوال ہوا قبا کا اور ہوا سایہ ہر چہرہ کا مانند طول اوکلی کے جب تک کہ نہ آئے وقت عصر کا اور وقت
 عصر کا جب تک کہ نہ زوال ہوا آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غروب ہو شفق اور وقت عشا کا آدمی رات تک اور
 وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب وایت کیا اور سکھ سلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت مغرب کا
 جب تک کہ غروب ہوا آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہوا اتفاق یعنی روشنی اوکلی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب
 ہوئی اور آخر وقت اوسکا آدمی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہوا آفتاب روایت کیا
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث میں امام شافعیؒ نے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک کہ غائب ہووے
 شفق اور عصر کا وقت جب کہ غروب تک ہے سو دلیل اوکلی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اذ عرض علیک بالعباسی ان ایت الکرسی

بَابُ ثَمَانٍ
فِي صَلَاتِ الْغَدَاةِ

فَقَالَ لَرَأِي تَحَبَّبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ نَبِيِّ خَيْرٍ قَوْلًا رَسَلَهُ إِلَيَّ يَمْنَى حَسْبُكَ كَرِيشَ كَيْفَ كُنْ خُصْرٌ عَلِيًّا عَلِيٌّ سَلَامٌ
گھوٹے سا خردن میں میری رغبت عہدہ سوکھا انھوں نے کہ دوست رکھا میں نے مال کو اپنے رب کے ذکر سے یہاں تک کہ چھپ گیا آفتاب
پر دھسین اور دوسری لیل اوسکی یہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پانی ایک کعت صبح سے قبل اسکے طلوع ہو
آفتاب سے تحقیق کہ پانی اوستے نماز صبح کی اور جس شخص نے پانی ایک کعت عصر سے قبل اسکے ڈوبے آفتاب سے تحقیق کہ پانی اوستے
نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری سلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور لیکن اس بات میں کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہو کوئی
حدیث صحیح ضعیف نہیں آئی لیکن مختلف ہوئیں احادیث صحیحہ و سنیہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور
ابو موسیٰ اشعری اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک
اور روایت ہے حضرت ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی آدھی رات تک
روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو تہائی رات تک اور روایت ہے
حضرت حائشہ رضی اللہ عنہا کہ تاخیر کی عشا کی یہاں تک گئی اکثر اوقات اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں کہا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے
کہ یہ حدیثیں مفید ہیں اس بات کو کہ ساری رات عشا کا ہی لیکن تین مرتبہ تہائی رات تک افضل ہے اور نصف تک اس کا کم
اور بعد اوس کے اوس کم بھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند نافع بن جبر تک کہا انھوں نے لکھا عمر رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ
اشعری کو نماز پڑھ عشا کی جب چکرات میں اور نہ غافل ہو اوس اور ایک روایت میں کہ رحمۃ اللہ علیہ کی بانی قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں سوئیں بغیر بلکہ تقریباٰ اس میں کہ نماز کی تاخیر کہ یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ وقت طلوع کا صبح تک پہلے اور راجح کیا امامون نے کہ جب سلام لاؤ گا فریاد پاک ہو و حاضر نہ یا باغ ہو و لاؤ گا اور کچھ رات
باقی ہونا عشا کی اور سہو واجب ہے اور راجح محبت قطعی ہے جیسا کہ اوپر پہنچا جلی کتاب میں بیان کیا اور حدیث امامت جبریل علیہ السلام کی وقت
مختار پر معمول ہے اور اسی اسطے کہا امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے کہ وہ تیرہویں ہے نہ تحریمی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ تاخیر کی اپنے مغرب کی شفقت کے ڈوبنے تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے عصر کی
آفتاب کی زردی تک کہ وہ بر تحریمی اور سب سے زیادہ کہ اہمیت عصر کی تاخیر میں ہے آفتاب کے زرد ہونے تک کیونکہ فرمایا آپ نے اسی نماز کو
ثَلَاثَ صَلَوَاتٍ الْمُسْلِمُ فِي أَيِّ نَازِمَاتٍ كِي يَرْوِي شَيْطَانُ كِي لَمْ يَكُنْ أَتَى اَوَّلَ صَلَاةٍ اَوْ كُنْ مَسْنُوبٌ كِي اَوْ صَدِثَ اَمَامَتِ مِيْنِ جَوَادِ كِي
نماز عصر کی اپنے تاخیر کی سٹکے کے دوئل ہونے تک سوئے سوئے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جب تک ہو کہ
نہ زرد ہو آفتاب اور دوسرے کہ دوئل تک آفتاب پر زردی نہیں آتی اور وہ جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ آخر وقت ظہر کا دوئل تک ہو
سو کسی حدیث میں نہیں مذکور نہیں اور اسی اسطے مخالفت کی اوکی صاحبین نے اور موافق چلے اکثر اماموں نے اور محبت پوری امام صاحب نے
حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کہ جب ہمارے ہمارے وہ خوب تر ہو کی ظہر کی اپنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
شدت ہو کر می کی سو ٹھنڈا کر نماز کو اوسے کہ شدت گرمی کی جہنم کے ماضی سے ہو روایت کیا اسکو صحیحہ عالمیوں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ نے کہ شدت گرمی کی اوسکے شہروں میں جب ہو کہ ہر چیز کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے سو یہ حدیث ناسخ ہو جاوے گی اور حدیث کی جو روایت کی
ابن عباس رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہاں تک کہ پھر نے لگا سایہ یوں کا

اور نووی نے اس کی شرح میں لکھا کہ سایہ ٹیلون کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بیت محل آیا تا پہلو چپ ثابت ہو گیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے آتی رہتا ہے اور حدیث ابوداس باب میں تاخیر حدیث امامت ہو گئی تو اوّل وقت عصر میں حدیث امامت ہوئی کہ نوکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا بَاتَتْ عَلَى النَّاسِ ۝ یعنی تحقیق کہ نماز ہو سلا تو حق وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیحدہ ہے اور اس محبت میں امام صاحب کی کلام پر اور حق الہی کہ وقت ظہر کا ایک شکل ہے تبارک و تعالیٰ اَعْلَمُ بِالْغُيُوبِ لیکن انہی بات پر کہ جو شخص شتاق احتیاط اور متعہد جہاد فقہاء و علما شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اس کو چاہیے کہ نماز ظہر کی ایک شکل سے پہلے پڑھ سکے یا اس کو نہ نزدیک نہ دور ہو اس کو چاہیے کہ نماز کے کھانے کے نزدیک نہ ہو اور اگر می میں تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور غرض نزدیک اکثر طحا کے اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ کے سرخی کا نام ہے اور ایک روایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق ظہر سفیدی کا ہے اور بعض شروح میں ہر کہ امام صاحب نے روح علیہ السلام جو لوگ کہتے ہیں کہ سرخی نام شفق کا ہے تو حق محبت یہ ہو کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ شفق سرخی ہے و جب غائب ہو جائے اور جب ہو گئی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیح غائب مالک کے حدیث عقیق بن یحویس سے انھوں نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مرفوعاً اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور طریق سے اور صحیح کیا یہی ہے وقت اسکا اور کہا صاحب نے وَمَا دَاوُدُ مَوْفُوفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اور روایت کیا اسکو حاکم نے دخل میں اور روایت کیا دارقطنی اور محمد بن خزیمہ صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ اور رفع کیا اسکو اور صحیح کیا اسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ لکھ صحیح ہو جاتا یہ روایتیں تو پھر بڑے بڑے ہو جاوے سب وایوں کہ لیکن متفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کا مافظ بن مخبر نے محمد بن یزید سے لیا اور کہا بھی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہے یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عباد اور شدا اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم احسن او کوئی حدیث ابھن سچ نہیں لیکن حق یہ ہو کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن محبت ہو مثل صحیح کے اور صاحب ہوائیہ و لیل امام صاحب نے یہ لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جبکہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اوپر دراد یہ ہو کہ شنی آسمان کے کناروں میں ظاہر ہووے اور اسکو صبح صادق کہتے ہیں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دو میں ایک فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اور میں نماز اور ایک فجر وہ ہے کہ حرام ہے اور میں نماز اور حلال ہے اور میں کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونوں نے اور ایک روایت میں حاکم کی ہے کہ حرام کرتی ہے کھانے کو یعنی ایک لہجہ ہماری افق کے کنارے آسمان میں جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کا ذب کہ بیان کیا آپ نے کہ مانند سرطان ص تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے اتنی کہ پچاس آیتیں پڑھیں اور پھر اگر فاسد ہووے وضو تو لوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کا سین بہت اجر ہے روایت کیا طحاوی ساتھ اسانید متعدد کہ اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت میں ہے یٰۤاَيُّهَا الْفَخْرُ لَیْسَ بِرُوحِ فُجْرِکُمْ اور ایک روایت میں ہے اَصْبَحُوا بِالضُّمِّ فَإِنَّهُ اَعْظَمُ لَکُمْ جُزْءًا کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن جابر نے اور روایت کیا طبرانی نے یٰۤاَيُّهَا الْفَخْرُ لَیْسَ بِرُوحِ قَدْ مَآیُجُوسُ الْقَوْمُ مَوَاقِعُ نَبْلِهِمْ یعنی روشن کر ایو بلال فجر کو اس قدر کہ دیکھیں لوگ تمام گرنے تیر اپنے گواہ

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ مصنف میں اور کہا کہ روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ اور ترمذی اور حسن بن علی اور ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم جمع ہیں اور بہت سے تابعین بعنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرف گئے ہیں اور روایت ایک عیش سے کہ تھے اصحاب عبداللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ مصنف میں اور طحاوی نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے توخیر فجر پر روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ مصنف میں اور طحاوی نے تو اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب بعنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو سکتا تو اس حدیث ثعلبی مبنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نازاندہیر میں پڑھنا منسوخ ہوگا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح ترین بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہے اور امام شافعی کے نزدیک اندھیر میں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھیں جو تین اور تین پہچانی جاتی تھیں تاریکی سے اور صبح ہی پہچانے ناخیر کرنا فجر کی مستحب ہے اور یہی مذہب ہر اکثر اصحاب اور تابعین بعنوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علماء نے جو اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ قرات کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف اس اصحاب و تابعین کے ہے اور خلاف ہے تاد کے واللہ اعلم خصوصاً گری میں تاخیر کرنا ظلم کی مستحب ہے اور جاکو میں جلدی کرنا صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھٹھ وقت پر نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جو شرجہ نم ہو **ف** اور صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **ص** اور مصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب بند نہ ہو مستحب ہے **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبدالواحد بن نافع سے کہا انھوں نے کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا سواذان ہی انھوں نے مصر کی اور ایک شیخ نے ملائمت کی اوسکو اور کہا خبر دی میرے پاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس زمانے کے اور سینے پوچھا نام اور شیخ کا سوا بیان کیا اور لوگوں نے کہ عید بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ضعیف کیا اوسکو عبدالواحد کے سب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری میں تاریخ کبیر میں اور کہا کہ شہادت کیا ہوگی عبدالواحد پہلوسچ رافع کی حدیث سہمی یہ روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر قربانی کو جاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر بکائے جانے لگتے اور کھاتے تھے ہم بکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا شیخ ابن الہمام کہ یہ ممکن ہے غروب تک اور جسے باہر بکائے والوں کو دیکھا ہوگا تو کچھ اوسکے نزدیک بعینہ **ص** اور تاخیر شام کی تہائی رات تک مستحب ہے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر تو اللہ تاخیر کرتا میں عشائی رات تک یا آدمی ات تک اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عشائے قبل سونا اور بعد عشائے کے باتین کرنا منع ہے کیونکہ روایت کیا چھ عالموں نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کہتے تھے سونا قبل عشائے اور باتین بعد عشائے اور بعضوں نے جائز رکھا ہے باتون کو بعد عشائے گرمیوں میں اور دلیل اونیکی یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی نے خصلۃ میں اور شافعی نے منافع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کچھ راست کسی ہرمین ملائمت اور اس کو صحیحین میں بھی ملتا ہے رضی اللہ عنہ کی حدیث جواز اسکا معلوم ہونا ہے اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے باتین کرنا بعد نماز عشائے کے مگر واسطے دو شخصوں کے صلی اور سافر اور ایک حدیث میں ہے کہ واسطے دو لوگوں کے اور بعضوں کے کہ گرمی میں جلدی ہو چکی جاوے اگر باعث کم نہوا اور آدمی تکلیف اور کسی حاجت

مگر وہیں کلمے جلدی جلدی کیے اور بعد ہی علی الفلاح کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے **ف** روایت کیا ابو داؤد و ترمذی نے ابی یسی سے انھوں نے سنا رضی اللہ عنہ حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہو کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کمر ہوا فرشتہ سوکھا مثل اذان کے مگر کہ بعد ہی علی الفلاح کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ زیادہ کیا اور ابولسلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا لیکن وہ بہتے نزدیک حجت ہوا ابن ابی شیبہ نے روایت کیا عہد المدینہ ید رضی اللہ عنہ کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث تک سوا اذان ہی آؤ وہ دو بار اور اقامت بھی دو بار اور ایسا ہی مروی ہے سنن ترمذی وغیرہ میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقامت ایک ایک بار ہی دلیل اسکے جو روایت کیا ہماری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو بار کہے اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی کہ تھی کہ اذان دو بار اور اقامت بھی ایسی توجہ تھی کہ بنی ہشیرہ کو اذان تو ایک ایک بار اور اقامت تین تین کرے اور بعد اذان کے پھر کجاڑا تاخرین کے نزدیک لکھا ہے اور اسکو توثیق کہتے ہیں **ف** اور یہ زمین پر کہ توثیق نماز فجر میں اچھی ہو اور باقی سب نمازوں میں مکروہ ہو اور لکھا ہے کہ یہ توثیق کمال لیا اسکو علی کو فونے بعد مدح صحابہ رضی اللہ عنہم اجماع کے بسبب لہذا احوال آدھوں کے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں تشریف لیکے اور سنا ایک نوزن کو کہ توثیق کی ہے تو کہ انھوں نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارا اس معنی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکا انکار مروی ہو اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھا نہ میں مرجع کیلئے واسطے اس پر کہ اذان سب نوزن کے اَلْاَمَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا الْاَمِیْنُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَبَرَکَاتُہٗ حَتّٰی عَلَی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی عَلَی الْفَلَاحِ الصَّلٰوۃُ بِرَحْمَتِ اللّٰہِ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستبعد کیا کیونکہ آدمی سب برابر میں حکم جاتے ہیں اور امام ابی یوسف اس واسطے ان لوگوں کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول تھے ہیں مسلمانوں کے امور میں نسبت اور لوگوں کے اور اسی حکم میں ہیں قاضی اور مفتی **ص** اذان اور اقامت میں بیٹھے مگر غرب میں اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اسکو فائزہ کہتے ہیں تو ایک فائزہ کیواسطے بھی اذان اور اقامت کہنے اور جب بہت سی فائزہ ہوں پہلی فائزہ کیواسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کیونکہ اذان ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سچ قصہ ہے کہ اس کے پھر اذان ہی بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز کے سونا پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور میں پھر بار پڑھی سچ کی سو کیا جیسا کہ تھے اور اخراج کیا اسکا مسئلہ نے اور روایت ہوئی داؤد وغیرہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اسکو بعد نکلنے لفتاب کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن ابی ہریرہ اور عمران بن حصین اور ذی محمد حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو مالک نے متوفی ابن سبیت سے مرسل اور ذکر کیا اوسمیں اذان کو اور مرسلات ابن سبیت کے بمنزل امر فوعات کے ہیں اور صحیح مسلم میں جو یہ کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ان سے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے صبح کی منافی اذان کی نہیں اور ابو یوسف نے روایت کیا اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول تھا اول کو کھانے فقہان کی نمازوں کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی بار نمازوں کے واسطے اور باقی کیواسطے اختیار ہی ہے ہر میں اذان اور اقامت کہے یا فقط اختصار اقامت پر کہے اور بے فو کو اذان کہنا درست ہے **ف** اس وجہ سے کہ اذان کر ہی نماز نہیں تاکہ اس کے واسطے طہارت شرط ہو **ص** اور کبیر کہہ اور اگر کہہ نہ تو عادی ہوگا اور اذان جنب کی مکروہ ہو اور ایسی ہی اقامت اسکی تو اگر جنب نے اذان کی پھر عادی کیا جاوے گا اور اگر اقامت

جیسا پہلی ہوا یہ حدیث ہم میں مذکور ہے کہ شیخ ابن الہمام نے روایت کیا ترمذی نے کتاب الرضاع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت پر آخر حدیث تک اور لفظ ستھو کا اوپر میں نہیں ہو کر ترمذی نے ہذا حدیث میں سن کر یہ حدیث حسن غریب ہوا روایت کیا ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالفہ نہیں چاہیے کہ دیکھا جاوے اور نہ ہوسکا اور نہ تھا اسکے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا عورت اور صحیح یہ کہ عورت نہیں ہو کہ ذاتی اللہ ایہ ص جو عضو کہ عورت میں داخل ہے اس کی چوٹھائی اگر کل جاوے نماز جائز نہیں ہوتی جیسے چوٹھائی پٹ یا پٹلی یا زان یا دبر یا ذکر یا فوط یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہے اور بال الگ ایک عضو ہے یعنی بال اوترے والے جو سر پر ہیں اور فوط الگ عضو ہیں اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہیں کھتا اور نجاست کا زائل کئے والا اسکے پاس موجود نہیں ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ لیکو اور پھر اس کا اعادہ کرے اور اگر اس نے ننگے نماز پڑھی اور چوٹھائی کپڑا اس کا پاک ہے درست نہیں ہوتی اور اگر چوٹھائی سے پاک ہے فصل جی کہ ننگے پڑھے اور جو شخص ننگا ہو سکے نماز اس کی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہے روایت ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے ننگا نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہے عطار اور علامہ قتادہ رضی اللہ عنہم اور روایت ہے انھوں نے کہ چاروں اہل الصلوٰۃ علیہ السلام سوا ہر گشتی میں ٹوٹ گئی لشتی سو نکالے دیئے ننگے تو نماز پڑھی انھوں نے بیٹھ کے کما سبط ابن جوزی روایت کیا اس کو حلال ہے اور نہیں پایا ترجمہ نے اس حدیث کو کسی کتاب میں حدیث کی ص اور اگر کھڑے ہو پڑھ لیکو درست ہے اور اگر قبلہ کی طرف موند کرنے میں کچھ خوف ہے جس طرف موند کرے گا نماز درست ہو جاوے گی اور اگر قبلہ اوسے معلوم نہیں اور کوئی ایسا نہیں جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لیکو تو اگر بعد نماز کے معلوم ہو کہ اس طرف قبلہ تھا نماز کو پھر پڑھو اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوس کو معلوم ہو گیا یا اس کی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے ف اس واسطے کہ مسجد کے لوگوں کو نماز میں خبر قبلہ پانے کی پونہی اور وہ عین نماز میں اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو اچھا جانا

ص اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلہ کی طرف موند کیا اور امام کا حال کوئی نہیں جانتا کہ اوس کا موند نہ ہو لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام ان کے پیچھے نہیں آوے گی نماز جائز ہوگی تو اگر کسی نے جانا کہ امام کا موند اس طرف ہے اور پھر اپنا موند اور طرف کیا یا اسے جانا کہ امام اس کے پیچھے ہے اور پھر وہیں کھڑا ہوا تو نماز اس کی جائز نہ ہوگی ف روایت

علم ابن سبیتہ کہ تھے ہم سفر میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں ہوئے نہ جانا کہ کس طرف قبلہ ہے تو ہر شخص نے ہم میں سے نماز پڑھی جدھر اس کی عقل میں آیا تو جب صبح ہوئی سوئے بیان کیا اوس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل ہوئی فَاَيُّكُمْ اَتَىٰ اَفْئَرًا وَّجْهًا لِلّٰهِ عَنِ جَدْمٍ مَّوَدَّكُمْ وَاَوْسَىٰ جَانِبَ كَوْمَنَدٍ الْمَكَاهِ اَوْ ضَعِيفَ كَيْدًا اَوْ سَكُو تَرْمِذِي اور بیت لوگوں نے اور روایت ہے جو بارضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر میں سوا برتھانایت تو سوچا اپنے قبلہ کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے ہم میں سے علیحدہ علیحدہ ہر شخص ہم میں سے خطا کر لیتا تھا اپنے آگے جب صبح ہوئی تو اپنے نماز پڑھی تھی غیر قبلہ کی طرف سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمھاری ضعیف کیا اس کو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ یکایک لوگ پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ موند کرین طرف قبلہ کے اور موند نہ تھا اون کا شام کی طرف تو موند پھر لیا انھوں نے طرف کعبہ شریف کی روایت کیا اس کو بخاری

پہلے اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض میں نہ رخص کا معین کرنا نیت میں شرط اور زبان سے گناہ اور نیت میں
افضل اور نوافل و سنت تراویح میں طلق نیت کافی ہو اور قنوتی کو نیت پائی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے اندر سات میں پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَسَبِّحْ تَبَّكَ فَكُلَّمًا
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہر وقت تَحِيَّاتُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحِيَّاتُ التَّكْبِيرِ وَتَحِيَّاتُ
التَّسْلِيمِ یعنی کلمہ نماز کی طہارت ہو اور تحریم اور سبکی تکبیر ہو یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوة میں سب حرام ہو گئے
اور اسی وجہ سے اس کو تحریم کہتے ہیں اور تحلیل اور تسلیم ہو یعنی جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاتی
روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے اور حسن کہا اس کو نووی نے **ص** اور اس کو تکبیر تحریم کہتے ہیں اور ماتھ اور ٹھانا اور
پیشانی پر دھڑکے گا جو بڑا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ فِي وَقْتٍ مَّا لَلَّهِ قَائِمِينَ یعنی کھڑے ہو
واسطے اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع خضوع سے **ص** تیسرے قرات یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ
فَاقْرَأْ مَا تِلْكَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے **ص** چوتھے رکوع یا چوبیس سجدہ ماتھ اور ناک سے
اور نقطہ ناک سے بھی امام غزالی علیہ السلام کے نزدیک جائز ہو لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور اسی پر
فتویٰ ہو **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ فِي الرَّكْعَةِ وَالسُّجُودِ الرَّكْعَةُ وَالسُّجُودُ **ص** چھٹے اخیر کا جو
یعنی بیٹھنا آخر نماز میں **ف** کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ جب سکھایا تھا اس کو آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑے ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ
تو بیٹھ اور روایت ارقطی میں ہے اِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضوں نے کہا ہر جگہ حدیث میں
داخل نہیں بلکہ کلام ابن سعد رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اِنْ تَقَوَّى الْحَقَّ طَلَعَ عَلَيْكَ الْمَاءُ مَدْرَجَةً
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ درج ہو یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کہا شیخ ابن المہامی نے اس کے جواب میں
وَالْحَقُّ اَنْ غَايَةَ الْاَدْرَاجِ هُنَا اَنْ تَصْدِرَ مَوْقُوفَةً وَلِلْمَوْقُوفِ فِي مِثْلِهِ حُكْمُ الرَّفْعِ يَنْبَغِي فِي هَذِهِ
غایت اور راجع یہ ہو کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اس کے مثل حکم رفع میں ہو واللہ اعلم بجمع اختلاف یہ قعود کے
انداز میں لیکن صحیح یہ ہو کہ خدا تشہد کے یعنی عہدہ و رسولہ تک اور ہی کو اختیار کیا ہو کافی میں اور فتح القدیر میں **ص**
ساتویں اپنے کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ میں پہلے فاتحہ کا پڑھنا اور پھر سورت طہ یا ناسر رعایت ترتیب
کی ہون کا ہون میں جو نماز میں مکرر آتے ہیں تو تکبیر تحریم اور قعدہ اخیرہ میں رعایت ترتیب کی فرض ہے چوتھے قعدہ اول یعنی جو بعد
دو کو تو تکبیر چار کو تیس نماز میں بیٹھتے ہیں یا چوبیس تشہد و نون قعدہ اول میں اور ذخیرے میں لکھا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہو اور اخیر کا
قعدہ واجب ہو اور ہائے میں لکھا ہے کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدہ میں سنت ہو اور دوسرے قعدہ میں واجب ہو لیکن صاحب قیام کا مذکور
یہی ہو کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہو **ف** اور
دلیلین دونوں ہب کی ہو پر گزیرن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل فعل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تَحِيَّاتُ الصَّلَاةِ

اور ابو زید ابو محمد نے اور جب ثابت ہو فعل صی۔ ضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرات سکتی تھیں کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر نماز کے فعل سے اور محسن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث میں ہے اور یہ میں اور دعائی ذکر کیا اور کوشش بن المہم رحمہ اللہ علیہ نے اور کہا وہو اصح من النکلی لانه متفق علیہ و صح ذلک کہ یقولون سنہتم علینا احد من الاثنین الا انہما بعد یعنی صحیح ہر کل دو تینوں سے سولہ کے اتفاق کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور باوجود اسے نہیں کہا کہ اسے ساتھ سنیت خاص سبحانک اللہم کے تو ارادہ دعا اسکے بدلے ہے کچھ حرج نہیں اور باریہ ہر مفسر اور وہ جو روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معمولی اور پروا فل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہائیہ اور یوید ہر اسکی وہ جو مروی ہے صحیح الی عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے غافل کو کہتے تھے اللہ اکبر و جہت و جہی آخر تک بخلاف سبحانک اللہم کے کہ وہ ثابت ہر فرائض میں **ص** اور بعد بتا تو یزید یعنی یعوف یا اللہ من الشیطان الرجیم کے **ف** کیونکہ فرمایا رسول جبار و عم نوالہ فی و اذا قرأت القرآن فاستعین باللہ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرت اللہ مراد یہ ہے کہ شیطان نہ پناہ لے کہ وہ مارج نہو قرات قرآن میں **ص** اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور سبوق پڑھے تو تعوذ یا بقرات کا ہر نہ تابع شاکا سمجھ کر کہ پڑھے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نہ پڑھے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اسکے یشہم اللہ الخیر الخیر کہے اور فاتحہ اور سورت کے چرچ میں نہ پڑھے اور نہ تا اور تعوذ اور تسمیہ آپ کہے اور امام شافعی کے نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح وارہم میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلفا راشدین قرات کو اچھا لکھتے رب العالمین سے شروع کرتے تھے **ف** تو اس سے معلوم ہوا کہ تا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہونگے اور صاحب ہائیہ لکھا ہے سب قول ابن سعد کے جلد میں کہ آہستہ کہے تو کو کام اور ذکر کیا اور میں تعوذ اور تسمیہ اور امین کو روایت کیا کہ ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ابی وائل سے انھوں نے عبد اللہ کہ وہ تھے آہستہ یشہم اللہ الخیر الخیر کہے اور صحیح ابن خریزہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہے نسیم مجبر سے کہ نماز پڑھی سینے سے چھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سچو انھوں نے یشہم اللہ الخیر الخیر الخیر پھر پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پونچھے وکالتا لکین پھر کو امین پھر سلام پھر کہے کہ قسم پر اس قرات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے تحقیق کہ میری نماز مشابہ تری ہے ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابن خریزہ نے نہیں شک ہی واسکی تحسین اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم ہے کہ وہ نہیں کہوں کہ جائز ہی ستائیم کا باوجود آہستہ پڑھنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے اعتبار میں تہابک سنانی دیتا ہے جو صاحب ہائیہ نے مقتدی کو اور صحیح ابن عبد البر عباس رضی اللہ عنہ کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا کا حکم نے صحیح ابن خریزہ علیہ السلام کے اور صحیح کیا و سکودا قطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہی اسناد او سکا قوی اور ضعیف کیا او سکوا کہ تین نے اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہی کوئی حدیث صحیح جہر میں مگر او سکی اسناد میں مشکوہ ہی اور اسی سبب صاحب ہائیہ انیدار بعد اور عام احمد املیث جہر کہہ کو اخر اچ نہیں کیا باوجود اشتغال انکے کے علویہ ضعیف ہے کہ امام العلما میں الحدیث میں شیخ تفسیر ابن ابی نعیم نے اور روایت کی ہے ہر قطنی سے کہ میں صحیح ہے ہر قطنی صحیح جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہی ہر قطنی سے

یعنی بطور آسان ہو قرآن میں سے اور بغیر واحد ہو اور خبر واحد سے زیادہ کی کلام اصغر پر نہیں جائز ہو اگر واجب العمل ہو تو کہا جائے
 ساتھ دو جو فاتحہ اور سورۃ کے اور دلیل امام شافعی کی ہے جو روایت کیا ہماری سلم نے کہ **مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي صَلَاتِهِ لَمْ يَكُنْ يَتْلُوهُ إِلَّا بِحَدِّ النَّبِيِّ**
 یعنی نہیں ہر نماز کو پڑھنا تھا لکن آپ کے اور تقدیر اس کی یہ کہ جو نہیں ہر کمال نماز کا مگر فاتحہ لکن آپ جیسے دوسری حدیث
 میں فرمایا **لَا يَأْتِيَانِ لِحَدِّ النَّبِيِّ إِلَّا آيَةُ لَهُ وَلَا دُخَانٌ لِحَدِّ النَّبِيِّ إِلَّا عَهْدٌ لَهُ** یعنی نہیں ہر ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث
 او نہیں ہیں ہر اس کا جس کا حد سالم نہیں تو مراد اس سے نفی ایمان نہیں بلکہ یہ نہیں ہر ایک کمال ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث
 خلل کی ہیں **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** اور بعد تسمیہ کے فاتحہ اور سورۃ پڑھو اور بعد **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** آیت کے آئیں کہے اور مقتدی
 بھی جہری نماز میں کہتے ہیں کہ **ف** اور دلیل اس کی وہ ہے جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ
 اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے سند رک میں شیعہ انھوں نے سلم بن کہیل سے انھوں نے حمزہ بن عسکری سے انھوں نے طلحہ بن ابراہیم سے انھوں نے
 اپنے باپ سے کہنا ہے انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ پسینچا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المستغفون
عَلَيْكُمْ وَلَا الضَّلَالَةَ یعنی آئیں آہستہ اور روایت کیا او سکواہو وہو اور ترمذی وغیرہ سفیان انھوں نے سلم بن کہیل سے
 انھوں نے حمزہ بن عسکری سے انھوں نے وائل بن حجر سے اور اس میں ہر کہ بلند کیا انھوں نے آواز اپنی کو ساتھ آئیں کہ تو مخالفت کی اس میں سفیان
 کی طرح پر آواز یہ کہ پہلی روایت میں حمزہ بن عسکری اور اس میں حمزہ بن عسکری اور اس میں علقمہ بن زید اور کہا ترمذی سلم بن کہیل سے
 سینے ہمارے کہ کیا علقمہ نے سنا ہے اپنے باپ سے تو کہا ہمارے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور یہ انقطاع مسلم
 کیونکہ روایت کیا سلم نے طلحہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمام اور ترجیح دی دارقطنی نے روایت سفیان کو اور یحییٰ
 وغیرہ نے بھی اس حدیث کو شیعہ بعضوں نے رفع روایت کیا ہے اور اسی وجہ سے صاحب ہدایہ اس حدیث کو عدول کے بارے میں مسعود
 رضی اللہ عنہ قول کی طرف رجوع کیا اور یحییٰ رفع کی ہے جو ابن ماجہ میں ہر کہ تھے علیہ السلام جب آئیں کہتے تھے گونج جاتی تھی سجدہ
 میں کہتا ہوں کہ معارض ہر اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ اس آیت سے **حَدَّثَنَا وَكَانَ يَتْلُوهُ فَمَا سَمِعْنَا**
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ جُرَيْجِ بْنِ عَنَابَةَ عَنْ أَبِي جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
وَلَا الضَّلَالَةَ فقال **أَوَيْتَ وَخَفَضَ يَهْأَسُونَ** یعنی کہی آئیں اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہے حسین
 رفع صوت آئیں گور ہر تو دو حدیث میں مخالف ہوئیں اس ایک حدیث کی تو صحیح ہی ہوگا کہ آہستہ آہستہ کہے **ص** بعد اس کے
 تکبیر کہے اور کہے **بِجَلِّ** اور دونوں ہاتھ رکع میں دونوں انور ہر کہے اور اونگھیں کو کشادہ کہے **ف** کیونکہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ان کے سچ حدیث لوہل کے اور آخر اس کا یہ ہر کہ اسی طریقے سے جب تو رکوع کو کہے سو کہے انھوں
 اپنے کو اوپر دونوں انور اپنے کے اور کشادہ کہے اونگھیں کو اور اونگھیں کہے دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اس کو
 طبرانی نے معجم مطہرین اور طہریت میں کی منسوخ ہے اور وہ یہ ہر کہ دونوں ہاتھوں کو طاک کے دونوں انور میں کہے ہر دلیل اس کے
 جو مروی ہے صحیحین میں صاحب ابن عبد بن ابی وقاص کے کہ نماز پڑھی سینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی سینے کو کہا میرے باپ نے
 کہ نکلا سو پہلو ہر کہے تھے ایسا بھرنے کہے گئے اور رکع ہر کہے کہیں دونوں ہاتھوں کو اوپر دونوں کہے **ص** اور وہ کہے کہ
 اوپر کو بھی شیعہ کے برابر کہے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ یا بعد بن عبد کہہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

نماز پڑھتے تھے سو جب کعبہ کو نہ گئے تھے برابر کہتے تھے میٹھ کو یہاں تک کہ گھر ڈھلا جاتا اور سپرانی البتہ ٹھہر جاتا اور روایت کیا
 ابو العباس محمد بن یحییٰ سراج نے اپنے مسند میں بیان کیا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کو نہ گئے تھے پسیا پھیٹھ اپنی کوا اور
 جب بڑے گھر کو نہ گئے تھے تو غلیوں کا ٹھکانہ قیل کے اور روایت کیا بلال بن ابی رباح اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما شریف ہیں
 کے اور یہ بھی میٹھ کے برابر کہے بلال اس کے جو روایت کیا ترمذی حدیث ابی حنیفہ کے کہ نہ جھکاؤ سر اپنے کوا اور ناٹھاؤے او کو
 ایسا ہی روایت کیا او کو اب جہان اور اخراج کیا حکم حدیث طویل میں عاید ہے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کو نہ گئے تھے
 تھا وہ جھکا تھے **ص** اور تین مرتبہ یا زیادہ سبحان ربی العظیم کہے اور اس کے کہ کہ **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب کعبہ کو نہ گئے تھے تین بار سبحان ربی العظیم
 اور یا وئی در جاؤ سکا ہوا و جب کہ کہے سبحان ربی العظیم تین بار اور یا وئی در جاؤ سکا ہوا و یہ حدیث منقطع ہو گئی
 عون نہیں پایا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ **ص** بعد اس کے بیعت اللہ لم یکن یحیٰ کہ کہتا ہوا سر کو اٹھاؤ اور مقتدی فقط
 رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ اَو جاکھلا ہو دو نوں کی **ف** اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام بیہق رحمہ اللہ کہ **ف** فقط کہے اور
 رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ اَو صاحب کی نزدیک مفسر کہے اور یہ ناکھلا ہو کہ کہے کیونکہ روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تھے حضرت
 جب کعبہ پہنچے تھے طرف نماز کے تکبیر کہتے تھے یہاں تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے سمعہ اسلمن حمدہ جسوق ساوٹھا تے تھے
 رکوع سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ اَو آخر حدیث نکل اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہائے یونان بیان
 کی ہو کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ امام بیہق رحمہ اللہ کہے کہ **ف** کہو رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ اَو یہ خطاب اسطے مقتدی چون کہ ہوا
 رہا اور منہ برب پر مقتدی بھی دونوں کہے اور یہی قول ہوا امام شافعی صاحب **ص** تو جب سیدھا کھڑا ہو تو تکبیر کے
 اٹھتے ہیں **ج** اور تکبیر تو اسطے کہ کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہنے کے وقت جھکے اور اٹھنے کے اور لیکن
 سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہیں ہوا اور اسطرح دونوں جہ کے بیچ میں جلسہ کرنا اور ٹھہرنا رکوع و سجود میں اور یہ قول طرفین کا ہی اور
 ابو یوسف کا مذہب یہ کہ ہے نیزین فرض میں اور وہ ہی جو قول امام شافعی کا اور دلیل افطی یہ ہو کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 واسطے اعلیٰ کے جب اس نے جلدی کی تھی غزیرین کہ چونکہ تہتقی کہ تھے نہیں ہر ہی نماز تو معلوم ہوا کہ تہری الکان فرض ہی اور نہیں
 کی دلیل یہ کہ کعبہ کو نہ گئے تھے مطلق جھکے گا اور بعد پشت خم ہونے کا نام ہی تو فرضیت ساتھ اپنی وجہ کے بھی امام ابو جہاوی اور تلح
 ایک کن سے دو سر کر کے کو جاتے ہیں اگر جلدی ہوگی کیونکہ مقصود نہیں اور یہی ہکا اور روایت میں آنحضرت نے اوس اعرابی سے
 ارشاد فرمایا کہ تو نے کہا کہ اس سے جو بیان کیا ہے تو نے کہا کہ اپنی نماز سے روایت کیا اس یاد کو ابو داؤد اور ترمذی اور
 نسائی نے ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں باقی سے کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ کھڑا ہو تو تمام ہوا نماز ہی
 اور اگر تو نے کہیں سے کہا کہ یا تو نے اپنی نماز سے روایت کیا یہ حدیث حسن و یوئید ہوا اسکی وہ روایت کیا اصحاب بنی رابعہ اور اوطقی
 ابو یوسف نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہوتی ہی وہ نماز کہ نہ قائم ہوا میں بیٹھ صلی کی رکوع اور سجود میں
 اور ایسے نماز کو آپ نے دوسری حدیث میں چار ارشاد فرمایا تو حق المقدور لازم ہو کہ اس امر سے احتراز کر کے محدث و محدثین کے
 اور یہ علمینان ٹھہر ٹھہر کے نماز شروع اور شروع سے ہے **ص** پہلے دونوں ہوز میں کے پھر دونوں کے ساتھ برابر دونوں کا

بعد اسکے مؤرخ کو وکف کے بیچ میں کیا کہ روایت ہر سند بواسطیٰ میں ابی اسحق سے کہا کہ وصفت کیا ہوا ہے بہار
 براہین مازب فیجہ کو پس جب کہ کیا اور متوا کیا اور دونوں کہنے کے اور اوشا یا سر بن کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اور وہ جو حدیث صاحب پرہانیہ وائل سے نقل کی ہو یا فی نہیں گئی ہو کہ کا شیخ ابن امام نے کوئی نہ میں حدیث سے نقل
 عن ربیع یعنی ہونا اسکا حدیث وائل سے غریب ہوا و صحیح مسلم میں یہ حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ کیا
 رکھا ہوتا پناہ دونوں کہنے کے بیچ میں اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے نہونگے تو اب حاضر ہو گا اور اسکے صحیح بخاری میں
 حدیث ابی حمید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے دونوں کہنے برابر کا نہونگے اور اس تمام میں روایت مسلم کی مقدم ہو بخاری
 اس وجہ سے کہ سند بخاری میں قلیح بن یحییٰ بیان اگر جبراج بھی کہ وہ غلط ہو لیکن کام کیا گیا ہو میں ضعیف کیا اور کونسانی اور ابن
 اور ابوجاتم اور ابو داؤد و صحیح ابی یوسف اور سیاحی اور روایت کیا اسحق بن ابی یوسف مسند میں آخبرنا الشوری عن عاصم
 بن کلیب عن ائیل بن جحیر اس اسناد کہ کچھ اسینہ رطل اصل علیہ وسلم کہے دونوں ہاتھ مقابل
 کانوں کے بعد یہ صحیح بخاری و حدیث کیا عبدالرزاق نے مصنف میں آخبرنا الشوری عن عاصم اسناد اور لفظ اسکا ہے
 وکانت یدک اذ ذلک و اذ ذلک ہاتھ کے مقابل کانوں کے اور روایت کیا ابی حمید بن عیاض عنہون نے صحیح
 انہون ابی اسحق سے کہا کہ چھاپنے براہین مازب کہ کہا کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی چھد میں جب نماز پڑھتے
 کہا کہ زبان دونوں کے کھوکھلا اٹھا کر اور جب کہے ٹک اور پیشانی دونوں پر کہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور کونسانی نے اور عبد
 ابی یحییٰ کی ہوا نہونی کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہہ کرتے تھے جاتے تھے ٹک اور پیشانی اپنی ہوا لگ کہتے تھے دونوں
 ہاتھوں کو دونوں پہلو سے کہتے تھے کہ کو برابر کا نہونگے اور روایت بواسطیٰ میں ابی اسحق کہ جب کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سو جایا لگ کہ اور پیشانی کو زمین پر لگا لگا کہ ہر وقت کہ کیا امام صاحب کے نزدیک باہر ہوا صاحب کے نزدیک نہیں باہر ہو کر گذرے
 اور یہی روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ کہ حدیث کیا صاحب سے معلق بن عباس بنی امیہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹک لگایا
 کہ جب کہ کون سات اعضا پر ہمارے دونوں ہاتھ اور کھوکھلا نہونگے اور روایت کیا ماہد اسکے بنارے اور روایت کی گئی
 سعد بن عباس ابی داؤد و صحیح ابی یوسف سے یہ حدیث ٹک لگنا دونوں ہاتھوں اور زانوں کا سنت ہر نزدیک ہوا اور لیکن
 قزو کا سو کہا ہو قدوری میں کہہ فرض ہے کہ میں کذا فی المداہیہ ص اور لو گلیان ملی ہوئی کے اور دونوں بازو کو پکے
 مبارک کے اور پیشانی کے اور لو گلیان دونوں پیر کی قبل کی ہوت کرے اور میں بار سبحان ربی لا اظلم لکے بازو اور اگر
 بگڑی کے بیچ پر باغسل کہے پر یا اس خبر پر چکا محمد پر جب کہ کیا اگر پیشانی قرار پکڑنی ہو تو باہر ہو نہ درست نہیں کیا کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کہتے اور صحیح مسلم سے کہ روایت کیا ابو یوسف نے حدیث ابن عباس سے حدیث میں صحیح ذکر جزا براہیم بن یحییٰ
 رحمہ اللہ علیہ کے حدیثنا ابو یوسف عن الحسن بن محمد بن ابی یوسف حدیثنا ابو الحسن عبد اللہ بن مؤمن سے
 لحاظ الشوری البند لوی ثنا لا یحی حدیثنا الحسن بن علی بن ابی شعیبہ ثنا محمد بن یحییٰ
 المصری ثنا بقیہ بن الولید ثنا ابن ابی یوسف اذ ہم عن ابن عباس اذ ہم عن منصور بن الحنفی عن حذیفہ
 بن یمان عن ابن عباس ان الشوری صلی اللہ علیہ وسلم کان یسجد علی کون عاتقہ یعنی سر علی صلی اللہ

ابن میں نے اور اخرج کیا اس سے مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کہا بعض لوگوں نے کہ نہیں سنا عبدالرحمن نے علقمہ سے باطل ہوا اور کہا
 اوکو ابن جابر نے کتابا ثقات میں اور کہہ کہ انتقال کیا اس سے سننا جو محسن اور سن اوکاسن ہی راہیم غمی کا تو کہ چیز نافع ہی سماع
 اس کے سے اور حال انکا اتفاق ہی سماع راہیم غمی پر علقمہ سے اور تصریح کی خطیب نے کہ البتہ نفق و المفق و المفق میں ہیج بیان ترجمہ بلکہ سن
 کہ اس نے سناہ علقمہ سے اور وضو نہ جو کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی لیکن یاوت تھو کہ یعقوب کی منکر ہی نقل کیا گیا ہی و دارقطنی اور
 محمد بن نصر و نسی اور ابن القطان کہ یہ ایک گمان ہی کہ گمان کیا انھوں نے اور اس واسطے نسبت کی اسکی بہت لوگوں نے طرف ہم
 سفیان ثوری کے مانند ہمارے کتاب فیع الیدین میں اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطابی کہا جاتا ہی کہ وہ ہم کہا اسین
 سفیان ثوری نے اور معلوم یہ ہوا کہ جب ولایت کی انھوں نے چند روایتیں بغیر زیادہ سے گمان کیا اسکو خطا اور حال انکہ زیادہ فی ثقتنا
 کی مقبول ہی اور خصوصاً جب کہ وہ سہرنا بت بھی کی جاوے کہ ثابت کی اوکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہے اسکو روایت
 نسائی سے اور اخرج کیا دارقطنی اور ابن سعد ہی محمد بن جابر سے انھوں نے سادہ بن ابی سلیمان سے انھوں نے راہیم سے انھوں نے
 علقمہ سے انھوں نے عبدالمہدی کے کہ نماز میں بیٹھنے سے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر و عمر کے سونا اوٹھایا انھوں نے
 بائیں کو گر و وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بائیں کہ صواب راہیم کامرسل کرنا ہی اس حدیث کو
 اوپر ابن مسعود اور یہ رفع بسبب نہ محمد بن جابر کی تو ثقیں کی اوکی ابن سعد ہی اور روایت کیا اس سے اکابر محدثین فضائل ابو نعیم
 ابن جوف اور ہشام بن جسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور مؤید یہ صحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہ اور از
 سوکما اور اجماع نے کیا حال ہی تھا کہ نہیں ہاتھ اوٹھائے ہوئم وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہ نے
 ثنا حماد عن ابن ابراہیم عن علقمہ و الا نسود عن عبد اللہ بن مسعود عن حماد بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
 لا یرفع ید یه الا عند افتتاح الصلوٰۃ تھو کہ یعقوب یشتی ثبات یعنی نہیں اوٹھاتے تھے آخرت صلی اللہ
 وسلم ہاتھ گر و وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہیں اعاہ کرتے تھے اسکا تو کہا اور اجماع نے کہ میں حدیث بیان کرتا ہوں تم سے نہ ہی کہ
 انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے رفع یدین میں اور تم کہتے ہو کہ حدیثی صحاح عن ابن ابراہیم سوکما ابو حنیفہ کے کہ
 حماد افقہ ہی ہر ہی اور راہیم افقہ ہی سالم سے اور علقمہ نہیں ہی کہ رفع یدین ابن عمر سے اور راہیم ابی عمر کے صحبت ہی و اوکو و
 صحبت کا ہی اور اسود کی واسطے نہایت فضائل ہی اور عبد اللہ بن مسعود راہیم عبد اللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہ سے اسنقدہ و
 کے جیسا کہ ترجیح دی ہوا اجماعی ساتھ علوا سنا دے اور وہی نہ ہر سب ہی منظور نزدیک ہمار اور روایت کیا امام ابو نعیم نے پھر ہی نے قد
 حسن بن عیاش سے بسند صحیح اسود کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے ہیچ اول کبیر کے پھر نما عاہ کیا
 کہا اور دیکھا میں نے ابراہیم اور شعبہ کو کہ کرتے تھے ایسا ہی ابو جابر کیا ابو کامر ساتھ روایت ملاؤس بن کبیر کا ابن عمر سے
 انھوں نے عرض کی تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے ہی رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کیا امام طحاوی ابی یزید شمس
 انھوں نے عامر بن کبیر سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت علیؑ نے اوٹھائے ہاتھ ہیچ اول کبیر کے پھر عاہ کیا اور وہ جو روایت کیا
 ترمذی نے حضرت علیؑ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر نہ ہون اور کرتے تھے شمس کے
 جب کہ لو کہ چلتے تھے قرائت کو اور رکوع کرتے تھے اہم کرتے تھے ایسا ہی جابر افقہ تھے رکوع سے اور نہیں اوٹھاتے تھے ہاتھ ہی

نہایت جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدوں کو اوٹھاتے تھے ہی طرح پراور بھی کیا اور سکوڑتی تھی تو یہ حدیث
 منسوخ ہوئی۔ البتہ اس کے نسخ برفع یدین پر وقت سجود کے اور جانا پناہیجہ کہ آٹا صحابہ اور تابعین کے کشیدہ بنڈ اور کلام امین
 واسع پر طاق ملے ہوئی اور ثابت کیا اور سکوڑنے میں امام بوجہ حسن اور روایت کیا ابو حنیفہ نے نماز سے انھوں نے ہر اہم سے کہا کہ
 نہ کر کیے گئے نہ ایک ایک وائل نہ بجز کہ دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجود
 سے اٹھتا تھا۔ غرض یہ کہ نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اس صلوة کے اور کیا زیادہ جاننے والا ہی عبد اللہ
 بن مسعود عبد اللہ بن عمر کہہ دیتے اور یہ بیان کیا انھوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث بیان کی مجھے شہار گوگوان نے عبد اللہ
 بن مسعود سے کہہ سنی ہے ہاتھ فقط وقت اہتداس کے اوپر کیا اور بیان کیا اور سکوڑنے صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم سے ساتھ شریع اسلام
 بھونڈتے والا ہوا حال سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو مسکن کرنا ساتھ قول اوس کے کہ اولیٰ ہر وقت نماز کے واللہ اعلم اور حدیث
 اس باب میں امام شافعی کی جانب بھی بہت ہیں اور یہ بھی جانا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہیں ہے بلکہ ثبوت اور دلائل کا
 حلال اگر رفع یدین بہت سی حدیثیں موضوع ہیں اور ضعیف ہیں جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہیں رفع یدین الکرہ بالانفاق
 موضوع ہے اور طعن کیا سبب ہے کہ اکثر محدثین نے حاکم پراور بعضوں نے اس باب میں اہل حدیث کو کیا ہے جیسا کہ بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ ان
 سے ایک صاحب غفر السعد نے کہا کہ ہمارا شمار اس باب میں مروی ہیں حال انکہ سو بھی کسی محدث نے بیان نہیں کیے بلکہ بخاری نے جو اس
 کتاب رفع یدین میں بتائی ہے تو ہمیں تھا اسکے ربع بھی آثار مذکور نہیں جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہو گا اور بعض جملہ نے اس باب میں قہار
 اعتبار سے اسباب السعدہ کا کیا ہے اگر کوئی اوٹھ لاکھ بار بھی سمجھا تو یقین ہو کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آوین اور تصحبہ عماد
 سے دو زینہ یا تفصیل کی اس کتاب میں نہ صرف منہ میں نقل کیا بلکہ اشارہ کافی ہے **و** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے
 بائیں پر کہ بچا کے اوپر بیٹھا اور دہنہ کو کھڑا کرے اور اوٹھ کیوں کو پیر کی قبل کی طرف کرے **ف** صحیح مسلم میں حدیث
 سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ ٹکیر کے آخر میں ٹکیر کیا کہ کہا بھاتے تھے یا ان پر اور
 کھڑا کرتے تھے دہنہ پر کو اور سنسنائی میں مروی ہے کہ اس نے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہی نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے دہنہ قہار کو
 اور کرے اوٹھ کیوں کو طرف قبلہ کے اور بیٹھے بائیں پر **ص** اور دونوں ہاتھوں کو دونوں اوتار کے اوپر رکھے اور اوٹھ کیوں کو
 کی طرف کشادہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک نصر اور نصر کو باندھے اور بیچ کی اوٹھ کی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ
 کھڑا کرے اوٹھ کی سے وقت شہادتین کے چنانچہ پہلے صلاؤں سے بھی ایسا ہی منقول ہے **ف** ایسا ہی مروی ہے حدیث وائل میں
 کہنا شیخ ابن الہمام تزیب ہی اور ترمذی میں ہے حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا میں نے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب بیٹھے
 واسطے تشریف لے گیا یا بائیں پر کو اور رکھا بائیں ہاتھ کو اوپر بائیں پران کے اور کھڑا کیا دہنہ پر کو اور صحیح مسلم میں ہے تھے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم جب بیٹھے تھے نماز میں کہتے تھے دہنہ کو اوپر دہنہ راہ کے اور نہ کر لیتے تھے سب اوٹھ کیوں کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
 اور اس عجیب کے جو نزدیک ہی امام کے اور رکھتے تھے بائیں کف کو اوپر بائیں ران کے کہنا شیخ ابن الہمام نے ولا شاک ان وضع الکف
 مع قبض الاصابع لا یظہر حقیقۃ یعنی نہیں شک ہے کہ رکنا کف کا باوجود نہ کر کے اوٹھ کیوں کے نہیں ظاہر ہوتی ہے
 حقیقت اوسکی یا مادی ہے کہ رکنا کف کا پھر نہ کرنا اوٹھ کیوں کا وقت شاک کے اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کیفیت اشارہ میں

اور اس مقام پر جو کیدانی میں ہے کہ اوٹھا نامحرمت میں ہے محض غلط ہے اور پھر طرہ اوپر ہے کہ گاہل التحذیر بھی لکھنا ہو
 سہانہ صفت ایسے لوگ محدثین کی اس قدر بے ادبی کرینگے تو ان کے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود
 صاحب فتح القدیر لکھا ہے وَهُوَ خِلَافُ الدَّلَالَةِ وَالْوَايَةِ اور یہ خلاف درایت اور روایت کے ہے **ص** اور تشہد
 پڑھے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہ ہے الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
 النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ حدیث میں اس سے زیادہ نہ چوں **ف** مصنفین ابی شیبہ میں مروی
 حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ دَلِيلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحِجْرِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ يَدَيَّ فَقَالَ
 أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ يَدَيَّ فَقَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيَّ فَتَعَلَّمَنِي التَّشَهُدَ الْحَيَّاتُ
 لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الْخَرُوفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُثْمَرَ وَآلِي بَكْرِ عَنِ ابْنِ قَاسِمٍ عَنْ كِبْرٍ اَهْلِي فِي مَتْنِهِ
 سَوَّكَمَا كِبْرُ عَبْدِ اللَّهِ مَتْنُهُ مِثْرُ سَوَّكَمَا كِبْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتْنُهُ مِثْرُ سَوَّكَمَا كِبْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتْنُهُ
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ شعبی سے کہ انھوں نے جو زیادہ کرے اور تشہد کے بیچ دو پہلی کہتوں کے تو اوپر دو سجدہ سو کہ ہیں و فی
 الباب عن عائشة اور اس باب میں مروی ہے عائشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے
 دو کہتوں میں تو گو باتوں جلتے ہوئے پر میں یہاں تک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کہ بیٹھتے تھے اور ایسا ہی
 روایت کیا مصنف میں ابو بکر سے بسند صحیح اور روایت کیا محمد بن مسعود کہ سکا یا بکھور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد
 اور کہ میرے آپ کے کہ میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہیں بکھو کوئی سورت قرآن کی سو کہ جب بیٹھتے کوئی تم میں سے اسطے نماز کے سو کہ
 الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَرُوفِي اور روایت نسائی میں ہے جب بیٹھو تم دو کہتوں کے بعد اور ایک جہت اس تشہد کی ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ماتھ پر پڑے کہ بتا کہ یہ تمام تعلیم کہ اگر بے طلق تعلیم یہ ابن عباس میں بھی ہو اور
 ایک وجہ ترجیح کی یہ ہے کہ ائمہ نے اوپر اتفاق کیا لفظاً و معنی اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد میں ابن عباس کا شمار کیا گیا جو افراد مسلم
 اگرچہ باخراج کیا اوسکا سوا بخارجی اور محدثین نے اور اعلیٰ درجات میں ان کے نزدیک یہ ہے جس پر اتفاق کیا جو بخارجی سلم نے نہ کہ سیر
 اتفاق کیا ہوا ائمہ نے اور اسوا اسطے اجماع کیا علی کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر حدیثوں کی اس باب میں اور کہا ترمذی نے
 کہ صحیح ترمذیوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہی اور عمل ہے اوپر اکثر صحابہ کا پھر باخراج کیا نصیحت کہا کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں سوچا میں نے آپ کے آدمیوں نے اختلاف کیا تشہد میں سو فرمایا آپ نے کہ لازم پڑھو تشہد میں مسعود کا اور موافق ہو
 ابن مسعود معاویہ جیسا کہ روایت کیا اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر زبردستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَرُوفِي تشہد میں مسعود اور عائشہ بھی تھیں میں کہ کہا انھوں نے یہ تشہد ہی صلی اللہ علیہ وسلم
 سَوَّكَمَا الْحَيَّاتُ لِّلَّهِ الْخَرُوفِي تشہد میں اسناد اوسکا جدید ہے اور بھی موافق ہے ان کے مسلمان روایت کیا
 طبرانی اور بزار نے ابی اسد کہ پوچھا میں نے مسلمان تشہد کو کہا سکا تاہم میں بکھو جیسا سکا یا بکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 تب بیان کیا التحیات للہ اور کہا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پڑھا ماتھ میرا احاد بن سلیمان نے اور پڑھا ماتھ اوسکا ابراہیم اور کہا

باتھو کا مقرر کرنے اور کہا مقرر کرنے کہ پیر کا نام ہے میرا عبد اللہ بن مسعود اور کہا یا جبرائیل تشہد اور کہا عبد اللہ بن مسعود یا جبرائیل تشہد پیر کا نام ہے میرا جبرائیل
 عبد اللہ بن مسعود نے اور کہا یا جبرائیل تشہد یہ کہ کھاتے ہیں کوئی آیت قرآن سے اور تابع ہوا اسکے روایت ابن ابی شیبہ کی جواز
 بخیر بیان کی اور دلیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس سے اور اس میں تشہد یہ ہے الْحَيَاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ
 الطَّيِّبَاتُ اللَّهُ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْكَ آخر تک روایت کیا
 امام احمد نے ابن مسعود کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور کہو تشہد سوئے تھے جب ٹھٹھتے تھے بیچ نماز میں یا آخر نماز میں
 پڑھتے تھے الْحَيَاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ کہ پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا ہوتے تھے جب فراغت ہو جاتی تھی تشہد
 اور اگر آخر قعدہ ہوتا تھا پڑھتے تھے بعد تشہد کہ جو جانتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پیر پڑھتے تھے اور بدترین ملک بعد تشہد
 مذکور ہیں مشہور ہیں صحیحین غیر ماہین **ص** اور اخیر کی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ پڑھے **ف** اسباب بیت ابی قحطہ بن
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتوں پہلی کی نظر پھر فاتحہ اور دو سو مرتبہ کوثر پڑھتے
 اور اخیر کی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ اور طویل کرتے تھے رکعت اولیٰ میں پھر طویل کرتے تھے رکعت ثانیہ میں اور اس میں فقط طویل پڑھتے کوثر پڑھتے
 روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے سند اپنی میں یہ فاضل ابن ابی شیبہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی رکعتوں کے فاتحہ لکھتا اور
 سورت اور اخیر کی دو رکعتوں میں فاتحہ لکھتا فقط اور مروی ہے وسط ابی بن جابر بن عبد اللہ کہ اس کا سنت قرأت کی بیچ نماز کے
 یہ ہو کہ پڑھے پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھتا اور اخیر کی دو رکعتوں میں فقط لکھتا **ص** اور اگر تسبیح کہے یا جب کھڑا ہے تو درست ہوا
 پھر بیٹھے سطح پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قعدہ میں پڑھتے اور پھر دونوں ایسی طرف نکالتا جو دعوت
 دونوں قعدہ میں اٹھتے **ف** بیہ سہا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث اہل اور عایشہ کی اور وہ جو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بیٹھے اسی طرح پھر امام شافعی کے نزدیک پڑھتے کیا اور سکولماوی نے اور کلام کیا اور میں بیٹھے اور بیان کیا صنعت اور سکا شیخ
 فقی الدین بن قتیب العید **ص** اور بعد تشہد درود پڑھے اور علی گئے جو قرآن کے مشابہ ہو یا ثور کی ندا کیوں کی باتوں سے
 تو ایسی چیز نہ ملے جو آدمیوں کے خاص نغمے ہیں **ف** اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک
 مرد و اور تشہد دونوں پڑھنا فرض ہیں اور دلیل ہماری یہ ہو کہ کہا ابن مسعود جب کہ پڑھتے تو یعنی تشہد یا کہ پڑھتے تو تو تمام ہو گئی نماز تیری اگر
 چاہے تو کہ اسے تو اوٹھ اور اگر چاہے بیٹھے تو بیٹھے اور صاحب ہائے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا ہے اور اوپر پڑھنا چکا کہ یہ مدح ہے
 لیکن ایسا مدح مانند مروج کے ہے کہ شافعی عیاض نے اور حکم امام شافعی نے کہ جسے درود نہ پڑھی تو نماز اسکی فاسد ہے اور میں مجتہد
 او کی ہر قول میں اور نہ کوئی حدیث کہ متابعت کی ہو اسکی اور شیعہ کی ہونا ہے اس باب میں ایک جامع نے انہیں سے ہیں مبری قوشی
 اور خلاف کیا اور کہا اٹھنے اٹھنے سے خطابی نے اور کہا کہ نہیں جانتا میں اٹھنے لینے اس باب میں کوئی دلیل اور تشہدات جبر
 ہیں ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسیٰ اور ابن الزبیر سے نہیں منکر ہوا میں یہ اور وہ جو
 مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھا تو اسکی جسے نہ درود بھیجی اور پیر سے منعیف کیا اسکو اہل حدیث نے سب نے اور اگر بالفرض صحیح
 ہو کہ تو سنی ہو سکے فقیہ کمال کے ہیں یا جسے عمر محمد درود بھیجی اور ایک تاویل اسکی اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سلام تشہد
 میں پڑھا اگر کہیں نہ کہا تو نماز اسکی نہیں ہو کہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہے اور اس طرح جو ابن مسعود مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی

فصل قراءت کے بیان میں

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی ہول دو کعتوں میں امام کا کہے پڑھے اور اکیلے کو اوامین اختیار کرے اور قضا میں نہ پڑھے۔ پڑھے اور ادنیٰ درجہ پر کا یہ ہے کہ دو بار سے دو بار سے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سے اور کسی سے اور حضور کے نزدیک نہ پڑھے۔ جو کہ آپ سے اور ادنیٰ درجہ پر کا یہ ہے کہ فقط صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح بولتے ہیں سنائی دیکھ واقع ہوئے **ف** اور ظہر اور عصر میں سر کے کیونکہ فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علیکم **التکاء** کجا یعنی نمازوں کی گونگی یا اور مزید یہ کہ ماوسین قراءت ایسی کہ سنائی دیکھ نہیں یہ حدیث ہادیہ میں ہے لیکن کہا ہونے لگا **اصلاً** یعنی نہیں پہلے اس حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف میں قول مجاہد اور ابی عبیدہ رضی اللہ عنہما اور ابو جہر مریدین صحیح ہے شمار آئی ہیں اور وہ میں اتفاق صحابہ ومن بعدہم کا ہوا ہی سبب اس میں کوئی حدیث صحیح ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جو مریدین کہ ہر میں بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جامع نے سوانحاری کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں **سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ** اور **أَمَّا حَدِيثُ الْفَاشِيَةِ** صحیح مسلم میں ہے ابی واقد البیہقی سے کہ چاہے عرشے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے **قَالَ وَالْقُرْآنَ الْحَمْدُ وَافْتَتَحَ بِتِلَاوَةِ السَّاعَةِ** اگر عشا کی دو کعتوں اول میں رت نہ پڑھے اخیر کی دو کعتوں میں بعد فاتحہ پڑھے اور فاتحہ و سورت دونوں کا ہر کرے اگر امام ہی اور اگر فاتحہ پہلی دو کعتوں میں جو پڑھے تو پھر پہلی کعتوں میں پڑھے کیونکہ وہی کعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی کعتوں کا بھی فاتحہ اور میں پڑھے گا تو ایک کعت میں دو فاتحہ لازم آویں گے اور تکرار فاتحہ کی بھی اور قراءت فرض ایک آیت ہی اور آیت پڑھنے والا کھنگار ہوگا سبب ترک واجب ہے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے اور اگر میں جو نماز سورہ بروج و الشفت کے پڑھے اور قراءت میں فجر اور ظہر میں حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور عشاء میں بروج تک و مغرب میں لم یکن سے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **و** ابی ہریرہ روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں **أَخْبَرَنَا النَّوَائِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ جَدِّكَ عَنْ عَيْنِ الْحَسَنِ وَغَيْرِهِ قَالَ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفْضِلِ فِي الْوُشَاءِ نَقَطَ سَطِ الْمُفْضِلِ وَفِي الْقَبِيضِ بِطَوْلِ الْمُفْضِلِ مِثْلُ الْعَمْرِ ثَلَاثُونَ بُوْسَى أَشْعَرِي ثَلَاثِينَ** کہ پھر مغرب میں قصہ مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشاء میں اوسامہ مفصل یعنی بروج تک اور صحیح میں طویل مفصل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو صبا ہو سکے اور ایک سورت کا عیدین نماز میں کرنا کافی اور مقتدی چکا کھڑا ہے اور سننے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چاہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قراءت امام کی کافی ہے اور سکھو اور فرمایا کیا ہوا سطرے سے جگہ لکھا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال ان کی طرف ملے کہ قراءت قرآن میں خلل نہ پڑے **ف** اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ کے اضعیف کی گئی اور اعراف کے اضعیف کرنے والوں نے ساتھ رفع او سکے کے مثل واقطنی اور بعضی کے اور ابن مسعود کے کہ صحیح ہے کہ مرسل ہے اس واسطے کہ حنابلہ نے نقل دونوں خیال اور ابی لاجب اور عبد اللہ بن مسعود اور جابر بن عبد اللہ اور زید بن جابر روایت کیا اسکو موسیٰ بن ابی عایشہ سے

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی ہول دو کعتوں میں امام کا کہے پڑھے اور اکیلے کو اوامین اختیار کرے اور قضا میں نہ پڑھے۔ پڑھے اور ادنیٰ درجہ پر کا یہ ہے کہ دو بار سے دو بار سے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سے اور کسی سے اور حضور کے نزدیک نہ پڑھے۔ جو کہ آپ سے اور ادنیٰ درجہ پر کا یہ ہے کہ فقط صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح بولتے ہیں سنائی دیکھ واقع ہوئے **ف** اور ظہر اور عصر میں سر کے کیونکہ فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علیکم **التکاء** کجا یعنی نمازوں کی گونگی یا اور مزید یہ کہ ماوسین قراءت ایسی کہ سنائی دیکھ نہیں یہ حدیث ہادیہ میں ہے لیکن کہا ہونے لگا **اصلاً** یعنی نہیں پہلے اس حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف میں قول مجاہد اور ابی عبیدہ رضی اللہ عنہما اور ابو جہر مریدین صحیح ہے شمار آئی ہیں اور وہ میں اتفاق صحابہ ومن بعدہم کا ہوا ہی سبب اس میں کوئی حدیث صحیح ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جو مریدین کہ ہر میں بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جامع نے سوانحاری کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں **سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ** اور **أَمَّا حَدِيثُ الْفَاشِيَةِ** صحیح مسلم میں ہے ابی واقد البیہقی سے کہ چاہے عرشے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے **قَالَ وَالْقُرْآنَ الْحَمْدُ وَافْتَتَحَ بِتِلَاوَةِ السَّاعَةِ** اگر عشا کی دو کعتوں اول میں رت نہ پڑھے اخیر کی دو کعتوں میں بعد فاتحہ پڑھے اور فاتحہ و سورت دونوں کا ہر کرے اگر امام ہی اور اگر فاتحہ پہلی دو کعتوں میں جو پڑھے تو پھر پہلی کعتوں میں پڑھے کیونکہ وہی کعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی کعتوں کا بھی فاتحہ اور میں پڑھے گا تو ایک کعت میں دو فاتحہ لازم آویں گے اور تکرار فاتحہ کی بھی اور قراءت فرض ایک آیت ہی اور آیت پڑھنے والا کھنگار ہوگا سبب ترک واجب ہے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے اور اگر میں جو نماز سورہ بروج و الشفت کے پڑھے اور قراءت میں فجر اور ظہر میں حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور عشاء میں بروج تک و مغرب میں لم یکن سے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **و** ابی ہریرہ روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں **أَخْبَرَنَا النَّوَائِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ جَدِّكَ عَنْ عَيْنِ الْحَسَنِ وَغَيْرِهِ قَالَ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفْضِلِ فِي الْوُشَاءِ نَقَطَ سَطِ الْمُفْضِلِ وَفِي الْقَبِيضِ بِطَوْلِ الْمُفْضِلِ مِثْلُ الْعَمْرِ ثَلَاثُونَ بُوْسَى أَشْعَرِي ثَلَاثِينَ** کہ پھر مغرب میں قصہ مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشاء میں اوسامہ مفصل یعنی بروج تک اور صحیح میں طویل مفصل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو صبا ہو سکے اور ایک سورت کا عیدین نماز میں کرنا کافی اور مقتدی چکا کھڑا ہے اور سننے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چاہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قراءت امام کی کافی ہے اور سکھو اور فرمایا کیا ہوا سطرے سے جگہ لکھا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال ان کی طرف ملے کہ قراءت قرآن میں خلل نہ پڑے **ف** اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ کے اضعیف کی گئی اور اعراف کے اضعیف کرنے والوں نے ساتھ رفع او سکے کے مثل واقطنی اور بعضی کے اور ابن مسعود کے کہ صحیح ہے کہ مرسل ہے اس واسطے کہ حنابلہ نے نقل دونوں خیال اور ابی لاجب اور عبد اللہ بن مسعود اور جابر بن عبد اللہ اور زید بن جابر روایت کیا اسکو موسیٰ بن ابی عایشہ سے

انھوں نے کہا کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کو اور اس کا ایک کو ابو حنیفہ بھی ایک بار تو برقعہ پر اس کے بھی ہم یہ کہنے میں کہ اس کے نزدیک محبت ہو اور دوسرے کہ روایت کیا امام محمد بن حسن نے سوطی میں حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ ثنا
 أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ مَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ وَأُورُوجُهُ انْخَسَتْ كَمَا يَكُونُ خَلْفَ مَنْ سَكَرَ فَنَعِيمٌ لَهُ
 مَعَ نَعِيمِ بَرِّهِمَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ فِي سَنَدِهِ شَنَا أَخْبَقُ الْأَزْدِيُّ ثنا سُفْيَانُ الْأَزْدِيُّ ثنا سُفْيَانُ وَشَرِيكَ
 عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ وَأُورُوجُهُ انْخَسَتْ كَمَا يَكُونُ خَلْفَ مَنْ سَكَرَ
 عَنْ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ وَأُورُوجُهُ انْخَسَتْ كَمَا يَكُونُ
 جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي مَدَائِنِ الْحَرَامِ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي مَدَائِنِ الْحَرَامِ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي مَدَائِنِ الْحَرَامِ
 انھوں نے ابی الزبیر سے انھوں نے جابر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کے اور اسناد حدیث جابر اول کا صحیح ہو اور
 شرط نہیں کہ اور دوسرے اوپر شرط اس کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جابر اور ابو الزبیر نے رفع کیا اس کو ساتھ طریقوں
 صحیحہ کے سوا باطل ہوا شاکر کرنا ان کا اول لوگوں کو عدم رفع میں اور مقرر ہو یہ بات کہ اگر متفرق ہو تھے تو واجب ہے قبول اس کا
 سود صورتیکہ بہت شکر رفع کریں اس کو تو کس طرح واجب القبول ہوگی اور اگر اس کا ابن عدی ابو حنیفہ سے
 بیان ترجمہ میں اچھے اور ذکر کیا وسیم ایک قصہ اور روایت کیا اس کو ابو عبد اللہ حاکم نے ثنا ابی حاتم بن محمد
 بن محمد ان الصَّيِّفِيُّ ثنا عَبْدُ الصَّحَّانِ الْفَضْلِيُّ ثنا مَيْكَةُ بْنُ أَبِي هَبْرَةَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ
 مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَرَجُلٌ خَلْفَهُ يَقْرَأُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنْ اصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهَامُ
 عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ أَتَشْتَانِي عَنِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَازَعَا حَتَّى ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 مَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ يَعْنِي کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور
 پڑھتا تھا نماز میں ایک شخص پیچھے آپ کے سونع کیا اس کو ایک صحابی نے قراۃ سے نماز میں توجہ فارغ ہوئے نماز سے آیا اس کے
 پاس وہ شخص کہہ کہ تم منع کرتے ہو مجھ کو قراۃ سے پیچھے امام کے سوچو کہ کیا اون دنوں میں یہاں تک کہ ذکر کیا گیا واسطے نبی صلی
 علیہ وسلم کے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو کو یا قراۃ امام کی اس کی قراۃ ہو اور ابو حنیفہ کی
 روایت میں کہ تھا یہ ظہر اور عصر میں اور ان کی روایت میں لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہی اور معارض ہی اس کے جو روایت کیا ابو داؤد
 اور ترمذی نے عبادہ بن صامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر میں سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نماز اور جاری ہوئی اور پھر قراۃ توجہ فارغ ہو گیا کہ شاید قراۃ کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہنے یا رسول اللہ ان کہہ کہ مجھ
 کو فاتحہ الکتاب کیونکہ نہیں پڑھی اس کی جس نے پڑھا اس کو اور کہا صاحب ہدایہ کہ جو چاہے پڑھے یا جمع صی یا کما اور سوا کے

مالک میں ہر نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہا کہ اگر پرے نماز کوئی تم میں سے امام کے پیچھے تو کافی ہو اور سکو قرات امام کی اور اگر نماز پرے ایک قرات کرے کہ امام کے ابن عمر نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اسکو اون سے داؤد طحانی نے مرفوعاً اور کہا کہ رفع کرنا سکا وہم علیکم جب صبح ہوا یہ قول ابن عمر سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رفع و سکا صحیح ہوگا اگرچہ روایت ضعیف ہو کہ اور روایت کیا ابن عدنی کامل میں امیل بن عمرو بن نجیح سے انھوں نے حسن بن صالح سے انھوں نے ابی مارون عبد بنی انھوں نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ واسطہ امام قرات امام کی اوسکے واسطے قرات ہو اور کہہ کہ نہیں متابعت کیا گیا اس روایت میں ہم امیل اور وہ ضعیف ہر انتہی اور قیل ابن ہدی کا صحیح نہیں کیونکہ متابعت کی اوسکی بطن بن عبد اللہ روایت کی طبرانی نے اوسط میں ثنا تھیں بن ابی اہیم علی بن بن ابی اہیم روایت کیا حدیث ابن عباس سے رفع اوسکا اور وہ میں کلام ہی اور روایت کیا علی بن ابی شریح امار میں ثنا کیونکہ بن عبد اللہ بن عطاء بن عبد اللہ بن وہب اخبر بنی حیاۃ بن شریح عن بکری بن عمر وعن عبد اللہ بن مسعود انہما سأل عبد اللہ بن عمر فذکر بن ثابت وجابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم فقالوا لا تقر خلف الامام فی شئ من الصلوات یعنی ابو جابر عبد اللہ بن مسعود نے عبد اللہ اور زید اور جابر وغیرہم سے سوا کہا انھوں نے نہ پڑھتے امام کے نماز میں اور روایت کیا امام محمد بن حسن بن سوط بن یحییٰ بن حمیدہ سے انھوں نے مصنف نے انھوں نے ابی اہیم سے کہا کہ پوچھے گئے عبد اللہ بن مسعود قرات پیچھے امام کے کہا کہ چپ ہوا واسطے کہ نماز میں شغل ہو اور کافی ہو چھوگا امام اور روایت کیا سعد بن قاصد کہ کہا انھوں نے چاہتا ہوں میں اس شخص کو چڑھتا ہی پیچھے امام کے کہ اوسکے موند میں انگارہ ہو اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے لیکن کہا انھوں نے نہ لکھ کرے کہ پھر اور روایت کیا محمد بن سوط بن یحییٰ بن حمیدہ سے انھوں نے عثمان بن عمر بن خطاب نے کہا کا شک ہو تا اوسکے موند میں جو قرات کرتا ہی پیچھے امام کے پھر اور اخراج کیا اسکو عبد الرزاق نے بھی اور روایت کیا طحاوی و حاکم و بیہق انھوں نے ابی جبر سے کہا کہ کہہ سنے واسطے ابن عباس کے پڑھوں میں اور امام سامنے میرے ہو کہ کہہ نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں جابر سے کہا کہ نہ پڑھتے پیچھے امام کے چلے جہر کرے اور چاہے خفا کرے یعنی کسی نماز میں پڑھے اور روایت کیا ابی اس اور عبد الرزاق نے حضرت علی کے قول سے کہا کہ جو پڑھتے پیچھے امام کے تو اوسنے خطا کی فطرت سے اور روایت کیا اسکو داؤد طحانی نے ایک طریق اور کہا کہ نہیں صحیح ہوا سند اسکا اور کہا ابن جبران نے کتاب الضعفاء میں یہ روایت کرنا پس اسکو عبد اللہ بن ابی لیلیٰ الضار حنفی علی رضی اللہ عنہ اور وہ باطل ہو اور کافی ہو سلطان بن ابی اسکا جامع سلیمان بن کا اوسکے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا کہ قرات تو پیچھے امام کے کہہ جائز نہ کہ اسکو اور ابن ابی لیلیٰ شخص مجہول ختم ہوا قول ابن جبران کا اور وہی ہر سن ہنائی میں مانند اسکے قول ابو الدرداء اور نہ ماحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تو چپ ہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہی حدیث اذ الکتب الکوہم لہ فکلتی فابراؤ ضعیف کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور نہیں التفات کیا گیا اس طرف بدعت طریق اور اسناد کے اور اللہ علی نے فرمایا ولذا اقرئ القرآن فاستمعوا لہ وَاَنْصِتُوا لِمَنِیْ جِب پڑھا جائے قرآن تو سنو اور چپ ہو اور روایت کیا ابی ہریرہ نے امام احمد سے کہا کہ امام کا کہہ سنے اور اس بات کے کہ یہ آیت نماز میں ہو اور روایت کیا جابر سے کہ تھے رسول اللہ صلی

علیہ وسلم نے قرأت ایک جوں کی انصاف سے سونا نزل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْمِعُوا لَهُ وَانصِتُوا اور روایت کیا ابن مہدی نے تفسیر میں کہ کبھی کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں بیچھے امام کے

ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت موکہ ہے قریب واجب **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت مسنن دوسری میں گنبد نہیں مختلف کرتا ہی اوس سے مگر منافق اور یہ حدیث پہلے میں ہر روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں نے امام ابو حنیفہ سے جماعت کو سچ کیچہ وغیرہ کے تو کہا لا اُحِبُّ شَکَّہَا نہین دست رکھتا ہوں میں ترک اسکا اور کہا امام محمد نے طائیفہ میں جماعت میں شخصیت ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ترہو جاوین نعلین تو نماز اپنی جگہ میں یعنی یا وسوقت تکلیف جماعت میں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو یاد جو د کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا دنیا اخراج کیا اسکا ابو اور حاکم نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے مذاک اور نہ اے جماعت میں تو نماز میں کی مگر عذر سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری مسلم پر ہے **ص** اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پیر کا زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو **ف** روایت کیا جماعت نے سوا ہمارے کسی کہ فرمایا حضرت علیؓ امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو نو اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر سنت پڑھنے میں برابر ہوں تو جو اقدم ہو ہجرت میں اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اسکو ابن عباس اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلمہم بہتہ کے فَاَقْعَدُوْهُمْ فِیْہَا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر ہوں تو جو سن میں بڑا ہو کہما شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہے لیکن اسناد اسکا صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ابن عباس نے زبند صحیح ابو سعید انصاری سے ماخذ اس کے اور اس کے الفاظ یہ ہیں تَوَلَّوْا الْقَوْمَ اَقْرَبَ وَحُمَلَ كِتَابُ اللَّهِ فَإِنْ كَانَ فِي الْفِرَاءِ سَوَاءٌ فَاعْلَمُوْهُمُ بِالشُّعْرِ فَإِنْ كَانَ فِي الشُّعْرِ سَوَاءٌ فَاقْدُمُوْهُمْ هَجْرَةً فَإِنْ كَانَ فِي الْيَدِ سَوَاءٌ فَاقْدُمُوْهُمْ سِنًا یعنی اگر ہجرت میں برابر ہوں تو پھر جو سن میں بڑا ہو اور فرمایا کہ نامت کرے ایک شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیٹھے اوس کے گھر میں اوس جگہ پر جاوے کسی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہو مثلاً ایک مکان میں فرش ہو اور ایک جا صاحب مکان کا مقام معین ہو کہ اوس میں سند وغیرہ زیادہ اہتمام ہے تو بغیر اذن اوس کے کہ یہ نہیں چاہیے کہ اوس کی جا بدستہ جاوے اور روایت کیا عطار کہ کہا انھوں نے امامت کرے قوم کی جو اوس میں افتہ ہو یعنی فقہ والا ہو و اوس حدیث میں اور ہمارے غریب میں مخالفت نہیں کیونکہ مراد اقرب سے اعلم بالقرات ہے اور قرأت بھی ایک سن میں ہے اور نقص اس میں ہے کہ بعد اس کے پھر اعلم بالسنۃ جو ارشاد فرمایا تو اس سے کیا مراد ہو گا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ ادسن نے میں جو اقرب ہوتے تھے وہی اعلم بھی ہوتے تھے خلافت اس نے کہ کہ اکثر لوگ اقرب ہوتے ہیں اور اعلم نہیں ہوتے سیواسطے ہننے مقدم کیا احکم کو اقرب اور روایت کیا حاکم نے کہ امامت کرین تم میں سے وہ لوگ جو بہتر ہیں تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے فقہ القدر میں وَاِلَّا فَالضَّعِیْفُ غَيْرُ الْمَوْضِعِ یَعْلَمُ بِہِ فِیْ فُضْلًا عَلَی الْعَالِ مَنِ حَبِثَ ضعیف عمل کیا جاوے گا اور بہ فضل عال میں **ص** اور نماز ظلام کو رنوا اور فاسق اور اندھے اور بدعتی کے اور دلہان کے کچھ کو یہ ہے لیکن

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جو نماز تہن کا ہر نماز بات میں اور پڑھیں گے کا نوا اور پڑھیں گے جو نیکو ہو اور نماز
 غریب مشا میں پڑھیں گے ان کا ذکر نہیں **ف** اور جانا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ کہ روکنا نہ کہ
 اس کی مسجد میں اس کی نماز پڑھنا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذان مانگے عورت محلے کی سیکی مسجد میں جانے کی قیض نہ کرے
 اس کو اور میل نہ کرے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشا میں حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم میں ہے منع کرو
 عورتوں کو مسجد میں جانے سے مگر ان کا کہنی رات کو جانے سے منع کرو اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ اگر کوئی کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو
 جو کالہ عورتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے منع کرتے اور کو بیجا منع کی گئیں عورتیں ہی اسرائیل کی اور رعایت کیا اسرائیل
 نے تمہارے عیشہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای او بیوں سے منع کر عورتوں کو زینت کے پہننے سے اور آرایش کھانے کی
 راہ سے مسجد میں کہ چونکہ ہمیر رحمت کیے گئے ہی اسرائیل ہاں تک کہ عظیم عورتیں اون کی کھانے کی راہ سے مسجد میں اور مسجد بجا ہو کہ اس
 زینت میں جو صلا ملک ہند میں احتیاط اور تقویٰ اور قضا دینداری یہ کہ گھر میں اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نہ نکالے اور منع کیا کہ
 نکلنے سے اور اسی پر فتویٰ ہے **ص** متوضی کو مستقیم کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کو کچھ دیر سیدھے کھڑے ہونے کا
 کو بیٹھ کر کچھ پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے پڑھنے والے کے اوٹھل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے
 اقتدا درست ہے **ف** پہلے سٹے میں خلاف ہے محمد رضا کا لکھنے نزدیک جائز نہیں اور تیسرے میں بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے
 اور وہی قیاس بلکہ ترک کیا جانے اجماع قیاس کو ساتھ نفس کے اور وہ یہ کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز پیچھے
 اور لوگ اون کے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابو بکر نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت میں اور صحیح ہو میں
 اس میں بہت روایتیں اور خارج کیا اس کا بخاری سلم نے **ص** اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور رشتہ کے اور غشتہ کے اور پاک کی ساتھ نہ
 اور قاری کی ساتھ آن پڑھے کے اور پیچھے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ نہ کرنے والے کی ساتھ اشارے کے پڑھنے والے کے اور فرض
 پڑھنے والے کی ساتھ قیل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہے اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہے
 تو بھی درست نہیں مقتدی کی نماز **ف** اقتدا ساتھ عورت اور رشتہ کے احوالے جائز نہیں کہ رشتہ کے اوپر تو نماز نفل ہے
 اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو
 عورتوں کو کیونکہ پیچھے کیا اون کو اللہ اور مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں کہ کہا اعلیٰ اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے لوگا
 قبل احکام کے فرض میں اور بغیر فرض میں اور ایسا ہی مروی ہے امام اور مجاہد اور شمس کے کہتے ہیں کہ نہ امامت کرے نہ کتاب
 اس کو احکام ہو سو اور کہا ابراہیم خنی نے نہیں حرج ہے کہ امامت کرے اور قبل احکام کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں **ص**
 امام قرات کا طول کرے اور اسی طرح سے پہلی رکعت میں دوسری زیادہ طول کرے مگر نماز فجر میں **ف** کیونکہ مروی ہے
 صحیحین میں کہ جب امامت کرے تم میں کوئی توجہ نہ کیا کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سب کے
 لوگ ہیں اور جب اکیلا پڑھے تو قیضا چاہے طول کرے اور سلم میں یہ کہ اس میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سب کے حاجت میں اور
 صحیحین میں ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے یا نہ پڑھے کسی امام کے پیچھے یا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور اس سے یہ کہ
 قرات سنو نہ زیادہ کم کرے جیسا کہ اور بیان ہوا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار شروع کی سورہ بقرہ نماز میں جو سلام پڑھا ایک شخص نے

اور اکیلے پڑھنے کا گیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عثمان بن مظعون کو سجدہ رکعت لاملی اور اقرار
باسم ربک اور شمس وضو وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ پیغمبر میں ہی غرض بہر صورت رعایت حال ضرور
اور سید طحطاوی میں بھی نہایت قول کرنا مذکور ہے بلکہ ایک بات میں جلوگنہم کرتے ہیں جماعت کے مذکورہ حدیث میں کہ نہایت
ص جب مقتدی ایک ہوا امام اسکو وہی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام ملے کر جھکاؤ اور انکو حکم تاجیکانہ کر
کیونکہ ایک آدمی کا گئے پڑھنا بہت آویس کے ہنسنے سے آسان ہے **ف** پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت طحطاوی سے
کہ رامین ایک بات نزدیک سیوہ بنی حارث ہلالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا میں جنت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تو کھڑا اسیرہ اور کر لیا جھکوا اپنی طرف روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری سلم وغیرہ میں ہے اور اگر
اوسکے پیچھے بائیں طرف ہونے کے نماز پڑھتے تو بائیں لیکن گنہگار ہو گا وجہ مخالفت سند کے اور اگر دو آدمی ہوں تو امام ہر ایک
اونسے آگے پڑھنے نماز پڑھاؤ اور امام ابی ہوشب کے نزدیک سجدہ میں دو دنوں آدمیوں کو کھڑا ہو کر اور حضرت عبداللہ بن مسعود کھڑا کیا
اور صلوات کو دینے بائیں اور آپ سجدہ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ مسلم
اور کہا ابن عبد البر نے نہیں سجدہ میں ہر رفع اوسکا اور سجدہ کے نزدیک وقت ہی اسجدہ پر اور کہا نووی خلاصہ میں ایسا ہی اور اخرج کیا
اوسکا مسلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے سے تیس میں فقط رفع ہی اور دو میں رفع نہیں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت کی
جابر بنی اللہ نے موافق مذہب ہمارے کے اور انس نے کہ لوہی داوی ملیک نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھلا
آپے پھر کھاتے ہوتا نماز پڑھوں میں آخر میان تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور یتیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور داوی میری
ہے پیچھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے لیست انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور میں آدمی ہوتے
امام سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کیا برابر بن جبرہ انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھوں نے
جب جن میں آدمی تو لگے ہوا فتنے ایک آدمی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ انس سے مانند اسکے جو اوپر گذرا اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
اور تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر نہیں **ف** کیونکہ ہر ایک میں ہے کہ فرمایا حضرت علی
علیہ وسلم نے جو شخص امامت کرے قوم کی بچر ظاہر ہو کہ وہ بیوضو تھا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور یہ
حدیث غریب ہے نہیں بابا اوسکو سینے اور روایت کیا محمد بن حسن نے کہا ہلا اتار میں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن یزید کی نے
انھوں نے عمرو بن زیاد سے انھوں نے حضرت علی سے کہ کہا انھوں نے اوس شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جنب کہا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا
اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز بھولے سے اور وہ جنب تھے یا بے وضو تھے
تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کا اور روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
امام ضامن یہ روایت ہوالی امام سے کہ نماز پڑھی عمر بنے ساتھ آدمیوں کی جماعت سے جنب ہوا اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا
حضرت علی سے کہ چاہیے جسے تھا کہ ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو جمع کیا انھوں نے طرف قول حضرت علی کے روایت کیا اسکو
عبدالرزاق نے اور وجہ روایت کیا اور قطنی نے جویر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے برابر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو امام بھول جاد اور نماز پڑھا تو قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اوہی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

حضرت عائشہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدیث ہو جاوے او کو تو چاہیے کہ کہے رہے
 ناک اپنی پھر پھر اور ان میں سے ملو ناک سے خون نکلے ہی اسی واسطے کہ فلاں کہ پڑھے یہ ننگ اپنی **ص** اور اگر امام کو حدیث
 ہو تو غصہ یوں نہ کرے کہ کسی کو خلیفہ کرے پھر خود کرے اور نماز جہاں مضبوط کیا ہو اس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور شخص کیلئے
 ہو کہ وہ بھی خود کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے ملے گا تمام کرے
 اور مقتدی بھی ایسا ہی کرے **ف** کیونکہ روایت حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے کسی کو کرے یا ننگ اور کسی پھرنے سے
 کہ لے لے ہاتھ لپٹا اور پڑھنے کے لئے کہے اپنی جگہ پر او کو جس کو کوئی حدیث نہ پڑھی ہو وہ ایسا ہی کرے یہ میں نے ایک شیخ ابن ابی اسلم
 غریب سے سنا ہے اور اس پر جماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اس کو احمد اور ابن المسعود نے عمر اور علی سے اور روایت کیا ان میں سے حضرت ابن عباس
 سے کہ کھلے چارے اور حضرت عمر واسطے نماز پڑھنے کے توجہ اصل چھ نماز میں تو کچھ انھوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو ان کے داہنی طرف تھا
 پھر چہرے تھے منوں کو توجہ نماز میں ہونے کا کیا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھا ایک تنوں کے توجہ ادا کری انھوں نے ناک کیا
 توجہ اصل ہوا میں نماز میں تو دیکھی سینے ایک چیز اور چھو اپنے او کو ہاتھ سے تو پاؤں سینے او کو تری مذی کی اور روایت کیا بخاری
 نے عمر بن یونس اختلاف کو معنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کیا سعید نے کہا کہ نماز میں ساتھ چاہے حضرت علیؓ نے ایک فرس کو کسیر
 پھونکی اور ان کی سوچا ہاتھ ایک شخص کا اور ان کے کیا او کو اور پھر وہ اس سے او صاحبین کی تسبیح ہو جو روایت کیا ترمذی نے عبد اللہ بن
 بن ابی اسلم کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل
 سلام کے تو تحقیق کعبہ نماز ہوئی نماز او کی اور کہا ترمذی نے نہیں ہر اسناد او کا قوی اور ضعیف کیا ہو او کی ہناد میں **ص**
 اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور او کو احتلام ہو یا قہقہہ کیا یا قصد
 حدیث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست او سپر ٹپکٹی یا او کے زخم سے خون جاری ہو یا او سے جانا کہ سینے
 حدیث کیا اور مسجد یا صفوں سے نکل گیا پھر او کو معلوم ہوا کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی پھر سر پر سے
 پڑھے اور اگر مسجد یا صفوں سے باہر مسجد کے نہیں نکلا اور صفوں سے بھی تجاوز نہیں ہوا تو بنا کر نادرست ہی اور اگر بعد تشہد کے جان
 حدیث یا کوئی اور محل نمازی صلوٰۃ کے کیا نماز او کی تمام ہو جاوے گی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے پانی پر قدرت پانی یا موزہ او سے
 تھوڑے عمل سے جو نمازی نماز نہیں اقرار لیا یا مدت سوچ کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سورت یا اگلی یا ننگ سے کہ پڑھنا یا اشارہ
 کرنے والا کوئی اور مسجد پر قادر ہو گیا یا ترتیب دے کہ نماز قضا یا اگلی اور اس کا بیان ملے آو گیا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا
 فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز سے میں صبح کا وقت آگیا یا عذر والے کا حذر زائل ہو گیا یا پتی زخم سے تندرستی کے سبب اگر کسی
 ان سبب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد کے
 امام نے قہقہہ کیا یا قصد حدیث کیا یا سبوت کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر یا تمین کہیں یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہو گیا اور اگر امام
 قرات میں گیا تو وہ دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر کہ ایک ایسے پڑھا ہو تو اگر اتنا پڑھا کہ نماز جائز ہو جاوے گی اور خلیفہ کیا
 نماز فاسد ہو گیا مگر امام نے سبوت کو خلیفہ کیا تو درست ہے اور سبوت نماز کو تمام کرے اور مدد کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پیرے
 اور سبوت باقی نماز اپنی پڑھ سکے **ف** سبوت یا او کو کہتے ہیں جو بعد ایک نکتہ یا دو رکعت یا زیادہ کے شریک ہو جاوے اور

محاک کرے یا محکوم نہ ہو دینا دے تیرھویں کمانا یا بیٹا چودھویں محل شیر کرنا اور محل کثیر بعضوں کے نزدیک وہ جو حسین و فون ہاتھوں
 اگانے کی حاجت ہو اور بعضوں کے نزدیک محل کثیر وہ جو جسکو محل کثیر جانے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کے قریب ہو اور اگر کسی ملک
 رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت بعد کی اور کبیر تحریر کی لیکن ہاتھ نہ اٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہو یا کسی کو مستحبین
 محسوب ہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہو تو یہ رکعت اوہیں محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز میں روکو
 یا محل قلیل کے یہی محل کثیر تک جو پہلے یا آخر سے کھائے یا کوئی اس کے سامنے سے گزر جائے تو نماز نہیں جاتی اور گزرنے والا
 گنہگار ہو تا ہی اگر مقام مسجد میں نہ ہو یا کسی غیر محل کے گزرنے اور پوشیدہ ہو کہ وہ شخص اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو مسجد کے
 گزرنے کا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی مسجد یا محل میں پڑھتا ہو تو بعضوں کے نزدیک اگر مقام مسجد میں گزرنے کا گنہگار ہوگا والا نہیں ہوگا اور بعضوں
 کے نزدیک جہاں تک لوکی نظر مقام مسجد پر نظر کرنے میں پہنچتی ہو وہ مقام مسجد میں داخل ہو تو اگر کوئی شخص مکان پر پڑھتا ہو
 اور بیچے مکان کے کوئی گزرتا تو اول روایت کے موافق گنہگار ہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گزرنے والا کے اور محل کے کچھ
 احضار مقابل ہونے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار ہوگا **ف** ما ناچا سپہ گزرنے نمازی کے سامنے سے نماز میں نہایت برا ہے اور برائی
 میں اسکی مصلحت صحیحہ وارد ہوتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گزرنے والا سامنے مصلی کے گزرنے سے گھبرا جائے
 البتہ تیرا اس کے واسطے کہ مقرر ہے چالیس اس کے گزرنے والا اس کے سامنے سے کھانا اور انضر راوی کہ نہیں جانتا میں کیا شائے
 فرمایا آپ نے چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال اور روایت کیا اسکو بزار نے اور اوہیں اربعین خریفا یعنی چالیس خریفا اور
 بعضوں کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا گناہ کا محل جابہ نماز جاتی رہتی ہو اور ہرگز نزدیک کیسے گزرنے سے نماز میں جاتی
 دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں قرآنی ہے نماز کو کوئی چیز اور دفع کرنا اسکو جہاں تک کہ طاقت رکھو کیونکہ وہ
 شیطان ہے روایت کیا اسکو علی بن سنان نے سوانہ میں اور سند میں اسکی مجالد ہے اور اوہیں کلام ہے اور بخاری میں ہے کہ اس شخص سے
 لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کیا دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ابو بکر اور عمرؓ نے کہا کہ نہیں قطع کرنا نماز کو کچھ پس دفع کر دیا جہاں تک کہ طاقت ہو اور ضعیف کیا دفع اسکا اور وقف کیا اسکا تو میں
 اور کہا وہی شرح صحیح مسلم میں حدیث **لَا يَنْقُطُ الصَّلَاةُ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهَا ضَعِيفٌ** ہے اور کہا شیخ ابن المہام نے کہ نہیں ہے کہ جو
 حسن ہے اسواسطے کہ وہ مروی ہے چند طریقوں سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انش اور جابر سے اور یہ روایتیں ابو داؤد اور
 دارقطنی اور صحیح اوسط طبرانی میں ہے اور بہر حال نہیں برابر ہے اس کے صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرنا یہ صلوة کو جب نہوش
 مصلی کے مانند کھڑی بالان اوستے کہ سیاہ اور عورت اور گدھا کا ہٹنے کہ کیا سبب ہے کہ کتے سیاہ کو فرمایا اور سرخ کتے کو نہ کہا
 اونیٹے بھائی میرے کے پوجا بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھے سو کہا کہ کتا سیاہ شیطان ہے کہا ام محمد
 نہیں شک ہے کہ کتا نماز کو توڑ دینا جو لیکن سیر دل میں گھسے اور عورت سے شک ہے کہا ابن ابی حنیفہ اور کہا امام احمد نے یہ قول اس واسطے
 کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ میں ایسی تھی رات کو حضرت کے سامنے نماز پڑھتے تھے چوبیس رکعت
 ہر شے تھے ہاتھ سے پیر اور گھروں میں اس دن چھایا غصہ دایا اسکو نماز سلم خیر مانے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے
 صحیح ابی حنیفہ کے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے نماز پڑھتے تھے سوا دو ترائیں گدھے پر اور چوڑا بیٹے اسکو لے

۱۲۲

صفت کے سو کچھ پروا نہ کی اور اسکی آپ نے اور نہ پایا ہنسنے لگے میں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے سنا
اسنا صحیح کے گناہوں میں کہتے کے باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہے فضل بن عباس سے کہ زبارت کی چھ نبی صلوٰۃ
علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتابیا جھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ
اونکے سامنے تھیں تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کیا اور کہنے کا ایک حکم ہے
اگر قید ہو غنہ کی اور پھر سیاہ کی بھی ہو تو ابلتہ کوئی حدیث اس سے سچ سے نہیں لی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتْمَمٌ شیخ
جنگل میں نماز پڑھتا ہوں وہ مقام سجدہ میں دونوں بروایت ایک ایک برابر سنو کھڑا کر کے کہ طول اسکا ایک گز کا ہو وگرنہ ایک
اونچل کا مٹا اور ستر کو رکھ دینا زمین پر یا جگہ ستر کے زمین پر نہ کہیں چلنا درست نہیں **ف** اور ستر کی طرف قریب ہونا چاہیے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو قریب ہو ستر سے روایت کیا اسکو حاکم نے اور روایت
اسکو ابو داؤد نے اور اوہ میں ہے کہ قطع کرے شیطان نماز اسکی اور روایت کیا سلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو کرے
سنا اپنے مثل لکڑی بالان اونٹ کے تو غصہ کرے گا جگہ جو سامنے سے ہو گا اور اخراج کیا سلم نے عایشہ سے کہ پوچھے گئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تیرہ مصلی سے سو کا مثل لکڑی بالان کے اور ہر ایک میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا عاجز ہو کوئی تم میں کا اس کے جب نماز پڑھے صحر میں یکہ ہو آگے اٹھ کے مثل بالان اونٹ کے اور یہ حدیث لفظ سے نہیں ملی اور
گو سے مراد ایک تھپڑ اور یہی گز ہر شریع میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جنگل میں تو کہہ سنا
اپنا ایک تھپڑ یا ہی ہے یہ کہ میں اور گمشدہ کمال الدین ابن التمام کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں ملی لیکن روایت کیا ابن جبار اور
حاکم نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو نماز پڑھے طرف ستر کے اور ہر ایک
اسکو جو گز سے اس کے سامنے ہو کہ اور روایت کیا اسکو احمد اور یزید اور زیادہ کیا ابن جبار نے اگر وہ انکار کرے تو اس سے
اور کہ ستر کو ایک ٹوٹی ہوئی کھال کے سامنے ہو اس سے کہ روایت کیا ابو داؤد و ضبابہ بن المقداد بن الاسود انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ
نہیں چکا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے گرد کرتے اسکو مقابل اپنے ابرو یا پائے
ابو کے اور نہیں قصہ کرتے تھے اسکا قصہ کہ کرنے کو یعنی نماز میں اسکی طرف نگاہ نہ کرتے تھے تاکہ تشبیہ ہو کہ ساتھ بت پرستوں کے
اور ولید بن کامل اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور ضبابہ جھول ہے تو جواب سکا یہ ہے کہ جبل قرن ثانی میں مقبول ہے اور وہ ستر کے
سکوت کیا اس حدیث سے ابو داؤد اور روایت کیا نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے طرف ستون کے تو نہ کرے اسکو دریا
آنحضرت کے بلکہ کہنے اسکو بائیں ہر ایک کے مقابل اور روایت کیا ابو علی بن سکن نے اپنی سنن میں ضبابہ سے مثل اس کے اور ضعیف کیا
اس حدیث کا احمد اور ابن جریر نے اور کما فتح القدر میں کہ دلیل ہے ہر دو خطرات کے **ص** اور اگر ستر ہو تو کوئی شخص گز نہ چکا
باستعداد آدمی کے کچھ میں گز سے تو اسکو تسبیح والہ سے سے منع کو ستر دو دو سو سے منع کرنا درست نہیں **ف** کیونکہ
اوہ گز کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہان تک کہ قدرت ہو اور اسکا کہ سے دفع کو کہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سنا اشارت سے دفع کیا اہم سلم کے دونوں لڑکوں کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اسکو ابن القطان نے کہ محمد بن
جھول ہے اور نہیں چھانی جاتی مالو کی لیکن صحت میں ابی شیبہ یا ابن ماجہ میں اس کے باپ سے روایت ہے اور اسکا صحیح جھول ہونا

دین بن قائل
منہ

ابن ماجہ

نائب نہیں چھوٹا کمالی اور تہذیب میں ہر کہ اخراج کیا ہو سکے واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے کہ یہ
 حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کے روایت کیا ہو سکے **صل** اور امام کا منہ مقتدیوں کو بھی کفایت نہ کیا ہو
 جہاں اس میں کئی ناو بجا یا ہوس گئے نہ ہو تو مسٹر کا گناہ درست ہوا کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 لہذا کہ میں اور اگلے سنہ ایک نیت تھا اور عزت میں گئے گذرتے تھے اسکے اور مرا ورتھا واسطے قوم کے مترو
 اور روایت کیا اسکے بخاری مسلم نے اور اخراج کیا ابو داؤد نے اسی باب میں اسناد صحیح سے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل کرواات نماز میں

چلتے سدل کپڑے کا اور وہ یہ ہر کہ چادر کو سر پر کر دے پڑے اور اسکے کناروں کو چھوڑے اس طرح چھکے رہیں اور قبا
 میں نہ لگندھوں پڑے اور وہ فعل آستین کو ہاتھوں میں نہ لے لے اور دونوں طرفوں کو نکال دے **صل** اس واسطے کہ منع کیا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے سدل سے نماز میں اور اس کے آدھی ٹھانپ کیونکہ اپنا رعایت کیا ہو سکے اور او اور حاکم نے اور
 روایت کیا ابن ابی شیبہ نے فقط کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کہ وہ نہ پہننا نماز میں لیکن اسناد میں کی
 صحابی کا نام نہ گذر نہیں ہر صورت ہمارے نزدیک حجت ہوا حضرت عبداللہ بن عباس نے منع کیا تاک کہ چھپانے سے روایت کیا
 یکرہ غدا و اسی طرح سعید بن مسیب اور ابی نعیم اور عطاء کرہ کہتے تھے اس کو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے منع کیا
صل دو سر کپڑے کو سمیٹنا خاک اور فبار سے تیسرے کپڑے یا بستر کے گیلنا **صل** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ اللہ تعالیٰ نے کرہ و حین اسطے تھامے تین چیزیں عین بیفائدہ کلام کہ نماز میں اور نہ شد و زمین اور ہنسی و قہقہہ
 روایت کیا ہو سکے فضا جی طریق ابن المبارک سے انھوں نے اسمعیل بن عیاش سے انھوں نے عبداللہ بن یسار سے انھوں نے یحییٰ
 بن ابی کثیر سے مرسل **صل** چوتھے سب بالوں کا جمع کرنا یا بالوں کو لپیٹ کے جڑ میں داخل کرنا **صل** کیونکہ روایت کیا
 عبدالرزاق نے انھوں نے ثوری سے انھوں نے محمد بن اسد انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے ابو رافع سے کہ کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نماز سے اوش شخص کو کہ باندھ بھالوں کو سر پر اور او سکھو ہر بن عرض کہتے ہیں اور روایت کیا اکھبرانی نے اور اوش شخص کے
 بچے نام حید غیری کا لیا اور کہا انھوں نے ابو رافع سے انھوں نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا او سکھو
 بن ابی ہونی سفیان سے اوسی سند اور حجت اور بھی ہوں ہوی ہر حال میں **صل** پانچویں اور ٹکلیوں کو چٹکانا **صل** کیونکہ روایت
 کیا ابن ابی شیبہ سے انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چٹاؤ اور ٹکلیوں کو اور تو نماز میں ہو کہ
 اور نہ بھارت میں بلکہ کاشمی نے کہ وہ کذاب ہو اور رافضی ہر **صل** چھٹے گردن سے کہ دیکھنا اعلیٰ کلمہ کے گوشے سے بغیر
 گردن چپے کے کہ وہ نہیں **صل** کہ صاحب ہانپے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر رہا نے مسلئی تاک کہ کو بکا تار اور
 کسے سرگوشی کرنا ہی البتہ اتنا کہ کوسے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن ولایت کیا بیہقی نے شعبان بیان کی ہے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہر کوئی ہوس کہ نماز پڑھے کٹے کہ کو مکمل کہ دیتا ہی اللہ او سر ایک فرشتہ کہ بکا تار
 ای بیچہ آدم کے کہ کہتا تو کہ کیا ہوا نماز میں نہری اور کس سے سرگوشی کرنا ہی تو خود اتنا کہ تار اور اتنا کہ معنی یہ ہیں کہ بکا تار
 دیکھنا روایت کیا حاکم نے اور صحیح کیا او سکھو ابو داؤد ابو یوسف کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپنا ہوتا ہے تو جو بظن

جہ سے کہ اور وہ نماز میں ہوتا ہے پھر جہالتغات کرتا ہے بندہ پھر لیتا ہے اللہ موندنا پناہ اس سے اور روایت ہے اس کے فرمایا کہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ توالتغات سے نماز میں ہوا سطر کے التغات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرور ہو تو قفل میں فرض میں روایت کیا
اوسکو ترمذی اور صحیح کیا اوسکو اور گہ گردن پھر مکروہ نہیں کیونکہ روایت کیا ترمذی اور سنائی اور ابن حبان اور حاکم
اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن عباس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التغات کرنے نماز میں دہانتے بائیں اور نہ پھرتے تھے
گردن اپنی کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہے اور کہا ابن القطان کہ یہ صحیح ہے اگرچہ ترمذی طریقے سے غریب ہے اور ظاہر ہوا اوسکا
ایک طریقہ دوسرے ہند بزمین **ص** سا توین لکھو ان کا ہٹانا اگر ایک بار سجدے کے لیے **ف** اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم
عبث سے ہو مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جگہ پہنچے تو اوسوقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے ابو ذر کے کہ ایک بار ای ابو ذر ورنہ چھوڑا اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شے کو یہاں تک کہ پوچھا نہیں آپ کے منکر یوں کہ بتائے کہ لکھنا
خصمت دیتا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کما دارقطنی نے اور وہی صحیح ہے
اور روایت ہے کتب ستین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مسح کر لکھو یوں کو اور تو نماز پڑھتے ہو اور اگر ضرورت پڑے تو لکھنا
اور روایت اس کے مصنفین ہیں **ص** آٹھویں کمر پر ہاتھ رکھنا **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ کے ابو ہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر پر ہاتھ رکھے
اور دوسری وجہ کہ امت کی یہ ہے کہ مخالف ہے سنت شہور کہ اور وہ ہاتھوں کا باندھنا ہی نا پسند ہے **ص** نویں دنون
ہاتھوں کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دشوین کے کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سرین پر بیٹھے اور دونوں
زانو کو کھڑکے کیا دھوپ سجہ میں دنون باز کو بچا دینا **ف** کیونکہ یہ آپس میں ہے کہ فرمایا حضرت ابو ذر کہ منع کیا محکو
سیر دوسٹ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے ایک یہ کہ جو نیچے ماروں مثل جو نیچے مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی
سجہ میں جاؤں اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں مثل بیٹھک کتے کے اور یہ کہ بچاؤں میں بچاؤ لوٹری کا اور تیشہ
غریب ہے نہیں ملی محکو اور سنا حدیث میں ہے ابو ہریرہ سے کہ منع کیا محکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے اور ذکر کہ دوسری
دو چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ التغات ماندا التغات لوٹری کے اور صحیح حدیث بیٹھک کتے کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع کرتے تھے گھائی شیطان اور گھائی شیطان کی کہنے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچاؤ آدمی دونوں بازو اپنے مانند
بچانے درندوں کے واللہ اعلم **ص** بارھویں چار زانو بعد بیٹھنا **ف** اس واسطے کہ خلاف سنت ہے **ص**
یہ دھوپیں اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب میں یا دوکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا دوکان پر اور امام کا نیچے
ف اس واسطے کہ وہ مشابہ ہے اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہیں اور اوس میں امام کھڑا ہوتا ہے
اور دوکان کی بلندی بعضوں نے کہا ہے کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے ایک ہاتھ اور اس کے مین کہ اس میں نہیں
اور بعضوں نے کہا ہے کہ مسجد جب تک ہو کہ تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو **ص** چودھویں کھڑا ہونا سلا
صحت کے نیچے جسمیں جگہ باقی ہے **ف** اور اوپر بیان اسکا گذر اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف سے کہ یعنی صف میں جو جگہ باقی ہو تو اسکو بند کرے اور بعض روایات میں ہے کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر سجدہ نہ تھا
تہجد صحت پر ہوگا **ص** تہجد میں تصویر کا ہونا سکرے اور یا اس کے آگے یا برابر اور اگر تہجد سے پہلے قدم کے ہونے کا وہ
ف کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں کہتا ہے یا تصویر ہی روایت کیا اسکو مسلم و ابوداؤد
 ایک صریح دلیل میں اور اسے معنی میں بہت حدیثیں صحیح آئیں ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے
 ملا کہ اس گھر میں کہتا ہے یا تصویر میں ہوں **ص** تو ٹھہروں ہر شے نماز پڑھنا سستی اور کمالی کے سبب ہے اور اگر
 واسطے عاجزی کے پڑے تو مکروہ نہیں مگر وہیں پڑے کیڑوں میں جو گھر میں پہن رہتا ہے اور لوگوں کے پاس اون کیڑوں سے
 نہیں جاتا اون کیڑوں سے نماز پڑھنا **ف** کیونکہ لوگوں کی تو عزت کرتا ہے اور شرم کرتا ہے اس کے پاس پڑے کیڑے ہیں کے
 جانے سے اور نماز کی کج عزت و آبرو نہیں حال انکہ اگر کسی اسیر کے دربار میں جاتا ہے تو جو اس کے عمدہ کپڑے ہوتے ہیں اسکو پہن کے
 جاتا ہے کہ جب گاہ احکام میں جاتا ہے تو جو اچھے کپڑے ہوں بغیر تمام اس سے نماز پڑھے اور یہ جب ہی کہ اس کے پاس اور
 کپڑے ہوں نہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اونھی کیڑوں سے جو پہنے ہیں نماز پڑھے **ص** اٹھا رہو بنیال کے دو کر کرنے
 کیواسطے نماز میں پیشانی کا زین پر ملنا اور میسورین آسمان پر نظر کرنا تمیزین سجدہ کی طرح کے بیچ پر کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابن ابی شیبہ نے عیاض بن عبد اللہ دمشقی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہے اور بیچ حملے کے سوا شاور
 ہاتھ سے کہ اوٹھالے حملے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کر کے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن مسعود
 سے کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتا لیتے تھے عمار سر سے اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر اور جعد بن ہبیر سے
ص الکیسورین آیتوں کا گنا **ف** اسوئے کہ یہ شغل ہی نماز میں **ص** بائیسویں کپڑا جس میں تصویر ہو اور گنا
ف کیونکہ وہ شاہدیت کے اوٹھالے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہے **ص** اور سجدہ کے اوپر دلی اور پیشانی پر
 پہنانہ مکروہ ہے **ف** بسبب عزت اور حرمت سجدہ کے **ص** اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہے **ف** کیونکہ اس میں
 قلت جماعت ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ گچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا سجدہ میں
 اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ پیشا بات میں کرتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب نہاتے تھے راہ طون ستون غیر کے کہتے تھے کہ سیر واسطے تیری بیٹھ ہے اور مخالف
 اس کے جو روایت کیا بزار نے حضرت علی سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اسکو
 کہ اعادہ کرے نماز کا اور اسی طرح جس نے کہ پیچھے بھی درست ہے کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز
 نہایت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عائشہ کے اور وہ موتی تحمین در بیان ان کے اور در بیان قبیلے کے اور
 مخالف ہوا اس کے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نماز پڑھو پیچھے سب سے اور باتیں کر نیوالے کے
 لیکن وہ ضعیف ہے اور بھی مروی ہے بزار میں ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا میں کہ نماز
 پڑھوں میں طرف اون لوگوں کے جو کپڑے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور کہا بزار نے کہ نہیں جانتا ہوں میں اسکو مگر ابن عباس سے
 اور جواب دے سکا یہ کہ جب آواز اون کی شدت ہو اور اس خوف شغل کا ہو نماز میں **و** اللہ اعلم **ص** اور خبر میں

کہ تصویر بن بنی مین اگر اسپر سجدہ نہیں کرتا تو ہزار ہزاروں مکروہ نہیں اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھائی نہیں دیتی یہو اچانک
اوپر کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہو تو مکروہ نہیں اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ بھی نماز میں مکروہ نہیں **ف**
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَقْتُلُوا الْاَشْيَاءَ بَيْنَ وَكُلِّكُمْ فِي الصَّلَاةِ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ بچھو اگرچہ تم نماز
میں ہو مگر وہ بھی حدیث صحیح ہے اور اس میں اگر عمل کثیر بھی ہو تو بھی نماز میں کچھ حرج نہیں اور بھی صحیح **ص** اور جس
گھر میں کہ مسجد ہو اوس گھر کی جہت پر پیشاب کرنا مکروہ نہیں ہوا سطلے کہ وہ مکمل مسجد کا نہیں لگنا کہ پیشاب اوسپر مکروہ ہو کہ

باب تراویح اور نوافل کے بیان میں

وترامام اعظم کے نزدیک واجب ہو اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہے **ف** اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اتنے زیادہ کیا تمہاری نمازوں میں ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو دریا
عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہے مین اور یہ حدیث مروی ہے عمرو بن ابی العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ مین بھی مروی ہے اور خارجہ بن حذافہ اور ابو ہریرہ
غفاری سے تو حدیث عمرو بن عقبہ کی روایت کیا اوسکو اسحق بن راہویہ سند مین ثنا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ ثنا قُتَيْبَةُ
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ مَرْثَدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عُقْبَةَ
بْنِ عَامِرٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً هِيَ لَكُمْ خَيْرٌ مِنْ حُمْرِ التَّمَرِ الْوُتْرُ وَهِيَ لَكُمْ كَفْيًا
بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ مِثْنِي تَحْقِيقٌ کہ زیادہ کیا تمکو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہو واسطے تمہارے سرخ چار پلوں
سے اور وہ وتر ہے دریا عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا بھی بن مین نے ثمرہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی روایت کیا
اوسکو دارقطنی اور طبرانی نے نصر ابو عمرو سے اوسنے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب فقر
اور لیکن حدیث ابن عمر کی سوا خارج کیا اوسکو دارقطنی نے غرائب مالک مین اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے
اور الفاظ اسکے یہ ہیں إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً وَهِيَ الْوُتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی
اور الفاظ اوسکو وہی مین جو حدیث ابن عباس کے چھ کور روایت کیا ابانے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ کی اخراج کیا
اوسکو دارقطنی نے اور اس میں یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو کیا بکو سو جمع ہو ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
اوسکی بھر کہ تمہیں اتنے زیادہ کیا تمہارے واسطے ایک نماز کو اور تم کو کیا بکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن عبد اللہ غزالی
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْمَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً إِلَى صَلَاتِكُمْ وَهِيَ
الْوُتْرُ مِثْنِي یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمہارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہے اور سنا اوسکا صحیح ہے لیکن خُجَلِ مِثْنِ کچھ کلام ہی بحال
وجہ حسن کہ نہیں اور حدیث ابو ہریرہ کی روایت کیا اوسکو مالک نے ابن ابیہ سے اسخون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا
نینے ابو نصر غفاری سے کہتے تھے سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے عقیق کہ زیادہ کی اللہ تمکو ایک نماز
اور وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو دریا عشا کے نماز صبح تک اور سکوٹا کیا اوسنے حاکم نے لیکن ابن ابیہ ضعیف ہے کہ شیخ ابن التمام

ابن عمر سے روایت کیا ہے

ابن عمر سے روایت کیا ہے

ابن عمر سے روایت کیا ہے

ابن عمر سے روایت کیا ہے

اعمال کو پسند فرماتا ہے کہ تین رکعت میں کیا اس کی شیعہ نے حَلَّ شَنَا حَصَّ شَنَا شَنَا شَنَا شَنَا شَنَا
 قَالَ اِنَّكُمْ لَتَمُوتُوْنَ عَلَى اَنْ اَلُوْا ثَلَاثَ لَا تَسْلَمُوْنَ اَلَا اَنْتِ اَخِيْرُ قِيَامٍ اِنِّیْ اَمَّا کَیْسُ عَلَمٌ لِّکَ وَ ذَرِ
 تِیْکَ تَمِیْنِیْ مِنْ سَلَامٍ بِسْمِ اللّٰہِ اَخِرِیْنَ اور حدیث کا مطالعہ بھی عبد الرحمن بن ابی مرزوقہ انسوی نے اپنے باب میں
 سنا ہے کہ تین رکعت میں سید بن مسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارص بن زید اور ابو عبد
 بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہا ہے کہ دو تیرین رکعتیں ہیں نہ سلام پیر گزرا خیر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک
 چارہ ایک رکعت بڑے چارے تین چارے پانچ اور دلیل ادنیٰ و حدیث ہے جو اوپر گذری اور زید بن اسحق نے اَلُوْا ثَلَاثَ سَلَامٌ
 وَ اَحَدٌ ثَمَّ اَخِرُ الْمَلِیْلِ یعنی خیر ایک رکعت ہے آخرات میں اور حدیث صحیح بخاری میں ہے غرض چارہ سب باتوں کا یہ کہ
 حدیث میں دونوں طرف موجود ہیں لیکن نہ سب صحیح ہی ہے نہ تیسرے کم بھی نہ بڑے اور نہ زیادہ کہے کیونکہ تیس رکعت کا ثبوت
 بخلاف غریب بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اوصاف و غیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت بڑھنے سے نہی وارد ہوئی
 تو مقتضا احتیاط یہی ہے کہ تین رکعت بڑھ کر سب کے نزدیک درست ہو وَاَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْاَصْحَابِ ص ہمیشہ میری
 رکعت و تیرین قبل کوع کے دو دن ہاتھ اوٹھا کے تکبیر کیے و ما قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرہ دن
 رمضان آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور پھر بھی تیرین پڑھے **ف** ہانا چاہیے کہ اس جگہ پر تین خلاف ہیں اول تو یہ کہ
 جب قنوت پڑھے و تیرین تو قنوت پڑھے قبل کوع کے یا بعد کوع کے دوسرے یہ کہ قنوت و تیرین تمام سال پڑھا کرے یا فقط
 آخر رمضان میں یا دوسرے کہ سوا و تیرین اور جگہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ص** اسو اوڑ کے کسی
 نماز میں دو ما قنوت پڑھا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد کوع کے بھی قنوت پڑھا کر
ف تو اہل سنی میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا داؤد طغی نے سید بن غنم سے کہ اس نے سنا میں ابو بکر اور عمر
 اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہتے تھے پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر و تیرین اور آخر و یکا جہ
 کوع کے ہر لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر شریک واجب ہوا ہر نقصت بڑھ جاوے اور اس رت میں قبل کوع بھی قنوت پڑھنا
 آخر نماز میں ہر اور ایک حدیث صحیح بخاری کی دلیل ہے کہ روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا اوکو کہ اسکا
 مجاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کلمات کہتا ہوں میں اوکو و تیرین جب وٹھا ہوں **سَلَامٌ عَلَیْکَ اَھْلَیْ دِیْنِیْ فِیْمَنْ**
حَدَّثَیْتُ اَخِرَکَ اَھْلَیْ دِیْنِیْ اسکا قنوت میں آویگا اور دلیل بخاری یہ ہے جو روایت کیا انسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم
 نے ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تیرین پڑھتے تھے قنوت قبل کوع کے اور ایک نغمہ میں نسائی کے یہ ہے کہ تھے و سچ
 ستر رکعت کھل میں **سَبِّحْ لَہُمْ کَلِمَاتِ اَلْحَمْدِ اَللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اَلْکَیْفُ مِنْ اَوْثَرِیْ** میں **قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ** پڑھتے تھے
 و وضع کیا اس میں شک ابو داؤد نے سبب طلب کے اور صحیح ہے کہ زیادہ قنوت کی اگرچہ متفرق ہو تب عمل ہو اور اگر تسلیم کریں تو ثابت کیا
 خطیب نے کہ بالقیس میں پسند صحیح عبد اللہ بن شہود کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی تیرین قبل کوع کے اور ذکر کیا
 اوکو کہ ابن ابی ریحہ نے تین میں اور کہتے ہیں کہ اس کو بھی عبادت کیا ابن ابی ریحہ نے **حَلَّ شَنَا حَصَّ شَنَا شَنَا شَنَا** میں کہا کہ
یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ عَنَّا اَیُّہَا عَمَلُہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّہٗ قَنَتَ قَبْلَ کُوعِ

باب فی تلوید و غافل کہیں

فی الجائزۃ فموت برمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع کے وتر میں لیکن اسناد اسکا ضعیف ہے۔ مسلمان ابن ابی ہریرہ کے اور روایت کیا ابو نعیم نے علیہ میں عطاری بن سلم سے انھوں نے عطاری بن سید سے انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انھوں نے ابن عباس سے کہا کہ وتر بعد نمازی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ میں رکوع کے سو قنوت پر بھی اوسمیں قبل رکوع کے اور اخرج کیا بلال بن اوسمیں محمود بن حمزہ وری سے ثنا سہیل بن عباس الرقیدی ثنا سعید بن صالح القداح عن کافح بن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحذر ان یثکلت رگلاتہ و یجھل القنوت قبل التکبیر کہ ابن عمر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ میں رکوع کے سو قنوت کو قبل رکوع کے اور قول ابو نعیم کا غریب ہے حدیث حبیب سے اور عطاری کا اس سے عطاری بن سلم نے اور قول بلال کا کہ نہیں روایت کیا اور کعبہ سے مگر حدیث بن سالم نے کچھ وجہ بعد کو نہیں کیونکہ اوپر بیان کیا ہے کہ زیادتی شخص مقبول ہو یا وجہ اس بات کے کہ انفرادی بیان زیر سے روایت سنائی میں اور قنوت کا عطاری سے اور قنوت سعید کا عبد اللہ سے ساتھ ہے حدیث ابن مسعود کے روایت سنائی میں اور عطاری کے محبت قانع کیونکہ ابانفرادی بلال کثرت ہو گئی اور خصوصاً جبکہ ہر طریقہ حسن حیا ہے اور وہ جو حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اس سے یہی ہے کہ ایک مینا پڑھی تھی اور پھر ترک کی دلیل اس کے جو روایت کیا عامر احوال نے کہ پچھلے مینا اس سے قنوت کو نماز میں تو کہنا کہ مان پھر کہا مینے کہ قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے کہ قبل رکوع کے کہا مینے کہ فلا نے شخص نے خبر دی مجھ کو تیسے کہ بعد رکوع کے کہا وہ جو پڑھتے ہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے مگر ایک جینے کہ شیخ ابن السام نے وعاکم کان نقۃ جڈا اور عامر تم تھانقہ نہایت دھوکا اور عمل صاحب اس پر جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود اور صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور دوسرے سننے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا ابو داؤد کہ عمر نے جمع کیا آدمیوں کو اوپر ابی بن کعب کہ تو وہ نماز پڑھتے تھے ساتھ ان کے میں تین جینے سے یعنی رمضان اور نہیں قنوت پڑھتے تھے ساتھ ان کے مگر نصف اخیرین رمضان سے توجہ عشر اخیراً آتا تھا جماعت نہیں کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر میں اور اس میں کے لیے ایک طریقہ دوسرے ضعیف کیا او سکونونچی خلاصہ میں اور وہ جو روایت کیا ابن عدی ان شخص سے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے نصف رمضان میں ضعیف ہے ساتھ ابو ہریرہ کے اور ضعیف کیا او سکونونچی نے اور دلیل ہماری وہ ہے جو ہر ایک میں ہے کہ فرمایا حضرت حسن جب کھائی او کو دعا قنوت کہ کر اس کو اپنے وتر میں اور یہ روایت غریب ہے نہیں ملی اور شہور وہ ہے جو جمہور میں سنن اربعہ میں یزید بن ابی مریم سے انھوں نے ابی الجوز سے انھوں نے حسن بن علی سے کہا کہ دعا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات تر میں یا قنوت تر میں اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتوکلنی فیمن توکلت وبارک لی فیما آعطیت ورفی شرمہما فضلت اناک تقنی ولا یقضے علیک واللہ لا یدل من کمالک شبارکت ربنا وتعالیکت کہ ترمذی نے اسناد اسکا صحیح ہے جس میں روایت کیا او سکونونچی نے اور کہا اوسمیں کہ جب او تھا تین سالہ اور وہ باقی رہتا تھا مگر سجدہ اور اخرج کیا اربعہ اور حسن کہا او کو ترمذی نے حضرت علی سے کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر میں اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتوکلنی فیمن توکلت وبارک لی فیما آعطیت ورفی شرمہما فضلت اناک تقنی ولا یقضے علیک واللہ لا یدل

کعبہ

نماز

شکیبان بن قیس ثمالی قال کنت عند انس بن مالک ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
 فلم أقف في صلاة الفداة يعني كما قال بن فرقد في تها من سائر الناس وجميع سنة قنوت يرمي بالانحوس في
 نماز فجر میں اور بھی قنوت یعنی طول قیام کے بھی آیا اور جائز ہے کہ یہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہوا قنوت
 اور وہ صحابہ ہوں ماقنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے افضل الصلوۃ طول القنوت یعنی
 افضل صلوۃ وہ جو میں طول ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کیا ابن جابر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تھے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز صبح میں مگر یہ دعا کرین اسطے کسی قوم کے یا دعا کرین کسی قوم کو اور اس قنوت سے
 مراد طول قیام ہے کہ قنوت یعنی طے کے طرح ثابت ہوگی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک سعد بن طارق شہمی سے انھوں نے اپنے پاس
 کہا کہ نماز پڑھی سینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے عمر
 رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سونہ قنوت پڑھی پھر
 کراہی بیٹے میرے یہ بدعت ہے روایت کیا ابو سکونانی اور ابن ابی شیبہ اور زہری اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ماجہ میں ہے
 کہ سینے اپنے باپ سے کہا کراہی باپ سے نماز پڑھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے اور پیچھے
 حضرت علی کے کہنے میں بائیں برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر میں کہا کہ اسی بیٹے میرے محمد بنی بدعت ہے اور اخرج کیا
 مانند اسکے ابن ابی شیبہ اور اس سے باطل ہو گیا قول غازی ماکہ قنوت فجر میں متصل ہے خلفا اربعہ سے اور اسی پر جمهور میں اور بھی
 روایت کیا ابن ابی شیبہ ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں اور روایت کیا حضرت علی سے کہ جب قنوت
 پڑھی انھوں نے نماز صبح میں اٹھا کر کیا لوگوں نے اون پر ہونے انھوں نے مد مانگی کہ اپنے دشمن پر اور انکار کرنے والے لوگ صحابہ اور
 تابعین تھے اور بھی روایت کیا ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فجر میں اور صحابہ
 ابن عمر سے کہ کہا انھوں نے قنوت فجر میں نہیں دیکھا سینے اور نہیں جانا سینے اور کتاب غایت میں ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے
 کہا کہ نہیں ہم اللہ کی نہیں پہچانتے میں ہم اس کو اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا سینے ابن عباس سے کہتے تھے
 قنوت نماز فجر میں بدعت ہے اور کہا ابو سکونان میں ہے اور وہ جو نقل کیا غازی نے کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے ساتھ اپنے
 باپ کے نماز فجر میں سو یہ غلطی ہو کیونکہ اوپر گذر کہ حضرت عمر نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں اور سناد او سکانات صحیح ہے اور وہ
 یہ کہ محمد بن حسن نے ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلمۃ عن ابن ابی شیبہ النخعی عن الاسود بن زید
 انکما عجب عن ابن الخطاب یسینین فی السفر والحضر فلو یزکنا فی الحجۃ یعنی ہود صحبت میں رہے
 عمر بن الخطاب کی برہون سفر اور حضر میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا انھوں نے حضرت عمر کو نماز فجر میں اور اس سند پر کسی طرح کا
 غبار نہیں اور نسبت ابن عمر کی طرف نسبت ان کے اس امر میں نہایت بعید ہے کہ چونکہ نسب ان اور اس امر میں ہوتا ہے کہ کبھی قنوت پڑھتے تھے
 اور یہ ہر نماز صبح میں تھا تو کیونکر نسب ان کو قنوت کیا جاوگا باوجود اسکے کہ خود ان کا نقل ہے ما شہدنا فی ما عجلت
 یعنی نہیں دیکھا سینے اور نہیں جانا سینے واللہ اعلم **خاص** اور پڑھے وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ سورت یعنی تیسری رکعت
 میں بھی ہوتے پڑھے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت علی پہلی رکعت میں صبح اسم ربک لا ملیٰ پڑھا اور دوسری میں علی علیہ السلام

اور قیسری میں قل هو اللہ احد روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ کو یہ حدیث میں اور بیان اسکا جو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ترمذی نے اسے تواتر میں مذکور ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہے اور اسکی تائید اری کہ جسے کہ
 چکا کہ اسے اسے اور جانا چاہیے کہ ترمذی نے اسے شافعی کے بعض لوگوں کے نزدیک سنت قرار دیا ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک سنت
 ترمذی کے نزدیک سنت قرار دیا ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک سنت قرار دیا ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک سنت قرار دیا ہے

فصل نوافل کے بیان میں

قبل نماز اور بعد نماز دو رکعتیں پڑھنا سنت ہیں اور قبل نماز اور بعد نماز دو رکعتیں ایک سلام سے پڑھا جائے اور اس
 حصہ اور بعد نماز کے مستحب ہیں اور اصل اس باب میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص نماز کے
 اور بارہ رکعتوں کے سنت سے پہلے اسکا ایک گھر لو سکھایے جنت میں چار رکعتیں قبل نماز کے اور دو رکعت بعد نماز
 اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے
 بن زیاد سے انھوں نے عطاء انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب قرار دی ہے اور بن زیاد کا
 کیا ہے اور اس میں بعض اہل علم نے اس کے خطا کے سبب اسے سنتی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد یہ روایت کیا اسکو جو اسی
 ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے ہمیں یہ کوئی بندہ مسلمان نہ پڑھے واسطے کہ
 ہر روز بارہ رکعتیں نفل کرنا اور بیگانہ واسطے اس کے گھر جنت میں زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہا کہ چار رکعتیں قبل نماز کے اور دو رکعت
 بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے
 کہ متون کے بعد غسل کے باقی رہیں چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار قبل عشاء اور چار بعد عشاء تو ایسا پابندی
 کہ چار قبل جمعہ کے مستحب ہیں روایت کیا ابو داؤد اور احمد اور ابن خزمہ اور ابن ماجہ نے دونوں نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے
 ابن جریر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس مرد پر جس نے چار رکعتیں قبل عصر کے گھر ترمذی
 سن عربی اور بعضوں نے کہا کہ یہ کہ دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے اور دو رکعتیں بعد نماز کے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتیں اور روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا کہ چار رکعتیں
 دو رکعتیں چار رکعتیں قبل جمعہ کے تو ثابت ہیں چار رکعتوں قبل نماز کے اور چار رکعتیں بعد جمعہ کے تو اس واسطے کہ روایت کیا
 ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم میں سے جسے کی تو پڑھے بعد اس کے چار رکعتیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور
 ترمذی نے اور اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ دو رکعتیں بعد جمعہ کے روایت کیا اسکو ابو داؤد و نسائی نے اور لیکن چار بعد غسل کے سو
 روایت کیا ابو داؤد نے شرح بن مانی سے کہا کہ پوچھا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ ہمیں یہ پڑھنا
 تھا اور پڑھنے کے بعد چار رکعتیں یا چار رکعتیں آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو عبد بن حمزہ نے براہین مازب سے کہ
 فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل نماز کے چار رکعتیں گو یا کہ اس نے تہجد پڑھا تو میں نے اسے چار رکعتیں بعد نماز کے کہ یا کہ
 پڑھنا اس نے چار شب قدر میں اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ دو بعد غسل کے پڑھے اور دلیل اسکی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے
 کہ ہمیں جو پڑھتے تھے آپ چار قبل نماز کے اور دو قبل صبح کے اور ترمذی سنون کی بڑی تاکید فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو رکعتیں قبل نماز کے

بن زیاد

نہیں ہوتا ہے

بہترین ہماری روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار کتب میں قبل اہل ہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہی یعنی دو رکعتوں کے بعد
 پچیسے بلکہ چار من چھ اور امام شافعی کے نزدیک دو رکہ کے پڑھے اور تسک کیا یعنی اوس سے جو روایت کیا ابو داؤد نے
 اور ترمذی نے شامل میں ابو ایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت نے کہ چار قبل اہل ہر کے نہیں ہو اوسمین سلام کھولے جاتے ہیں
 اونکے واسطے دروازہ آسمان کے اور ضعیف یہ حدیث بسبب معیدہ بن معتب ضعی کے اور ایک لفظ میں ترمذی کی شامل میں ہے
 کہا یعنی رسول اللہ کیا اوسمین سلام فاصل ہر کہا کہ نہیں اور اسکا ایک وسر اطریت ہو جو روایت کیا اسکو امام محمد بن
 سولامین حل تھا لکن عامل الجعلی عن ابن اہیمو والشعبی عن ابی ائوب الانصاری انہ علیہ السلام
 کان یصلی اربعہ رکعات فی کل صلاۃ فقال ان ابواب السماء تقف فی ہذہ الصلاۃ
 فاحب ان تصعد فی ثلاث الساعۃ خیر فقلت انی کالمین فرأیہ قال نعم قلت ایفصل بینہما
 قال لا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار کتب میں قبل اہل ہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو ایوب نے اس سے پھر فرمایا حضرت نے
 کہ کھولے جاتے ہیں اس ساعت میں دروازہ آسمان کے سوچا ہوتا ہوں میں کہ پڑھے اس ساعت میں میری کوئی نیکی کہا یعنی کیا سب
 رکعتوں میں قرات ہو فرمایا کہ ہاں کہا میں نے کیا فصل کیا جیسے اعلان جاردن میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی چار رکعت سبچ میں سلام
 نہ پچیسے **ص** اور دن میں چار رکعت فضل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہیں اور رات کو آٹھ رکعت زیادہ اور چار کتب میں
 دین میں ایک سلام سے پڑھنا افضل ہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک سات میں ہر دو رکعت میں ایک سلام چاہیے اور دلیل
 اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ اس پر اور اگر کراہت بخوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جواز کے اور فضل
 رات میں نزدیک صاحبین کے دو دو ہیں اور دن میں چار چار اور امام شافعی کے نزدیک سات دن میں دو دو پڑھنا افضل ہے امام ابو
 کے نزدیک چار چار پھر رات دن میں فضل میں امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ صلوٰۃ اللیل والثلثا
 مثنی مثنی یعنی نمازین رات کی دو دو ہیں روایت کیا اسکو صاحب بن اربعہ نے ابن عمر سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار
 تراویح پر ہے اور یہ حدیث اسکی ہذا میں شعبہ کہ ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ اوسمین تو بضعوں کو سکور فرمایا اور بعضوں نے
 وقف کیا اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہیں بیان کیا دن کی نماز کو اور
 ایسا ہی چوتھین میں اور کما نسائی نے یہ حدیث نزدیک سیر خطا ہی اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبریٰ میں کہ اسناد او صحابہ ہیں
 اوس کلام کی واسطے کہ وجود نہ کا نہیں مانع ہو خلاصہ دوسری جہت کے عارض بنی ہو ثقاہ کو اور یہ واسطے روایت کیا اسکو
 حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں پھر کہا کہ رجال اسکے ثقہ ہیں مگر یہ کہ اس میں علت کی اس کے ذکر سے کلام طویل ہو گا انتہی اور بقدر
 تسلیم کے قریب اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہے کہ فرمایا حضرت صلوٰۃ اللیل مثنی مثنی یعنی نماز رات کی
 دو دو ہیں اور نہیں ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہ حضرت عائشہ نے نہیں نماز پڑھی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے عشا کی بھی اور آئے سیر سے پاس مگر پڑھیں چار رکعتیں اور اس معلوم ہوا کہ رات میں چار رکعتیں ایک سلام اپنے
 پڑھیں اور روایت کیا ابو داؤد حضرت عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر طے تھے کہ میں
 پڑھتے تھے چار کتب میں پڑھتے تھے اپنے فرش پر سوئے کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم میں یہ حدیث معاذہ سے کہ پڑھا پھر حضرت عائشہ سے

کہ کئی کتین پڑھتے تھے نماز نعلیٰ کی کما کجا کر تین اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کیا ابو یعلیٰ مصلیٰ نے
 ابنی سند میں حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ شَنَا طَيْبُ بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ قَالَتْ عَمْرُو بْنُ سَعْدٍ أُمُّ الْمُصَنِّفِ
 عَائِشَةُ نَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ الصَّلَاةَ أَزْهَرَ لَعَابٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا سَلَامٌ
 یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے جاہشت کی جاہر کتین نہیں کرتے تھے چھ من دو کے سلام اور لکین اول صریح ثابت
 نہیں تاکہ ایک ہی سلام چاروں پڑھتے تھے اور ایک دلیل یہ جو مروی ہے محمد بن ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے کہ انھوں نے پوچھا حضرت
 رضی اللہ عنہا کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کما کہ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں اور نہ غیر رمضان
 میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے جاہر کتین تو نہ پوچھا اور کہتے حسن اور طول سے پھر چار سو پوچھا اور حسن اور طول سے یعنی بہت
 اچھی طرح طویل سے پڑھتے تھے اور یہ جو بعد اچار چار کو بیان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوا یہ والا کتین آخر رکعت سو نہ پوچھا لفظ
 حسن اور طول سے اور اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ آپ نے چار کتین ایک ہی سلام سے پڑھیں تھیں اور اس حدیث سے
 مراد یہ ہے کہ دو دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہی یا یکہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یکہ ہر دو رکعت کے بعد سلام چھپے
 اور دلیل سہرہ ہی جو اخراج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد انھوں نے عبداللہ بن سعید
 انھوں نے عمران بن ابی سے انھوں نے عبداللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن کاعبہ سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو رکعتیں میں تشہد پڑھا جاتا ہے ہر دو رکعت میں واللہ اعلم **ص** فرض کی دو رکعتوں
 اور تراویح نوافل کی سب کتوں میں قرات فرض ہے **ف** کیونکہ مروی ہے محمد بن ابوقادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے ظہر میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اوپچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گزرجاگا اگر تسبیح پچھلی دو رکعتوں
 کے یا چچکا ہے تو بھی درست ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سے انھوں نے علی بن ابی رباح سے انھوں نے
 کہ انھوں نے قرات کر اول کی دو رکعتوں میں اور تسبیح کی پچھلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ روایت فرمیں کہ اور بتا
 کیا امام محمد نے سوا میں شَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْقُرَشِيُّ عَنْ حَاجِّ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
 بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ لَا يَقْرَأُ خَلْعًا وَلَا مَامٍ فِيمَا يَخْتَلِعُ فِيهِ وَنِيَّ الْخَلْفَاءُ فِيهِ مِنْ الْوَلِيِّينَ وَالْأَكْثَرُ فِيهِ
 وَلَا إِذَا خَلَعَ وَحْدَهُ قَرَأَ فِي الْوَلِيِّينَ بَعْدَ خَلْعِهِ وَسُورَةً وَلَا يَقْرَأُ فِي الْوَلِيِّينَ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ سِوَا
 رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز ہری نہ نماز سری میں اور پچھلی دو رکعتوں میں اور چنانچہ
 پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتوں میں **ص** اور جس نفل کو
 قصد شروع کر لیا ہو وہ تمام کرنا اور کا لازم ہے اگر مطلق یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو تو اگر کھڑے سے شروع کیا ہو
 مثلاً اوسکو معلوم ہو کہ ظہر میں نہیں پڑھی اور اس سے شروع کی اور بعد اسکے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑ چکا ہوں اور اس سے
 نماز توڑ دی قصداً کرنا اور اسکا واجب نہیں اور اگر جاہر رکعت نفل شروع کی پہلے دو گانے میں تو توڑ دیا ایک دو گانے کی قصداً نہ آدمی
 اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو رکعتوں کے بعد پیشہ کے قیامی رکعت کے واسطے کہ پڑھا ہو کو
 تو یہ یا تو فقط دو رکعتوں کے یا دو گانے کی قصداً کرنا کیونکہ اول دو گانے تمام پڑھا اور یہ اس پر مبنی ہے کہ ہر دو گانے ایک نماز ملے ہے **ف**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلَوةُ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ مَغْفِقَةٌ مَغْفِقَةٌ یعنی نماز تہجد کی دو دو رکعتیں پڑھ کر
 ہر دو رکعت ایک ایک بار گرجا کر رکعت نفل کی نیت کی اور دو تون دو گانہ یا تہجد دو گانے یا دو سو سو گانے یا دو سو سو گانے
 کی ایک رکعت میں یا اول دو گانے کی ایک رکعت میں یا اول دو گانے میں اور دو سو سو گانے کی ایک رکعت میں قنات ترک کی دو رکعتوں کی
 قضا لازم آوے گی اور اگر ہر دو گانے کی ایک رکعت میں یا دو سو سو گانے میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چار رکعتوں کی
 قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چوتھی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور آٹھویں
 صورت میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں اگر
 نزدیک قضا دو رکعتوں کی لازم آوے گی اور امام صاحب کے نزدیک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور دو صورتوں میں چار رکعتوں کی
 اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورتوں میں دو رکعتوں کی اور چار صورتوں میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتوں میں
 دو رکعت لازم آوے گی اور سب ائمہ صوفیہ میں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دو گانے کے تشہد میں تو مرد اور عورت
 دو گانے کی قضا لازم نہ آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور بیچ میں ایک نہ بیٹھا اور اول دو گانے کی قضا لازم نہ آوے گی اور بیٹھے
 نفل پڑھنا اگر چہ کھڑا ہو سکتا ہو درست ہے **ف** کیونکہ روایت کیا جات ہے سے اسلم کے عمران بن حصین سے کہ اس نے پوچھا کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہو کے تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھے پڑھے اس کو
 اجر برابر نصف قائم کھڑے اور جو شخص پڑھے لیٹے تو اس کو اجر برابر نصف قاعد کے جو اور قائم کے منی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا
 اور قاعد کے منی بیٹھے کے پڑھنے والا کہا امام نووی نے کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھے کے پڑھنا بعید جائز نہیں
 تو اگر عاجز ہو قیام سے اور بیٹھے کے پڑھے تو اس کا اجر قائم سے کم نہیں انہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
 مرد یا سافر تو ثواب اس کا مثل صحیح تندرست اور قیام کے لکھا جاوے گا اگرچہ اس کا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین
 مخصوص ہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھے کے اور پوچھا صحابہ ارشاد فرمایا آپ نے کہ ثواب کا نصف
 قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں مثل تھا کہ روایت کیا اس کو اسلم نے ابن عمر سے **ص** اور کھڑے ہو کے شروع کرنا اور پھر بیچ میں
 بیٹھنا جائز ہے اور نفل ہر شہر کے سواری پر اگر قبیلہ کی طرف موند نہوا تھا ہے درست ہے **ف** اور ہر شہر کے
 اس میں قید ہر شہر کا مذکور نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے
 حار پر اور نہ متوجہ نہ تھے طرف خیمہ کے یعنی موند آجانبہ کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہے تو اپنے موروث
 منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح و ذکر میں گور ہو روایت کیا اس کو اسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور ابی یوسف اور اسلم اشارے کا
 ذکر نہیں اور غلطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمرو بن یحییٰ کی کہ اس نے علی حار کا لفظ کہا اور صحیح علیہ السلام نے بھی
 اپنی روایت میں ہے اور روایت کیا دارقطنی نے عن عائشہ لک میں انس بن مالک نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ
 طرف خیمہ کے حار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا سپر اور امام میں شیخ نقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے
 اور زبیری نے نہیں دیکھا اس کو صحیحین سے اور کہا عبدالحق نے مع اصحاب میں کہ متروک ہوئے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہ
صحیح علیہ وسلم وقد راٰ بناءً فی باب الحیث فی السفر فی صحیف البخاری من حدیث ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں حدیث کو صحیح بخاری باب الترتیب اسفرین حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا اوسکو ابن عباس بن نفیع اولیٰ من
قسم اربع کی صحیح میں جابر بنی اسد عنہ سے کہ کچھ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے داخل اعلیٰ پر ہر طرف تھا کہ
اور اصل اونٹ کو کہتے ہیں صدق اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر اونٹ اور تمام کیا بابر لوگوں نے پھر شروع کیا اور سواری پر تمام کیا

فصل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل وتر کے بعد عشاء کے پیش رکعتیں سنت ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد یعنی دیر میں کہ اوسکو پڑھا ہو
بیٹھے اور پانچ تو بیٹھ جاتے ہیں اور ترویج ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر ترویج میں دو سلام ہیں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہو
اور قوم کی سستی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوار رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھیں اور رمضان میں توجہ جماعت پڑھیں
جانا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت ہو کہ ہوا اور بعضوں کے نزدیک تنحب ہو اور ہوائے
میں میں لفظ تنحب کا وارد ہوا اور اسی طرح جامع صغیر میں امام محمد کی مذکور ہے لیکن کہا صاحب ہدایہ والاکم اھا کسۃ
لکذا روی الحسن مع ابی حنیفۃ لا تہ و اخطب علیہ الخلفاء الراشدون والذین صلی اللہ علیہ
وسلم بین العذرتی تم لہو الموعظۃ وھو خشیۃ ان لکنت علینا یعنی صحیح یہ کہ تراویح سنت ہو اور ایسا ہی مدعیوں کا
حسب ابو حنیفہ سے کیونکہ مواعظت کی اوپر خلفاء راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ ترک ہوا عبت میں اور وہ خوف
اس بات کا فرض ہو جاوے اور کہ امام محمد بن شیخ الفقہار والاصولیین مولانا کمال الملک والدین نے فتح القدیر میں کہ ظاہر بقول ہے
کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر سے ہوا اور وہ یہ کہ مروی ہے عبد الرحمن بن القاسمی کہ ان کے کھلائین ساتھ عمر بن الخطاب بنی اللہ
ایک رات طرف مسجد کے تہ ناکہ لوگ متفرق منتشر ہیں یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص لکھنے پر مہتا ہوا اور کوئی شخص رات کو
ساتھ آہٹیں سو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ اگر جمع کروں میں ان کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اؤنگو ابی
بن کعب پر پھر میں دوسری رات اونکے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
لنمیت الیومۃ ہذی یعنی آج ہی پر یہ بات روایت کیا اوسکو صاحب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے لایم کیا یوم اپنے اوپر سنت یہی اور سنت خلفاء راشدین کی بعد اس کے اور ایک حدیث میں آیا یہ کہ فرض کیے اللہ نے تیر روز کا
رمضان آئیں اونٹ کیا پیام اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذراؤس کے ترک میں اور وہ عذریہ تھا نہ آپ کو خوف
فرض ہو جائے گا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہے باب الترتیب حدیث ابن عباس اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور جو حدیث میں ہے حضرت
رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد میں تو پڑھی انکے ساتھ نماز لوگوں نے پھر دوسری رات پڑھی تو
بہت ہو آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح ہوئی کہ سینے جانا جو تھے کیا لیکنا میں اسو اعلیٰ
نہ نکلا تہ تیر فرض ہو جاوے رمضان میں تھا زیادہ کیا بخاری کتاب الصوم میں ہوا انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یہ کہ ایسا ہی ہوا اور اوپر جم باب النوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عیسیٰ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کیا حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور غیر رمضان میں کیا کہتے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن ابی شیبہ نے منصف بن لو طرانی نے اور ہفقی نے اوس سے اور یحوی نے ابن عباس سے

ماہ
فہرست کتب
سائنس اور ادب
غیر ان میں
نہیں ہے

اور نفل بعد فجر کے کر وہ ہر صبح تک آفتاب نکلے اور دلیل اس کی گزری **ص** اور بعد آفتاب نکلے
بھی شیخین کے نزدیک قضا کرے اور امام شافعی کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال
کے نہ کرے اور اگر ساتھ فرض کے فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دو دنوں
کی قضا کرے اور بعض مشائخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے قضا فرض کی قضا ہے
ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل علیہ السلام میں فجر فوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا اور کوسا تمہ سے کہ
قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے عہد میں اور یہ حدیث شریف ہو قایہ میں موجود ہے اور روایت ہے ابو قتادہ سے کہ ایک سیر کی گئی تھی
ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاشکے تھے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ نے خوف کرا ہوں میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگا دو گھاسیں آپ کو اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ٹوکیا دیکھا کہ نخل آبا کنارہ عاقبت کچا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں گیا وہ جو تھکے کہا تھا اور جواب دیا بلال نے کہ ابھی یہی
نیند آج تک مجھ کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے قبض کر لیں ارواح تمہاری اور پھر پھر دیتا ہے جس وقت
چاہتا ہے وہی بلال کھڑا ہوا اور اذان دے نازکی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی
جماعت سے روایت کیا اسکو نماز ہی سلم بودا و دوسا ئی ترمذی وغیرہم نے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگایا اوکو آفتاب کی
گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور پہلے پھر اوترے اور وضو کیا اور اذان دی بلال پھر پھر بھی انھوں نے سنت فجر کی بعد اوسکے پڑھی
نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کیا نسائی نے ابن عباس سے
اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازوں کی قضا کرے تو بھی اذان اور اقامت کے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم قطعاً سنت فجر
میں ہے کہ کو نہ اور سمین تاکید زیادہ ہے سب سنتوں سے اور باقی سنتوں میں یہ حکم نہیں **ص** سنت ظہر کی چاہے خون ہو جماعت
جائیکا یا نہ تو رک کیجا دیگی اور بعد فرض کے قبل دو گنا سنت کے پڑھ لیاوے اور رسول اللہ کو کوئی سنت قضا نہیں کیا دیگی **ف**
کیونکہ سنتین عصر اور عشاء کی سبج ہیں اور مغرب کے اول میں سنت ہی نہیں اور مغرب و عشاء کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں
لیکن اولی تاکید نہیں اور سنت فجر میں آپ نے ارشاد فرمایا صلّوا نماز و ان طردکم انکم التحیل یعنی پڑھ لو اون کو رکتوں کو اگرچہ
روزہ البین کو گھوڑے اور نہ چھوڑا و انکو روایت کیا اسکو ابو داؤد ابو ہریرہ اور اسناد اوسکا ضعیف ہے لیکن قابل قبول ہے
اور سمین میں ہے حضرت عائشہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اونٹن سائی
میں پڑھ کر دو رکتیں قبل فجر کے بہتر میں دنیا سے اور جواو سمین ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کسب جو چاہے
چار رکت قبل ظہر کے نہ پڑھیگی اسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہے ابی بن کما شیع ابن الہمام و اکامہ مذکور ہے کہ میں نے
حدیث سنیۃ الظہر فاکملہ اعلم یہ یعنی جو ذکر کیا اسکو صحت سنت ظہر میں ہوا اسدا و اسکو جاتا ہے اور یہ حدیث مذکور
نہیں ہے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پڑھتے تھے چار رکت قبل ظہر کے اور دو رکتوں
قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یصلحوا ان یصلحوا

اور نماز پڑھی مغرب کی پھر اقامت کی اور نماز پڑھی عشا کی کہ تفری نے نہیں ہر ساتھ اسناد اوسکی کے کچھ حرج لیکن ابو جریج نے اپنے باب میں سجدہ نہیں سمجھا یعنی وہ منقطع ہو اور جواب اوسکایہ کہ منقطع در صورت نفع ہوئے اور یوں کہ مرسل میں داخل ہو اور پھر ہمارے نزدیک حجت ہو اور کہ شیخ محمد الدین بونہی خلاصہ میں کہ ابو جریج نے نہیں پایا اپنے باب کو اور قبول صحیح نہیں کہا ابوہریرہ سے سلیمان بن شمس نے نقل کیا وہ لکھتا ہے اِنِّیْ عَبْدُکَ سَبَّحْتُ سَبْعَ سِنَیْنِ یعنی وفات کی عبداللہ بن مسعود اور ابو جریج سات برس کے تھے نقل کیا شیخ ابن الہمام علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا نسائی نے حدیث سے اور ابن حبان نے صحیح میں اور روایت کیا برادر نے جاریہ بن عبداللہ ائمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شغل من الخندق عن صلوٰۃ الظهر والعصر والمغرب والعشاء حتی ذهب ساعۃ من اللیل فامرہ بالاکلا فاذا نفا قام فصل الظهر ثم امرہ فاما فصل العصر ثم امرہ فاذا نفا قام فصل المغرب ثم امرہ فاذا نفا قام فصل العشاء قال ملأ وجہہ اکر من قوم یتذکرون فی هذه الساعۃ فیکرم اور منی اوسکے وہی ہیں جو اوپر گذرے لیکن آہن ہر نماز میں اذان ہو اور سناؤں اوسکی عبدالکریم بن ابی الخمار نے ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ابیرہ حدیث نے مثل ترمذی غیر کے اور روایت کیا اس ضمن کو صحیحین میں اور ابن حبان اور سوا انکے بہت لوگوں نے **ص** اور جسکو یاد ہو اگر اذان رات کو دو ترمذین نے پڑھے فجر کی نماز اوسکی جائز ہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر اوسکو معلوم ہو کہ فرض عشا کے پڑھنا وہ سے پڑھے تھے اور سنت اور ترکہ با وضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ کرے اور ترکہ اعادہ کرے اور صاحبین کے نزدیک ترکہ بھی مامور کرے اور ترتیب کو مافکر دیتی ہے وقت کی تنگی تو سناؤ عشا اور نہ فوت ہو گئے اور فجر کا وقت اتنا باقی کہ پانچ رکعتیں پڑھ سکتا ہے صحیح کی نماز اور وتر پڑھیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور اگر نماز اور عصر فوت ہوئیں اور وقت مغرب کا اتنا باقی کہ سات رکعتیں پڑھ سکتا ہے نماز اور مغرب پڑھ لیں اور بھول جانا بھی ترتیب کو مافکر دیتا ہے مثلاً ادا پڑھنے کے وقت قضا یا دہری اور پانچ نمازوں سے زیادہ گرفت ہو جاوے تو بھی ترتیب باطل ہوتی ہے اگرچہ اگلی ہون یعنی پچھ سے زیادہ ہوں یا حادث ہوں یعنی چھ سے کم ہوں یا چھ ہوں اور اگر کسی کی ایک بیٹھنے کی نماز میں قضا ہوئیں اور اسے نادان ہو کہ وقتی نماز میں پڑھنا شروع کریں پھر اسے نیک نماز چھوڑ دی ہو اور اوسکو یاد ہو تو اوسکو وقتی پڑھنا بغیر ادا کرنے اوسکے کے درست ہے اور اسی طرح اگر سارے بیٹھنے کی قضا نمازوں کو پڑھ لیا مگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اوسکو ترتیب فرض نہیں کہو نہ کہ ترتیب جب ہو جب پانچ یا کم قضا ہوئیں تو جب سب ادا کر لیا ترتیب کجاویگی اور بعض شایخ کے نزدیک اگر چہ یا زیادہ اس نماز میں پڑھ لیں اور پانچ یا کم باقی رہیں تو پھر ترتیب فرض ہو جاتی ہے اور یہاں مذہب مختار امام غزالی کا ہے اور صاحب محیط نے کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر کسی کی ایک نماز قضا ہو گئی تھی اور اوسکو یاد تھی اور بغیر اوسکے ادا کیے پانچ نماز میں پڑھیں سب فاسد ہو گئی تو اگر ایک نماز اور پڑھ لی سب صحیح ہو جاوے گی اور اگر نصف بعد پانچ نمازوں کے پڑھ لی وہ فرض نماز میں سب نفل ہو جاوے گی نزدیک امام ابو حنیفہ اور ابوہریرہ سے اور انکو پھر پڑھنا پڑ گیا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہ ہوگی بلکہ سب باطل ہو جاوے گی

باب سجدہ سہو کے بیان میں

اگر ایک لیکن کو دوسرے رکعت میں پہلا رکعت کو دوبارہ کیا یا کسی واجب کو بل یا یا سہو سے چھوڑ دیا جیسے کہ بعض نقل کرتے ہیں

فصل فی ترتیب نماز

اَنْ اَبْرَاهِمَ كَانَ لَا يَذْكُرُنِي ثَلَاثًا صَلَّيْ اَوْ خَمْسًا مَلَّ اس حدیث کا یہ ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے
دوسرے کیے اور اسے طے بہت حد میں اس باب میں آئی ہیں عاقل کو ایک شاہ کافی ہو اور روایت کیا بخاری بھی اس حدیث کو اور یہ
حدیث ابن ابی حاتم علی کے **ص** فقہی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آوے گا بلکہ امام کے سہو اگر سجدہ کرے اور سہو
بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اس کے باقی نماز پڑھ لے اور جو وقت اولیٰ کو مجھوے اور پڑھنے کی طرف نزدیک ہو جائے
اور سجدہ نہ کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو جائے اور سجدہ کرے اور چوتھا خیر سے اگر بھول کے کھڑا ہو گیا
جب تک کہ رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد ہو کہ تو بیٹھ جائے اور سجدہ کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اس کے نفل ہو جائے ورنہ
ساتھ پہلی رکعت میں اگر پہلے سے یاد ہو کہ **ف** اور یہ ان کی نسبت ہے سہو سے متوفی کیا کہ نفل شروع سے اگر نہوا ہو تو
نہیں پڑھتا تمام کرنا اور سکا بیس کا اگر راویا نا ایک رکعت کا اچھا ہو کیونکہ شروع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے کے
کیسے اخراج کیا اسکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری **ص** اور زرقندہ خیر ذکر کے مجھوے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پہنچ
رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہی بیٹھ جائے اور بعد سجدہ کے چلتے ایک نعت اور راویا کو سلام پھر اور سجدہ سو کرے تو چار رکعتیں
اوپر کی ذمہ اور سجدہ کیلی اور نفل سجدہ کیلی تو اگر اوٹا تو پھر ایسا قضا لازم نہ آوے گی اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر کے قاضی مقام ہوگی
تو جنس ان کے اعتقاد میں امام کی قضا اگر کھیا او سکوتر قضا لازم نہ آوے گی اور توڑ دیکھا تو قضا لازم آوے گی اور امام محمد کے نزدیک چار رکعتیں
وسکو پڑھ جائے اور اگر توڑ دیکھا تو قضا لازم نہ آوے گی جسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں سہو ہو سجدہ کرے
اور بعد سجدہ کے بنیہ سلام اور نفل اس کے ساتھ نماز اور راویا لیا تو درست ہو جاوے گا اور اگر کسی کو نماز میں سہو ہو اور اخیر نماز
سجدہ کی نیت سلام پھر لیا تو اگر اس نے بعد سلام سجدہ نہ کیا تو گناہ استماع و فرائض ہو جاوے گا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز میں ہو
تو اگر اس نے سلام کیا اور کہنے اس کے ساتھ اقتدا کی پھر اس نے سجدہ سو کیا اقتدا اس کی صحیح ہو جاوے گی اور اگر نہ کیا تو اقتدا اس کی
باطل ہو جاوے گی اور اگر سلام کیا اور قضا کیا اور پھر سجدہ سو کیا وضو اسکا باطل ہو جاوے گا اور اگر سجدہ نہ کیا تو باقی رکعتوں اور
اگر سلام پھر او وہ سافر تھا اس نے نیت قیامت کی کی پھر سجدہ سو کیا تو اب چار رکعتیں اور پھر فرض ہو جاوے گی اور اگر سجدہ
تو فرض نہ ہوگی اور اگر نماز میں سہو ہو اور اس نے توڑ دینے کی نیت سلام پھر نیت اس کی باطل ہوگی اور سجدہ سو کرنا او سکوتر
جائز ہوگا اور اگر نماز میں شک ہوئی کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوئی ہو اور کبھی نہیں بول تھی تو نماز پھر شروع
پڑھ **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم نہیں سونے جانتے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں
کہ ہر اسے نماز اور یہ حدیث ہر مین ہر اور مجھو نہیں لی کہ شیخ ابن امام **و** **ص** اور اگر کئی بار شک
ہو کہیں ہو سوچے جو ذہن پر غالب ہو اور پھر عمل کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی و ابوداؤد نے اور بخاری سلم نے اور ابی
نے بھی ابن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں اپنی نماز میں سہو چاہیے کہ تلاش کرے
صواب کو اور بنا کرے اور پھر سجدہ کرے دو سجدہ اور روایت کیا سوا بخاری کے ابوداؤد ترمذی مالک وغیرہم نے ابو سعید
رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں اپنی نماز میں اور نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار
تو چاہیے کہ دفعہ اسے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیا یا پنج رکعتیں شفاعت کر لی اس کی نماز

اور اگر کوئی عذر میں نفل ہو گئی واسطے شیطان مردود کو اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی **ص** اور اگر سوچے میں کچھ معلوم ہو کہ کو اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا جائے اس جگہ بیٹھ جائے تو اگر اسے شک کیا کہ میں کعتیں یا ہزارتین پڑھی ہوں اور کچھ اس کے ذہن کو معلوم نہ ہو کہ تین رکعت کو لیے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے **ف** تاکہ قضا اخیر ترک ہو جاوے اور مروی ہے عبدالرحمن بن عوف کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سو کرے کوئی تم میں سے نماز میں نہ جائے گا ایک پڑھیں یا دو پڑھیں تو بنا کرے ایک پراور اگر نہ جاسے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو پراور اگر نہ جائے کہ تین میں یا چار پڑھیں بنا کرے تین پراور سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام اگر ناسلام کیا اسکا ترندی نے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے

باب بیمار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے دو سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدہ کے واسطے نہ کھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو چٹ لیٹے اور پیر قبیلہ کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا رکوع پڑھ لیتے مگر منہ قبیلہ کی طرف کرے اور چٹ لیٹنا بہتر ہو اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آٹھ اور پک اور ذل سے اشارہ کرے **ف** روایت کیا ہمارے سوا مسلم کے عمران بن حصین کہ انہی جگہوں پر اور پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کما کما پڑھ کھڑے ہو اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر زیادہ کیا سنا ہے اور اگر قدرت نہ سکے توجہ لیٹ کے نہیں تخلیف دیتا ہوں کہ سیکو مگر موافق طاعت او کی کے اور نہیں کر کیا اشارہ کا لیکن حیثیت کے پڑھ لیتا تو بالضرور اشارہ سب سے پڑھ لے گا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدہ کے نہ کھے کیونکہ پہلے میں جہت ہو کہ اگر قدرت سکے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور زمین تو اشارہ کو اپنے سر سے اور یہ جہت اس لفظ سے نہیں ملے لیکن یہ ایسا بزار نے سند میں اور بیہقی نے معرفت میں جابڑ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت کی ایک مریض کی جو دیکھا اسکو کہ سجدہ کرتا تو ٹیکے پر ہو چھینکے یا آپ نے بی او اس مریض ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوپر اور حضرت عیسیٰ اسکو بھی چھینکے پا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا تو زمین پر پڑھ اور زمین پر نہ تھا کہ سے پڑھ اور کہ سجدہ کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کہا بزار نے نہیں بتا میں ہم کہ کسینے روایت کیا ہو اسکو ثور سے مگر ابو بکر حفص نے اور ثابت کہ اسکی عبد الوہاب اور عطاء ثور سے انتہی لیکن ابو بکر نقض ہی کہا شیخ ابن الہمام نے اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں بہت آثار صحیحہ مروی ہو میں میں روایت کیا ابن ابی شیبہ ابن عمر سے کہ عیادت کی ماضوں نے صفوان کی اور پایا انکو کہ سجدہ کرتے ہیں ٹیکے پر سوئے کیا انکو اور کہا کہ اشارہ سے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ داخل ہو عبد اللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا انکو کہ نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر چھین لیا اسنے اور دو رکیا اسکو اور کہا کہ اشارہ کر جہاں تک تیرا سر پہنچے اور روایت کیا جابر بن جہم سے کہا کہ پوچھا میں نے ابن عمر سے نماز مریض سے اوپر لکڑی کے کہا کہ نہیں بلکہ اگر تباہوں میں کو ساتھ عبادت ہو کر جگہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو مرنے بیٹھ کے وردہ کروٹ لیکے اور روایت کیا عروہ کہ انھوں نے کہ مریض اشارہ کرے اور نہ اٹھائے اپنے منہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ کہ اس باب میں روایت ہے ابو سعید اور کئی طرف سے انہیں ابراہیم بن سعید بن اسید اور حسن اور شریح اور ابن یزید اور عطاء اور طاؤس اور مسروق سے اور روایت کیا

حضرت علیؓ نے سلمہؓ نے سجدہ اوپر ہو جو سے آیت سجدہ کو اور جو پڑھے اور سکو اور کہ شیخ ابن الہمام نے وحدیث السجدة علی من سجدھا دفعہ غریب یعنی یہ حدیث جو صاحب دینے بیان کی مرفوع ہونا اسکا غریب ہوا اور اخراج کیا ابن ابی نعیم نے مصنف میں ابن عمرؓ سے کہ سجدہ اوپر ہو جسے سنا اور سکو اور بخاری میں ہی تعلیقاً کہا عثمانؓ نے کہ سجدہ اوپر ہو جسے سنا اور اس جگہ کو اخراج کیا عبدالرزاق نے أخبرنا معمر بن الزہری عن ابن المسیب أن عثمان من یأخذ فقرأ سجدة لیسجد معہ عثمان فقال عثمان انما السجدة علی من استمع ثم مشی وکویسجد یعنی کہ حضرت عثمانؓ نے ایک قصہ خوان پر سو پڑھی اور سے آیت سجدہ کی تاکہ سجدہ کریں حضرت عثمانؓ ساتھ اس کے سو فرما حضرت عثمانؓ نے کہ سجدہ اوپر ہو جسے پڑھ جائے اور سجدہ کیا واللہ اعلم اور امام آیت سجدہ کی پڑھے مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ اس نے سنا ہو اور اگر مقتدی پڑھی امام اور مقتدی نذر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ کریں اور جو کوئی نماز میں تھا اور اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلیٰ نے آیت سجدہ کی اور اس سنی جو اس کے ساتھ نماز میں نہ کر سکیں سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کو نہ ٹوٹائے اور اگر کہیں باہر نماز کے امام سے آیت سجدہ کی سنی ہو اور سنا تو سجدہ کرے یا اور رکعت میں امام کے ساتھ بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر اسی رکعت میں قبل سجدہ کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدہ کے ملا سجدہ کرے اور جو سجدہ نماز میں جب ہو ہی باہر نماز کے اور سکو قضا کرے اور اگر کہیں آیت باہر نماز کے پڑھی ہو قبل سجدہ کرنے کے نماز پڑھنے میں دخول ہو اور نماز میں پھر اسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اور سکو کافی ہو اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں اسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہو خواہ سب بار پڑھ کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھ کے سجدہ کیا اور پھر پڑھا کیا اور اگر ایک رکعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہو خواہ یکے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کرے اور پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت میں آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسفؒ کے نزدیک ایک سجدہ لازم آوے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک دو سجدہ اور اگر آیت سجدہ کو بدل یا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی نہو گا مثلاً ایک مجلس میں دو آیتیں سجدہ کی پڑھیں یا دو مجلس میں ایک آیت اور جو لاہر جو تاننا تبا تو آنے جائے میں مجلس اسکی بدل جاتی ہو اور وضعت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جالہا تو مجلس بدل جاتی ہو اور اگر ایک مجلس نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسیں بن گئیں تو ہر مجلس کی سجدہ واجب ہے اور اگر مجلسیں کی مجلسیں بدلین لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہی تو ہر ایک سجدہ لازم آوے گا اور ایک کلام سے دوسرے کلام کے شروع کرنے میں مجلسیں بدل جائیں اور سبیلج ایک مکان دوسرے مکان میں اور کوئے گھر یا سجدہ بن کر ایک مکان میں اور ایک درخت کی شاخیں کئی مکان میں ظاہر روایتیں اور زیادہ کی روایت میں ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اٹھ کر اٹھوا مجلس بدل گئی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور بیٹھے سے کھڑی ہو گئی اور مجلس بدل جائے اور اگر کہیں ساری عورت پڑھی اور آیت سجدہ کی پڑھی تو مکروہ ہو اور اگر آیت سجدہ کو پڑھا اور باقی عورت مجبور ہو تو مکروہ لیکن رد متین یا ایک آیت اس کے ساتھ ملا تاخیر اور آیت سجدہ بھی پڑھنا سہیح ہے تاکہ کوئی نہ سنے اور کو سجدہ بھی لازم آوے گا اور زیادہ اس وقت کے جو ہو ہو

باب مسافر کی نماز کے بیان میں

جو شخص کہ تین دن یا تین رات کی راہ کا واسطہ چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھروں سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہو اور واسطہ چال شہر میں اونٹ کی یا پیادگی ہو اور یا میں جب ہوا موافق ہو اور ہاڑ میں جو کچھ کہہ سکا کو لائی ہو وہ اور تین دن تین رات ہر

تو فرض ہو سکا تمام ہو گا اگر کنگار ہو اسلام کی تائید کرنے کے سبب اور اللہ تعالیٰ کا مقصد قبول کرنے سے اور کوئی چیز زیادہ ہو
 پر عین میں وہ فعل ہو جائیگی اور اگر پہلا قصد نہیں کیا تو نماز اوسکی باطل ہو جائیگی کیونکہ مسافر پہلا قصد فرض ہو گا اگر مقیم نے
 امامت کی سفر کی نماز چار گانی کے قصد میں تو مسافر چار رکعت کا کرے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نہ کرے کیونکہ وقت میں مقیم
 تا بعد اسی مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جائیں ہیں اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہو کر نہیں بدلتا ہی اور اگر مسافر امام ہو کر اور
 مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور سبب ہو کہ مسافر کہ دیوے کے تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور میں قصر نماز کروں
ف ایک بار حضرت امام ابی یوسف کج کو مارون رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیا کرتے تو نماز میں بھی آپ نے رشید کے ساتھ دونوں
 یعنی قصر کیا اور سلام پھیرے یکمہ تک تمام کو نماز میں اپنی ای ایل تک ہم مسافر ہیں تو کہا ایک شخص نے انہیں کہ میں نے زیادہ ہوں نہ سہ قہ
 اور حاکم زیادہ ہوں تم سے کہا امام صاحب نے کہ اگر توفیق ہو تاں کھانا کھاتا تو نماز میں ایسا ہی کرتا تھا جیسا میں **ص** اور اگر ایک شخص نے
 اپنے وطن اصلی کو جھوڑے کے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن بھی باطل ہو جائیگا اور دونوں ملک کے درمیان میں سفر کی ہو کر
 خواہ ہو وہاں تک کہ اگر وہاں پہلے وطن اصلی میں داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیست کے مقیم نہ ہو گا اگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہیں باطل
 ہوتا ہی عین تک کہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہوا تو فی الفور داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائیگا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جہنم میں
 پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہی دوسری جگہ کے وطن اقامت سے مثلاً ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہ پر تھا پھر اس نے
 دوسری جگہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اوں دونوں کے درمیان میں سفر کی زمین ہو تو اس وقت میں پہلی جگہ وطن اقامت نہ رہیگی تاکہ
 کہ اگر وطن اقامت میں پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے مقیم نہ ہو گا اور اسی طرح سے اگر وطن اقامت اپنے وطن اصلی کی طرف جہاد سقو
 وطن اقامت باقی نہ رہیگا اور وطن اصلی کو سکو کہتے ہیں جو اسکا اصل سکون ہو اور سفر اور حضر دونوں قضا نمازوں کو نہیں مٹاتے ہیں
 تو اگر سفر کی قضا نمازوں کو حضر میں قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازوں کو سفر میں پڑھے تو قصر کرے اور حضر کہتے ہیں اقامت کو

باب جمعہ کی نماز کے بیان میں

جمعہ کے فرض ہونے کیواسطے کئی شرطیں ہیں پہلے شہر میں مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں دوسرے ستر سند درست ہونا یا بار
 جمعہ واجب نہیں تیسرا آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا اگر کے پروا نہیں
 جیسے حائل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساگوین آنکھ کا سلاست ہونا مانڈے پر واجب نہیں آٹھویں پانوں کی سلاست ہونا لنگڑے پر
 جمعہ واجب نہیں اور اگر وہ شخص سب جمعہ واجب نہیں حاضر ہو کر جمعہ ادا کرے تو درست ہے بطور کا فرض اوسکا ادا ہو جائیگا اور
 جسے کے ادا کیواسطے بھی شرطیں ہیں پہلی یکہ شہر ہو کر خواہ شہر کا کنارہ **ف** جانا جائے کہ جمعہ فرض ہو سکے اور کھانڈ
 ساتھ کتاب و سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَإِذَا كُنْذِرَ لِلصَّلَاةِ مِنْ تَحْتِ الْجَمْعَةِ فَاسْتَعِذْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ**
 یعنی جب بکار لیا تو نماز کیواسطے دن جسے کہ تو دوزخ کیواسطے ذکر خدا تعالیٰ کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **الْجَمْعَةُ**
حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ أَوْ كَرِهَةٍ أَوْ مَلَكَةٍ أَوْ قَبْرَةٍ أَوْ مَسْجِدٍ أَوْ مَسْجِدٍ أَوْ مَسْجِدٍ أَوْ مَسْجِدٍ یعنی جمعہ حق ہے ہر مسلمان پر
 ہر مسلمان پر جماعت مگر جابر بن خضام اور عورت اور لڑکا اور بیمار پر روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے طاری بن شہاب کو کہا
 شہر میں نہ طاری بن شہاب نے فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور روایت نہیں کی اور یہ قول کچھ سنی حدیث کا قانع نہیں

صورت میں قول ابوداؤد کا اور فضیل اسکی فتح القدر میں ہے **ص** اور جب پہلی اذان ہو تو تب لوگ خریدنا بیچنا چھوڑ دیں *
ف اور جمعے کی طرف متوجہ ہوں ہو سکتے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسمعوا لى ذکر اللہ و ذکر النبی البیع دین و مرن
یا اللہ کے اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو **ص** اور جب خطبہ پڑھے کو امام دسٹھے نماز اور بات حرام ہوسانی **ف** کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکلے امام تو نہ نماز ہی نہ کلام اور نہ رفع اسکا غریب ہی اور معروف یہ کہ یہ کلام نہ ہری کا ہی روایت
اسکو مالک نے سوطا میں کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہی نماز کو اور کلام اسکا منع کرتا ہی کلام کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف
علاء سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر کو کہتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ **ثنا عتاد**
بن الحوام عن یحیی بن سعید عن یزید بن عبد اللہ عن ثعلبہ بن یزید عن مالک بن النضر عن یزید بن عبد اللہ عن یزید بن
وعثمان فكان الامام اذا خرج يوم الجمعة تركنا الصلوة والكلام یعنی پڑھنا یا بیچنا عمار و عثمان کو کہ جب نکلنا
امام دن جمعے کے ترک کر دیتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا روایت کی عروہ کہ امام نے جب نکلے
امام نہ پڑھتے تو نہیں ہی نماز اور کماز پڑھتے کہ جو شخص آئے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھے اور خارج کیا
علی سے ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہی سولہ کو کیا ہے اور جو شخص
کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھتے تھے نماز و فلاں کہا میں کہا کہ
پڑھ دو کہ سنتیں انہو کیونکہ دوسری روایت میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ
پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو کہ سنتیں اور بار سے ہے آپ خطبے سے یہاں تک کہ فارغ ہوا
وہ شخص نماز خارج کیا اسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسناد کیا اسکا عبید بن محمد عبید بن اور وہم کیا او سمین بن کلالہ دارقطنی
احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور او سمین کہ استطار کیا آپ اسکا اور کہا کہ یہ مرسل صواب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل صحیح ہے
تو اسکا مقتضی پر عمل ضروری ہے اسناد او سکازیات ہی جبکہ باقبل کے معارض ہو کیونکہ اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں یہ کہ
اسکا مخالف مذکور ہی اور زیادت ثعلبی مقبول ہی اور فقط زیادت اسکی موجب غلط نہیں ورنہ یہ مقبول کیسا کہ زیادت سلم کی ہے
حدیث میں **واللہ اعلم **ص**** جب تک کہ تمام کرے خطبہ کہ اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کی جاوے دوسری بار امام
آگے **ف** اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جامع نے سو سلم کے صاحب بن یزید
کہا کہ تھی اذان دن جمعے کے اول اس کے جب امام بیٹھتا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رٹن میں اور ابو بکر اور عمر کے سوجب
خلافت ہوئی عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو ابو ایمن ماجید میں کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر میں کہ امام و سکازواتھا
بازار میں اور بعض ولایتوں میں کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان اس سے ہے کہ ایک اقامت کو بھی اذان
شمار کیا ہو جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **بَیِّنٌ كُلُّ اَذَانٍ صَلَوةٌ** یعنی در میان دو نون اذانوں کے نماز ہو سیتی
ایک اذان اور ایک اقامت تو دفع ہو گیا اس سے وہ اعتراض جو دار کیا اسکو بعض لوگوں نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے اور اس کے بعد نماز تو سنتیں کہ وقت ہو میں کہوں کہ یا اول اذان پڑھنے کے وقت میں تھی اور وہ جواب ہے یا اسکا
بعض لوگوں نے کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہے کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہے خطبے کے بلا فصل کے اور جائز ہے بات

عاجزی سے اور آہستہ سے اور حدیث میں آیا ہو کہ لا تَدْعُوْنَ اَصْحٰمَ وَلَا عَمَّالَیْنِ یعنی نہیں پکارتے ہو تم بہر اور نہ غائب کو
 یعنی اللہ تعالیٰ سنا جانتا موجود ہو اور روایت کیا دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے
 فطر میں جب بچھتے تھے اپنے گھر سے عید گاہ تک اور روایت کیا انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب بدلتے تھے صبح کو دن عید فطر
 اور دن عید قربان کے بہر کرتے تھے ساتھ کبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کہا بیٹھی نے صبح ہو وقت اور کہا ابن عمر پر اور پھر
 فطر صبحی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے حاضر ہو گا اور عید کی نماز کے پہلے نفل پڑھتے **ف** اور اگر نماز شافع
 اسکو کر دے جانا ہی اور بھی روایت ہے صحاح میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی ساتھ عید کے
 عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نفل کے دن عید کو نہ نماز پڑھتی بلکہ
 اور نہ بعد اوسکے اور نہ ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور بیہقی معمول ہی اس بات پر عید
 میں ہوا عید کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن ماجہ کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ
 سو جب آتے اپنے گھر میں پڑھتے تھے دو تین **ص** اور جو شرطیں کہ جمعے کے واسطے میں ہی شرطیں عید کو اسے بھی میں
 واجب ہونے اور ادا کرنے کے حق میں اگر خطبہ عید میں میں سنت ہی اور نماز عید کی واجب ہو اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے
 اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا ہی عید کی نماز سنت ہی ہمارے عمل اؤن نزدیک ہو گا امام محمد نے کہا ہی کہ جب وہ عید میں ایک میں
 جمع نہیں تو اول سنت ہی اور ثانی فرض ہو اور اسکا جواب یوں دیا ہی کہ سنت ملاوہ نہ رہے نہ جب نماز ثابت ہو **ف**
 اور وجہ وجوب کی یہ کہ سوا اہلبیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور وجہ سنت ہو کی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 حدیث اعرابی میں فرمایا جو وقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھ پر لازم ہی سوا ان پانچ نمازوں کے فدا کیا نہیں گارہ کہ نفل پڑھ اور کہا
 صاحب ہر گز کہ صحیح وجوب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر مشائخ کا لیکن جیسا سوا اہلبیت نماز عید سے وجوب اوسکا ثابت ہوتا ہی
 اسی طرح وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہی ہر صورت قائل ہونا ساتھ وجوب نماز عید اور نہایت خطبہ عید کے جمع ہوا امر ہی
ص اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہی جب آفتاب ایک یا دو تیر کے برابر بلند ہوتا ہی اور باقی رہتا ہی جب تک نفل والے
آفتاب کا ف کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بن بوجا تھا سوا نفل ایک ہی
 یا دو تیر کے اوسنن البوداد اور ابن ماجہ میں ہے یزید بن حمر سے کہ اگلے عبد اللہ بن بکر سے ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ساتھ آدین کے دن عید فطر یا عید اسی کے سوا کہ انھوں نے امام کو کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فاطمہ جو پڑھتے تھے ہر ایک نماز سے
 ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بوداد و نسائی نے روایت کیا کہ آتے کچھ سوا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گاہی بیٹھے
 کہ انھوں نے دیکھا ہندو کو مل تو آپ حکم کیا لوگوں کو کہ افطار کریں اور جب صبح ہو جاوین طرف عید گاہ کے اور بیان کیا گیا یہ ایتا ہن
 میں اور دارقطنی میں کہ وہ سوار تھے آنحضرت میں اور صحیح کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نو ہستی میں
 اور روایت کیا طحاوی نے ثنا عبد اللہ بن صالح ثنا شعیب بن یزید عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی اسحاق عن ابی ہریرہ
 بن اسحاق بن مالک اخبرنی قمو متی مران تصاریک المال خفی علی الناس فی انہ یلکون فی شہد
 نہضت فی ذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخصی امیاماً فشدوا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَعْدَ ذَٰلِكَ وَالشَّمْسُ تَغْمِسُ رِجْلَهَا ذَا لَبَدَةٍ لَّيَالِي الْمَوَاضِيَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِالْفُطْيِ فَافْطَرُوا فِي ذَلِكَ السَّاعَةِ وَحَرَّجَ كُلُّهُمْ مِنَ الْغَدَاةِ فَصَلَّوْا بَعْدَ صَلَوةِ الْيَمِينِ تَحْتِيقًا بِمَا نَبُذُوا
لوگوں پر خبرات میں رمضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو صبح کو انھوں نے روزہ رکھا اور آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
باسمہ زکال لوگ کا انھوں نے دیکھا چاند کو شب گزشتہ میں پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فطر کا اور کھانا انھوں نے
روزہ ماوی وقت اور مکے آپ ساتھ ان کے دوسرے روزہ صبح کے وقت اور یہی ساتھ ان کے عید کی نماز **ص** اور امام قتیبہ
ساتھ دو رکعت پڑھا و اس طرح سے کہ پہلے کبیر تحریر کیے اور پھر ثلث پڑھے بعد اس کے تین کبیر کیے تب فاتحہ اور سورت پڑھے
تب کو کرے کبیر پڑھا اور دوسری رکعت میں پہلے قرآن پڑھا شروع کرے اور بعد قرات کے تین کبیر کیے اور پھر ایک کبیر
اور کھانے کو ع میں جاکر اور چھ کبیر بن جو زیادہ ہیں ان میں باتھا اوٹھائے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے ان میں احکام فطر کے
بتائے **ف** جانا چاہیے کہ کبیرات ہمارے نزدیک عیدین میں چھ چھ ہیں اور احادیث میں مختلف اس میں وارد ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور چھ ہیں لیکن جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ کہ روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبیر کہتے عیدین میں سات اہل کعبہ میں اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرات کے سوا دو کبیر
کو ع کے اور یہی مذہب ہی امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اس کو حاکم نے اور کہا کہ لغو کیا ساتھ اس کے ابن ابی شیبہ اور
تحقیق کہ ہشما کیا اس سے مسلم نے اور کہا کہ اس باب میں مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور طریق ان کے
فاسد ہیں یعنی ضعیف ہیں اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کبیر عید فطر میں سات میں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور قرات دونوں کھتون میں بعد ان کے پڑے یا دیکھا یا فطی
اور پانچ دوسری رکعت میں جو ان کے نماز کے کما نووی نے کہا ترمذی نے علل میں کہ پوچھا میں نے جاسی اس حدیث کو سو کہا کہ وہ صحیح ہو
اور خارج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبد اللہ انھوں نے اپنے باپ عبد اللہ انھوں نے اپنے دادا عون ترمذی سے کہ سوال کیا
علیہ وسلم کبیر کبھی عیدین میں اول رکعت میں سات قبل قرات کے اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرات کے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن
اور وہ اچھی ہے سبب ثبوت میں جو مروی ہیں اس باب میں اور کہا ترمذی نے علل میں کہ پوچھا میں نے جاسی اس حدیث کو سو کہا کہ بہت صحیح ہو
اس باب میں کوئی حدیث اس حدیث سے اور اسی اخذ کرنا ہونی اور مروی ہوئیں چند حدیثیں ہوا لگے کہ موافق ہیں ان حدیثوں کی اور
سنن ابو داؤد میں ہے جو معارض اس کی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص ابو موسیٰ اشعرسی اور حذیفہ بن الیمان کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کبیر کہتے تھے نہی اور عید فطر میں سو کہا ابو موسیٰ کہ تھے کبیر کہتے چار مثل کبیر چار کے سو کہا حذیفہ نے سچ کہا پھر کہا
ابو موسیٰ ایسا ہی کہہ کرتا تھا میں کبیر کہتے تھے اور حدیث نکلا اور سکوت کیا اس سے ابو داؤد نے پھر ترمذی نے اپنی مختصر میں اور یہ روایت
برابر دوسروں کے کہ کبیر کہتے تھے کی اس کی حذیفہ تو گویا انھوں نے بھی روایت کیا اس کو اس کو سکوت ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح کر
واسطے اس حدیث کے اور جو ضعیف کیا ابن الجوزی اس کو بسبب ضعیف عبدالرحمن بن ثوبان کے اور نقل کیا اس کو ابن حبیب اور
امام احمد معارض نے پھر نقل صاحب تنبیج کے ابی کتب میں کہ توشیح کی اس کی بہت لوگوں نے کہا ابن حبیب نے نہیں حرج ہے ساتھ اس کے
لیکن ہناد میں اس کی ابو عایشہ کہ کہا ابن العطار نے نہیں جاتا ہوں میں حال اس کا اور کہا ابن خرم نے جہول ہے بلکہ اگر مسلم ہو تو بھی

۱۶۰

عبدالرحمن بن ثوبان ابو عایشہ

ابن اسماعیل ضعیف ہے کیونکہ ظاہر ہے وہ اضطراب و وسوسہ کا تو کبھی تو او سمین بن عیسیٰ ابن ابی حنیفہ عن یزید بن حبیب عن الزہری عن ابی اور کبھی عن حفص بن الازہری اور بعض بن بن عیسیٰ ابن ابی حنیفہ عن ابی الاسود عن حمزہ بن عتار علیہ السلام کہ بعض بن بن عیسیٰ ابن ابی حنیفہ عن ابی ہریرہ کہ کما دارقطنی نے کہ اضطراب و وسوسہ جو ابن اسماعیل کے اور جو اور دو حدیثیں بیان کیں منع کیا اور کئی تصحیح کو ابن القطان نے اپنی کتاب میں اور کہا او سننے کے کثیر بیابا عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے متروک ہے اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور نہیں روایت کی ماوس سے اپنی سند میں اور ایسا ہی کہا ابن عیینہ اور کہا نسائی اور دارقطنی نے متروک ہے اور کہا ابو زرعہ نے وہابی حدیث اس کی یعنی ضعیف ہے اور کہا امام احمد نے نہیں ہے کبیر عیدین میں بن عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی حدیث صحیح لیکن سند بکری گئی ہے اور او سمین ہاتھ قول ابو ہریرہ اور لیکن جو مروی ہے صحیح سونکا لا عبد الزہری ثنا سفیان الثوری عن ابی یزید عن علقمہ و الاسود عن ابن مسعود کان یکتب فی العید اربعاً و بیضا و بیضا قبل القضاۃ ثم یسبح ثم یتکلم و فی الثانیۃ یقر افاذ اقر غلثا اربعاً یعنی ابن مسعود کہتے عیدین میں تین تکبیریں چار قبل قرات کے پھر تکبیر کہتے تھے اور کوح کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرات کرتے تھے اور چار بعد قرات قرات تکبیر کہتے تھے چار بار اور اول رکعت میں تین تکبیریں عید کی ہیں اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری میں تین تکبیریں عید کی اور ایک کوح کی اور روایت کیا او سننے باسما و صحیح اوسی اسناد سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک ان کے ابو موسیٰ اشعری تھے اور ضعیفہ سوچا او سننے سعید بن العاص نے تکبیر سے نماز عید میں کہا ضعیفہ نے پوچھا ابو موسیٰ کہا ابو موسیٰ نے پوچھا عبد اللہ بن مسعود کیونکہ وہ ہم میں قدیم ہیں اور سب زیادہ جانتے والے ہیں پھر پوچھا او سننے تو کہا ابن مسعود نے تکبیر کے چار پھر قرات کرے اور تکبیر کے اور کوح کرے پھر کوح اور دوسری رکعت میں اور قرات کرے پھر تکبیر کے چار بعد قرات کے اور ایک و سر طریقہ ہے کہ روایت کیا او کو ابن ابی شیبہ باسما و صحیح مسود کہ تھے کھاتے ہو عبد اللہ بن مسعود تکبیر عیدین میں تین تکبیریں یا پنج پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور اس سے مروی ہے کہ ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین عیدین کی اور ایک کوح کی اول رکعت میں اور دوسری میں ایک کوح کی اور تین عیدین کی اور ایک و سر طریقہ ہے اس حدیث کا روایت کیا او کو امام محمد نے ثنا ابو حنیفہ عن حماد بن ابی اسحاق عن ابراہیم النخعی عن عبد اللہ بن مسعود کان قاعدا فی مسجد الکوفۃ ومعہ حدیثہ بن الیسا و ابو موسیٰ اشعری فخرج علیہم الولید بن عصبہ بن ابی معیط و هو امیر الکوفۃ فذبح مسد فقال ان عدایکم فکیف اصنع فقالوا اخذ یا ابا عبد الرحمن فامس عبد اللہ بن مسعود ان یصلی یعنی اذان و الاقامۃ وان یتکلم فی الاولی خمساً و فی الثانیۃ اربعاً وان یؤالی بین الفرائض و ان یخطب بعد الصلوة علی راحلۃ یعنی ایک و حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے مسجد کوفہ میں اور تھے ان کے ساتھ مذہب بن الیمان اور ابو موسیٰ اشعری تو سنے ان کے اوپر ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفہ کے تھے اور بیٹھنے میں اور کہا کل عید ہر نماز کو کیا کروں بن عیسیٰ کس طرح نماز پڑھاؤں میں کہا ابو موسیٰ اور مذہب نے کہ بتاؤ کوئی ابن مسعود تو کہا کہ انھوں نے او کو کہ پڑھے بغیر اذان اور قاسم کے اور تکبیر کے پہلی رکعت میں یا پنج اور دوسری میں چار اور یہ الا تکرے درمیان دونوں قراتوں کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہ اثر صحیح ہے اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ صحابہ کے ابن مسعود و گواہ

تھے ساتھ اس کے خلیفہ اور ابو موسیٰ ثمالی کوئی کلمہ کہ مروی ہے ابو ہریرہ اور ابن عباس جو مخالف ہوا اس کے جواب دہ کیا یہ کہ اس کے
 ہفت گیارہ عبد اللہ بن مسعود اور ترجیح ہوگی ان کے عبد اللہ کو کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو نہیں نہیں بلکہ عبد اللہ بن مسعود اور مدنی
 نہیں ہیں یہ بخلاف ابن مسعود اور ابن عباس جو مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ کہیں کہیں کہیں انھوں نے عید میں تین ویکسیرین سات
 پہلی رکعت تین اور چھ دوسری رکعت میں اور ایک وایت میں ہے کہ بارہ تکبیرین سات اول رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں
 معارض ہوا اس کے جو روایت کیا اس نے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھوں نے دن عید کو تکبیرین کھین تو تکبیرین پانچ اول
 رکعت میں اور چار دوسری میں اور سوالات کی درمیان دونوں فراتوں اور روایت کیا اس کو عبد اللہ الزاوی نے اور زیادہ کیا
 اوچین کہ کیا سفیر نے مانند اس کے قوباتی را انرا ابن مسعود کا سالہ معارضے سے اور اوسے حجت پکڑی ہے ہمارے علماء کہ اللہ اعلم
 اور وہ خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کیا ابن ماجہ نے اس کے نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفعہ کے یا انھیں کے
 منو خطبے پڑھا اپنے کلمے کے پھر پڑھے آپ پھر پڑھے ہو پڑھا کہ انھوں نے خلافت میں اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 کہ سنت ہے یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عید میں اور فاصل کرے اوچین ایک جلسے کو ضعیف ہے متصل نہیں اور نہیں ثابت ہوا وہ خطبے
 پڑھنے میں کچھ اور متحد اوچین قیاس ہے جسے پڑھا اگر خطبے پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ کرے خطبے کا
 اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی فضا کو ہے اور اگر عید کی نماز کسی عذر سے پہلے روز نہ پڑھی گئی
 دوسرے دن پڑھی سب کو اور عید کے دن پڑھی سب کو اور دلیل اس کی اور گزری **ص** اور عید انھیں کے احکام عید فطر کے مطابق
 کہ عید قربان میں توبہ ہے کہ جب تک نماز نہ پڑھی سب کو کمانا کھاؤ اور نماز کے قبل کمانا کروہ نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے **ف**
 روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن جابر نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کیا اس کو عبد اللہ بن بریدہ انھوں نے
 اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلتے دن عید فطر کے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نہیں کھاتے تھے دن
 بغیر عید کے یہاں تک کہ ٹوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اس کو یحییٰ بن القطن نے اپنی
 کتاب میں اور دارقطنی کی زیادہ کو صحیح کیا **ص** اور عید انھیں میں تکبیر کا رکے راستے میں ہے **ف** اور بیالیس سال گزرا
ص اور خطبے میں تکبیرات تشریف اور قربانی کے احکام بتلاؤ اور اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر کہ نماز نہ پڑھی گئی تو تین ویک
 نماز درست ہو اور بعد اس کے نہیں اور عرنے کے دن واقفون کی مشابہت کے واسطے یعنی دن لوگوں کی جوج میں کھڑے ہو نہیں
 اور قوت کرتے ہیں جمع ہونا کچھ معتبر چیز نہیں ہے کہ اس سے ثواب ہو اس واسطے کہ ایک مکان خاص جس کو عرفات کہتے ہیں
 اوچین حاضر ہونا حج کے موسم میں فرض ہو اور جب ثواب ہو اور عرفات کے سوا دوسرے مکان میں نہیں اور تکبیرات تشریف کی یعنی اللہ اکبر
 اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
 پڑھا جائے شہر تعمیر ہے **ف** مانہا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ تکبیرات تشریف کی واجب ہیں سنت ہضوں کے کہا ہے کہ واجب ہیں
 اور ہضوں نے سنت اور اکثر کا مذہب ہے کہ واجب ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے
 دن عرنے سے نماز عصر تک اخیر دن تک تو تشریف سے اور روایت کیا صحیح میں نے ما ابو حنیفہ عن حماد بن ابی سلمہ ان
 عن ابی ہذیل القسینی عن علی بن ابی طالب اس حدیث سے ملے اس کے اور مذہب امام صاحب کی ہے کہ فجر عرنے سے شروع کرے

اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عسکری خاک بٹھے اور دلیل اور فکری یہ جو حدیث گنیا ابن ابی شیبہ ثنا ابوہریرہ عن
 ابی ہریرہ عن عائشہ قال کان عبد اللہ یکتب من صلوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرّفناہ الی صلواتہ العشرین ثم قال
 یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
 تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفہ کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
 علی اور عارضی اللہ عنہما سے کہا دونوں نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرتے تھے حج فرائض کے لیسیم اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
 اور تھے نفوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفہ کے نماز صبح سے آؤں تک کہ تھے اسکو نماز عصر تک اخیر ایام شریعت میں
 اور حج کیا اسکو حاکم نے اور کہا ہے کہ یہ حدیث وہابی ہو گی یا ضعیف ہو گی کیونکہ عبد الرحمن بن ہنادیج اسکی حدیث میں اسکی منکرین اور
 سعید اسکی ہنادیج میں اگر سبب کبریٰ قویہ و ضعیف ہو اور اگر وہ اسکی توجہ جملہ اور اخراج کیا اسکا ہیثی نے اور ضعیف کیا اسکو
 ص اور اسے رت پر جسٹنہ مرقے ساتھ اقتدا کی اور اس سے اس پر جو تخم کا مثبت ہی ایام شریعت کے آخر روز کی عصر تک
 اور تھے تکبیر شریعت کی ترک کر کے اگر ایام تک کہ ہے **ف** کیونکہ متابعت امام کی اندر نماز واجب ہو یا ہر نماز واجب نہیں

باب خوف کی نماز کے بیان میں

جسوقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہو تو اسوقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ دشمن کی طرف سے اور دوسرا گروہ کے ساتھ
 ایک سمت بڑھے اگر مسافر ہو اور دو کعتیں اگر قسیم ہو تب بیگروہ دشمن کی طرف چلے جاویں اور دوسرا گروہ جو دشمن کی طرف تھا اسکو
 اور چلے آئے ساتھ امام جو باقی ہوں نماز میں اور سلام پھیر دیکر امام اکبلا اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آئے اور
 تمام کے نماز کو بغیر قرائت کے پھر دوسرا آئے اور وہ ساتھ قرائت کے نماز تمام کریں اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہے **ف**
 اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہے اخراج کیا اسکو ابوداؤد اور اس میں بھی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو گوگون نے
 بسبب ابو سعید کے کہ نہ میں نا انھوں نے اپنے باپ ابن مسعود اور ضعیف راوی قوی نہیں اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابیہام
 نے فتح القدیر میں **ص** اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو کعتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت اور
 اگر زیادہ ہو خوف کہ گھوڑے سے اتر کر مسکین کو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ اٹھائے سے کریں اور اگر
 قبیلہ کی طرف ہونہ کر سکین تو جس طرف چاہیں ہونہ کریں اور باطل کر یا ہونہ کر لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا **ف** اسوا
 کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں جبکہ شرف فیضا ہو میں تعین ہو اگر روافی میں نماز پڑھنا درست ہو یا تو قیون کرتے آپ

باب جنازے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قریب ہو اسکو واسطے ہو کہ ہونہ قبیلہ کی طرف کہ اجاڑے اپنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا کھلا لیا
 اور چپ لٹا افتخار ہو **ف** اور اول ہوا حق سنت اور چپ لیتے ہیں فی ہر اور دلیل اسکی یہ کہ روایت کیا اسکا کہ نے
 کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تھے میں ہونہ چھا حال برابر میں معبود کا سوکھا سنا جانے وفات کی اور میں صلیت
 اب تک کہ میں جب قریب ہوں موت کے تو گردن ہونہ زیر اطراف قبیلہ کے کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہونہ چھا ہوا کھانا خیریت
 اور لیکن یہ بات کہ اپنی کروٹ پر لیٹے تو لیکن ہر استدلال اس پر جو میں ہر بار بن عارب نے انھوں نے آخرت صلی اللہ علیہ وسلم

تھے ساتھ اس کے خلیفہ اور ابو موسیٰ تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہے ابو ہریرہ و ابن عباس جو مخالف ہوا اس کے جواب و سکایہ ہو کہ اس کے
 چھٹے گیارہ عبد اللہ بن مسعود اور ترجیح ہوگی ان کے عبد اللہ کو کہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہیں نہیں بلکہ عبد اللہ بن مسعود اور مدنی
 نہیں میں یہ خلاف ابن مسعود اور ابن عباس جو مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں گنہگار نہیں ہے انھوں نے عید میں تیو تکبیرین سات
 پہلی رکعت میں اور چھ دوسری رکعت میں اور ایک وایت میں ہے کہ بارہ تکبیرین سات اول رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں
 معارض ہوا اس کے جو روایت کیا اس نے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھوں نے دن عید کو تکبیرین گھنٹوں تکبیرین پانچ اول
 رکعت میں اور چار دوسری میں اور موالات کی درمیان دونوں فراتوں کے اور روایت کیا اس کو عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا
 اس میں کہ کیا منیر نے مانند اس کے تو باقی را انرا ابن مسعود کا سال مبارک سے اور اسی حجت پر ہی ہمارے علماء کو ان شاء اللہ اعظم
 اور خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کیا ابن ماجہ نے جابر سے کہ سچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفطر کے یا انھی کے
 منو خطبہ پڑھا آپ نے کمرے کے پھر بیٹھے آپ پھر کھڑے ہو پڑھا اور کہا نو دینی خلافت میں اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 کہ سنت ہے یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عید میں اور فاصل کرے ان میں ایک جلسے کو ضعیف ہے متصل نہیں اور نہیں ثابت ہوا اور وہ
 پڑھنے میں کچھ اور متحد اس میں قیاس ہے جسے پڑھا اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر عادت کے خطبے ص
 اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھا کہ اسے اور اگر عید کی نماز کسی خدا سے پہلے روز نہ پڑھی گئی
 وہ سکران پڑھی ہوا اور عید سکران پڑھی جاوے اور دلیل اس کی اور گزری ص اور عید اضحیٰ کے احکام عید منظر کے لائق
 مگر عید قربان میں تب ہی کہ جب نماز نہ پڑھی جاوے گا نماز کا اور نماز کے قبل کھانا کھانہ نہ نہیں اور اسی پر فتویٰ ہو ف
 روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن جابر نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کیا اس کو عبد اللہ بن بریدہ انھوں نے
 اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلتے دن عید فطر کے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور زمین کھاتے تھے دن
 بقر عید کے یہاں تک کہ ٹوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد نے کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اس کو یحییٰ بن القطن اپنی
 کتاب میں اور دارقطنی کی زیادت کو صحیح کیا ص اور عید اضحیٰ میں تکبیر پکار کے راستے میں کہ ف اور یہاں اس کا اور گزرا
 ص اور خطبے میں تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلا و اور اگر کسی غریب سے یا بغیر عذر کے نماز نہ پڑھی گئی تو تشریق
 نماز درست ہو اور بعد اس کے نہیں اور عرفے کے روز واقفوں کی مشابہت واسطے یعنی ما دن لوگوں کی جو حج میں کھڑے ہوتے ہیں
 اور وقوف کرتے ہیں حج ہونا کچھ معتبر چیز نہیں ہو کہ اس سے ثواب ہو اس واسطے کہ ایک مکان خاص ہو کہ عرفات کہتے ہیں
 اس میں حاضر ہونا حج کے موسم میں فرض ہو اور جب ثواب ہو اور عرفات کے سوا دوسرے مکان میں نہیں اور تکبیرات تشریق کی یعنی اللہ اکبر
 اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر
 پڑھا جاوے کہ تشریق پر ف ما ہا ہیکہ اس میں اختلاف ہے کہ تکبیرات تشریق کی واجب ہیں بہت بخیر نے کہا کہ واجب ہیں
 اور بخیر نے سنت اور اکثر مذہب یہ ہے کہ واجب ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے
 دن عرفے سے نماز عصر تک اخیر دن تک تشریق سے اور روایت کیا اس میں جن نے نا ابو حنیفہ عن حماد بن ابی سیمان
 عن ابی اہنہ الخثعمی عن علی بن ابی طالب اس حدیث سے منقول ہے اس کے اور مذہب امام صاحب یہ ہے کہ فجر عرفے سے شروع کرے

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن نہ کیے تھے کپڑوں میں پسیدہ سے محل کے اور محل نام ایک مقام کا ہے جس کا ذکر ہے
 اس جگہ کہ بہت اچھے ہوتے ہیں اور وہایت کیا اسکو اصل صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے لیکن اس میں یہ بھی مذکور ہے
 کہ تمہاؤں کپڑوں کے غوار نہ عمار تو اگر یہ کہا جاوے کہ اگر نہ اس سے خارج ہو اور وہ بھی کفن میں لازم ہے جیسا کہ امام مالک نے جو چار
 کپڑوں میں کفن ہو گیا اور وہ غلط ہے کیونکہ بخاری میں ہے عن ابی بکر قال لعائشة فی کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم فقال فی ثلثة اواق قمیص وکذا ذکرها فافہ ففنی وچا حضرت ابو بکر نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا سے کہنے کپڑوں میں کفن نہ کیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑوں میں کہو اور زرار اور لغاف اور
 یضیف ہو سبب صحیح بن عبد اللہ کو فی کے اور ضعیف کیا اسکو سنائی ہے اور اگر ہو کہ لوگوں میں سے جسکی حدیث صحیح ہو
 تو بھی حدیث حضرت عائشہ کی معارض ہوگی اور جو روایت کیا امام محمد نے امام شافعی سے عن عائشہ فی کفن ابی بکر
 عن ابراہیم القسینی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی ثلث اواق قمیص یعنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کفن نہ کیے گئے ایک جو کپڑی میں اور کرتے میں مرسل ہو اور مرسل گر چہ ہر نزدیک محبت ہو لیکن تصدیق اسکی حدیث حضرت
 ہر کس طرح سے ہوگی لیکن اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی وہی ہے جو نہ طریق سے تو معارض ہوگی حدیث حضرت عائشہ کے اور ان
 طریقوں میں دو طریقے بیان کیے اور یہ طریقہ وہ ہے جو روایت کیا عبد اللہ الزرقانی نے سن جہتی مرسل اور جو تھا طریقہ وہ ہے جو روایت
 کیا ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کفن نہ کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں اس کرتے میں جس میں تعالٰی
 اور ایک جو کہ عمرانی میں اور جو تین ایک شمر کا نام ہے اور یہ ضعیف ہے سبب یہ ہے کہ ابی بکر کے لیکن ترجیح شاید طریقہ
 ہو کہ کفن کو مرد و عورت سے زیادہ جانتے ہیں ورنہ اس مقام میں شک ہو کہ نہ وہی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل نہ کیے گئے اس
 قمیص میں جس میں تعالٰی کیا چھو کہ کس طرح سے کفن پہنا یا چھو کہ اللہ اعلم اور غلطی نہیں جو مرد و عورت کے عورت میں وہ کپڑوں کا نام
 ازار اور چادر اور ہر نزدیک عامہ نہیں لیکن اچھا بااؤ اسکو بعض لوگوں نے کہہ کر موی ہوا میں عورت سے کہ وہ عمار بلنہ تھے
 مرد کا اور عورت کفن میں یہ کہ سفید ہو کہ مرد و کیہ اسطے اور عورت کے لیے اور جاتری عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسے کہ
 حالت حیات میں اسکو درست تھا اور جو کاکہ قریب بلوغ کے ہو کہ اور اسی طرح لڑکی بھی کہ بالغ اور بالغہ میں یہ اور دو کپڑے
 کفایت ہیں کہ چونکہ کہ حضرت ابو بکر نے کھڑا کر دے دو کپڑوں میں سودھیا کو کو کفن دو کھچواؤ میں کیونکہ زندہ کے کو زیادہ استعمال
 نئے کپڑے کی طرف متوجہ سے یعنی کچھ حاجت تھے کپڑے کی زمین میں کفایت ہو کہ کو زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی کی
 تاجیات ہو اور جب حیات نے قصد انفکاک کیا تو اسوقت زینت وغیرہ بیفائدہ ہو اور روایت کیا عبد اللہ الزرقانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا سے کہ کہ ابو بکر نے اپنے دو لون کپڑوں میں جن میں سے پہنے تھے کہ وہ او کو اور کفن دو کھچواؤ میں کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا
 زعفران کے رنگ میں تھکے واسطے کیا کہ اگر بااؤ کہ زمین زندہ زیادہ محتاج ہے طرف نئے کپڑے کے کہ جس سے اسکو صحیح بخاری میں مروی ہے
 ابو بکر سے غفلان اس کے معارض ہے اس کے جو ذکر کیا ہے ضعیف عبد اللہ الزرقانی سے اس وقت عبد اللہ الزرقانی کی کہ کہ نہیں ہند بخاری سے
 بلکہ اس سے بھی زیادہ صحیح ہے اور سند اسکی یہ ہونا مقرر ہے عن الزعفرانی عن عائشہ قالت الخرص اور
 عورت کو واسطے پہنا میں اور زرار اور دہنی اور لغاف اور سینہ ہند جس سے اس کے پستان یا غے جاوے میں سنت ہے اور اس کے واسطے

صحیح بخاری

نہایت صحیح اور
 نہایت صحیح اور

اور اور فافا اور دانی بھی کفایت ہوتی ہے اور کفن سنت کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عورتوں کو
 جنھوں نے اونکی بیٹی کو کفن دیا تھا یا بیٹی کی شہرہ عطا کرنا تھے ایسا ہی ہر مرد کے من بیان کیا اسکو ام علیہ نے اور بعضوں نے کہا کہ
 اسکو بجا ام علیہ کھلی ریت خائف ہو کہ مالو سنسکہ تھی جن ان عورتوں میں جنھوں نے کفن دیا تھا ام کلثوم بیٹی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اسکو ازاد تھی پھر پراہن پھر دانی پھر چادر پھر کپڑے رکھے اور باگیا
 روایت کیا اسکو ابوہریرہ نے کہ اسکو نو سوئی اور کما سنڈر سی کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 غائب تھے یعنی اوس جگہ تھے اور عارض ہو اس قبل کہ وہ جو کما ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کلثوم نے
 سنہ نو میں بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اور کہا کہ وہ جو جسکو غسل دیا تھا ام علیہ
 او ایک سند قوی موجود ہے و لا لک فی ہذا مضمون پر قول منڈری کے وہ جو روایت کیا ابن ماجہ نے بسند صحیح ام علیہ سے کہا کہ
 داخل ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او ہم غسل دے یہ تھے اونکی بیٹی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے غسل دے او کو تین
 یا بیس بار ساتھ بانی دبیرو کی بیٹی اور اخیر پراہن کا فور کرین ہو جب فراغت ہو جاوین خبر دین مجھ کو جب فارغ ہوئے ہم خبر دے
 ہئے آپ کو تو جیسکی طرف سہا کہ ایک ازاد اور کہا کہ پنہادویہ اسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن التمام نے فتح القدر میں صریحاً لفظ تھا کہ
 تباہ کیا اور پراہن تباہ کر دیا اور پراہن کے اور ازاد کو پہلے باطل سے لپیٹے تباہی طرف سے لپیٹے تباہ بعد اس کے لفظ بھی
 اسی طرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پراہن پنہاویں اور اس کے سر کے بال کو دو حصہ کر کے اوسکی چھاتی پر پراہن کو اور کھینچو
 تباہ اس کے اوپر دانی اور تباہ اس کے اوپر لٹا لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جائیگا اور ہو تو اسکو باندھ دیکو **ف** اور
 کفن کفایت ہے بھی کہ کرنا کہ وہ ہر گرفت ضرورت کے جیسا کہ روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ حباب بن الارت کا کہ کفن پراہن
 ہئے ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس کے تو واقع ہوا اجر ہارا اللہ تو بعضے انھیں سے ایسے ہوئے جنھوں نے کچھ اجر لیا او
 گذر گئے ان میں سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور جھوڑ گئے ایک چادر تو ہم جبٹھانے تھے سوا کا کھل جاتے
 تھے پراہن کا وجب پیر کو بند کرنے کے کھل جاتا تھا سوا کا تو کھل گیا ہکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھ او سوا کا اور کھل دین
 گمانس ازاد کر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاو طاق بار کیونکہ روایت کیا حاکم نے مسند کہ میں کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبود و تم میت کو تین بار اور ایک روایت میں بھی ہے کہ کفن التبت ثلثا یعنی
 خوشبود و کفن کو مر کے تین بار اور کہا گیا ہے کہ سداو سکی صحیح ہے اور بعد اسکو سپر نماز پڑھیں کہونکہ **ص** نماز پڑھنا جنازہ
 کی فرض کفایت ہے یعنی اگر بعض پچھلین کے نے سے ساقط ہوگی اور اگر کسینے نہ پڑھی تو سب گناہار ہونگے **ف** تو
 جگہ پر دعا تین نعت کرنا ضرور ہیں ایک یک نماز فرض ہو دوسری یہ کہ فرض کفایت ہے تو دلیل فرضیت کی یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ یعنی پڑھ نماز او نہ کہونکہ نماز تمھاری مای محمد آرام ہے اونکو واسطے اور دلیل دوسری
 یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد پر خود نماز نہیں پڑھی او کو صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض میں نہ
 نہ ترک کرتے او اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہو تو نماز غائب پر درست نہیں ہے
 جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاشی پراہن پڑھی تھی تو اس واسطے کہ تخت اسکا آپ کے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیوں کو

منہ ظلمہ
 بیان آورده بود
 اس حدیث میں
 پختہ نہیں
 اور اگر کسی نے
 نماز پڑھی تو سب گناہار ہونگے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فرید بن عبد الرحمن

مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول روایت ابن عباس کے نور زیادہ کیا کہ اور بخلا حازمی نے کتاب المناخ والمناسخ میں ایسی روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبیر کہتے تھے حال بدر پر سات کبیر بن اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کے بعد بھی سات کو اپنے کبیر بن کبیر بن حسین اور حسین چار یہاں تک کہ سنے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث باجماعت ثابت ہو کہ صحیح چار کبیر بن ہیں اور ایسا ہی بیان کیا اور کو مشایخ عظام نے **وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَعْلَمُ وَجِلُّهُ اَشَدُّ** اور شروع کرنا ساتھ درود اور شتا کے سنت دعا کی یہ روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہ کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہی اور نہیں درود بھیجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنائی اللہ تعالیٰ پر سو کہ ایک جلدی کی اس شخص نے تو بلایا اور سو کہ اور کہ جب دعا کوئی تم میں سے تو چاہیہ کہ شروع کرے ساتھ حمد اور شتا کے پھر درود بھیجے یہی صلی اللہ علیہ وسلم پھر دعا کرے بعد اس کے جو چاہے صحیح کیا اور کو ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں **ص** اور جو شخص کہ نماز پڑھے وہ مرد کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور او سین نور ایمان ہی تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ چھ طرف شفاعت کے واسطے ایمان اس کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہو سنا اس کے سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے اور کہ ایک بھی صفت ہی لیکن اس کی اسناد میں کلام یہ **ص** اور تہجد کی اس واسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محل کا پھر ولی میت کا حسابات کی ترتیب اور ولی سے مرد کے اجازت ایک غیر کو ملا کر دیت ہی اور اگر ولی کے سوا دوسرے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو وہ پڑھ کر اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ وہ پڑھ لوں جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہونے دفع کی گیا تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شہدہ شہرے کا نہ ہو ورنہ یعنی تین روز تک **ف** اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی ایک عورت پانصا سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اس کی قبر پر روایت کیا اور کو ابن جابر اور اکرم نے اور کو ت کیا اور اس سے اور اخراج کیا ملک نے سوطا میں بھی مضمون **ص** اور ہوا ری یہ نماز جنازہ درست نہیں **ف** اور تو کیا اسکو مختص ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقہ نماز نہیں ہوجہ نہ ہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہیں جائز ہے کیونکہ او میں کبیر تحریر موجود ہے **ص** اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اس کے اندر مرد کو رکے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اس کے باہر ہو تو او میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے **ف** روایت کیا ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرد پر مسجد میں تو نہیں اجرو واسطے ہے اور ایک روایت میں فلا شتی لہ ہے اور صالح سولی نو اسکا اسکی اسناد میں نقد ہے لیکن اختلاف ہو گیا تھا اور کو آخر عمر میں نقل کیا نسائی نے ابن سعید سے کہ وہ ثقہ ہے اور جس نے قبل اختلاف کے اس سے سنا تو وہ روایت اسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذئب نے سنا اس کے قبل اختلاف کے تفصیل کی اسکی شیخ ابن المہتمم اور وہ جو مسلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبی جہاد کی ایک افتدہ کر کے اس سے محرم ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد ہوا اور وہ جو بعضی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز مسجد میں اسکی اسناد میں صحیح غوثی مشوک ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** **ص** اور جو لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر وہ بچہ تو نام نہ رکھا جائے سوا غسل نہ کیا کو نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کیا نسائی نے بخاری سے کہ جب مرد کو نماز پڑھی جاوے اور اگر وارث ہو گا کہ نسائی نے اور واسطے غوثی میں مسلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا اور کو ماہر نے سفیان بن عیینہ نے ابو یوسف

صالح سولی نو

اصحاب ترمذی
مختص مسلم

اونہی دونوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جو باک ساتھ جنازہ کے تو پکڑے چاروں کو نے تخت کے کیونکہ یہی سنت ہے اور وہ
 کیا امام محمد نے اونہی سے کہ کہا انھوں نے سنت کی ہے بات کہ اوٹھنا ہے چنانچہ کو چاروں کو فون تخت کے اٹھانے کا اور
 ابن ماجہ اور غطاؤس کا یہ ہے کہ جو اوٹھا وچنا زکوۃ پکڑے چاروں کو نے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک کے کا شخص گردن
 کی ہڈی پر کے اور چھپے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اوٹھنے کو ابن مسعود نے بلقا میں
 اور امام شافعی نے ساتھ نہ ضعیف اور مروی ہے یہ بھی بہت صحیح لیکن جواب اوسکا یہ ہے کہ اوسوقت ہجوم تھا لاکھ کا اوس
 جنازہ اس طرح پراٹھا گیا اور مروی ہے حدیث میں کہ ستر ہزار فرشتے جنازہ میں حاضر ہوئے تھے یا کوئی اور سب ہوگا اور جلدی
 حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن مسعود کے کہا کہ پوچھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کس طرح
 ساتھ جنازہ کے فرمایا کہ کہ جنب سے اور جنب ایک قسم کی دودھ کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نکالا صحاح ستہ والوں نے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازہ کے تو اگر مرد نیک ہو تو تم جلدی لیے جاتے ہو اور سکھوں نیک کے اور اگر بکر
 تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھوں پر اپنے **ص** قبل جنازہ کے جانے کے بیٹھا کر دو ہر **ف** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا
 کہ اوسے اعراض اور غافل ہے اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گزرے تو کھڑا ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر
 ہو اور صحیح اول ہے کہ روایت کیا حضرت علی نے کہ تھے سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے ہو کہ کاسا ساتھ جنازہ کے
 پھر بیٹھے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا کہ نہ بیٹھے پہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازہ کے کچھ چلنا
 مستحب ہے **ف** اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار وارد ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازہ کے
 چلتے تھے اور حضرت عمر اور ابو بکر وغیرہ سے آگے چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چپا چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سوار چلے پیچھے جنازہ کے اور چیل جس طرف چاہا اور لڑکا نماز پڑھی جاوے اور سپر روایت کیا اوسکو اصحاب جن اور ترمذی
 نے صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت میں ہے کہ چلو آگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور اپنے اوسکے اور روایت کیا
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر آگے جنازہ کے **ص** قہرود
 اور محدثان **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد ہمارے واسطے ہے اور شوق واسطے غیر ہمارے ہے روایت کیا
 اوسکو ترمذی ابن عباس اور اسناد میں اوسکی عبدالاعلی بن عامر کہ کہا اوسنے کہ اوسمیں گفتگو ہے اور ابن ماجہ میں ہے انس
 بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے میں میں شخص ایک عد بنا تھا اور ایک نہیں بنایا
 تو کہا ہنسنے کہ جب پہلے آجگا اوسے قبر خواہیں گے تو پہلے آیا ہمارے والا اسکا اور بعد نیکی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اور بعد کی وصیت کی سند واسطے اپنے مرض موت میں **ص** اور مرد کو مدین جو قبر سے قبل کی طرف قریب ہے کہ
ف اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ ابراہیم بنی سے اور ابو داؤد و ترمذی میں کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر میں قبل کی طرف اور نہیں کھینچے گئے کھینچنے کی یعنی سنی نہیں کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک مثل چاہیے اور یہ ہے
 کہ رکھا جاوے تختہ قہر کے کہ ہو و سرور کا مقابل میں دونوں قبروں کے پھر داخل کیا جاوے سرور کا قبر میں اور نہ کیا جاوے
 اور جو بن پر اوسکے مقام اوسکے سر کے پھر داخل کیے جاوے بن پر اوسکا اور نہ کیے جاوے بن پر اسی طرح اور یہی وی ہے حدیث صحیح ہے

کو اسی طرح کہ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اخراج کیا اور اس کا امام شافعی نے اور تفصیل شرح التذییر میں ہے
اور کہنے والا کہ یشهد اللہ و علی و آلہ و رسول اللہ و انہم کما قالوا و انہم کما قالوا و انہم کما قالوا و انہم کما قالوا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دفن کیا تھا ابو جہل کو قبر میں سوہاؤ سے لڑکھا شیخ ابن الہمام نے کہ غلط ہے اور جواز انتقال کیا
بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن روایت کیا ابن ماجہ بن لوطیہ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے نہیں عمر سے کہ تھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل کرتے مرنے کو قبر میں کہتے تھے یشہد اللہ و علی و آلہ و رسول اللہ و انہم کما قالوا و انہم کما قالوا و انہم کما قالوا
و باللہ اور کہا کہ حسن غریب ہے اور روایت کیا اسکا ابو داؤد و ترمذی سے اور ماکن نے اور اویمین نے کہ جب کہ تم مرنے کو قبر میں
قبر میں سو کہو یشہد اللہ و علی و آلہ و رسول اللہ و انہم کما قالوا و انہم کما قالوا و انہم کما قالوا و انہم کما قالوا
موند قبیلہ کی طرف کر دو **ف** اور یہی ثابت ہے بعد نبیوں سے اور اتفاق کیا ابو سیر علی اس نے **ص** اور جو کفر کے
کھینے کے خوف گروہ باندھی تھی کھول دیو اور کچی اینٹ اور بانس قبر پر رکھے **ف** اس واسطے کہ بھائی ابن ابی شیبہ نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا سلم نے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا انھوں نے اوس مرض میں کہ سحر اویمین بناؤ و اسے
میرے محلہ اور رکھو او سپر انہیں جیسا کہ کیا گیا تھا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور گذار حدیث ابن جہان کہ رکھو اوپر
میرے اینٹیں جیسا کہ رکھی گئیں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر پر کئی گئی قصبہ اور یہ مرسل ہے اور روایت کیا ابن سعد نے طبقات میں کہ وصیت کی ابو میرہم و بن جریج نے
نے یہ کہی جاوین اوسکی ہر کچھ قصبہ اور کہا کہ دیکھا میں نے مہاجرین کی کہ دوست رکھتے تھے اوسکو اور قصبہ کل کو کہتے ہر فقط
ص اور دفن کے وقت عورت کی قبر پر پردہ کرے اور مرد کی قبر پر کرے **ف** اس واسطے کہ پردہ خاص واسطے عورت کے
ص اور پختہ اینٹ اور لکڑی قبر میں بچھا نا کر وہ ہی عورتی ڈالے اور قبر کو ہی پشت کرے اور مریع کرے **ف** اور جس نے
دیکھا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بیان کیا کہ وہ مثل اونٹ کی کوٹان کے ہو کہا امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی جیسا کہ شیخ
مرفوعاً کہ منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مریع کرنے سے قبر کے اور برابر کرنے سے اوسکو اور روایت کیا امام محمد نے ابراہیم بن خنیس سے
کہ کہا انھوں نے خبر دی چکو اوسے جس نے دیکھا قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہ تعین وہ اوٹھی ہوئی
زینب سے اور او سپر بیچ میں تنگات تھا پتھر سفید سے او صحیح بخاری میں ہے ابو بکر بن جیش سے کہ سفین ثلث نے حدیث بیان کی
اوسے کہ دیکھا انھوں نے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تھی مثل کوٹان شتر کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
اور بہت سے آثار اس باب میں وارد ہوئے ہیں اور روایت کیا ابو حنیس بن شاہین نے کتاب الجنائز میں سلم سے کہ پوچھا میں نے
ابو جعفر محمد بن علی او قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبد اللہ کہ گس طرح تعین قبر میں آئے بزرگوں کی کہا کہ تعین بنک لکھنا شتر کے اور وہ سلم
نے روایت کیا بیاض ہندی کہا کہ اسکا پیر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ سمجھا ہوں میں چکو او سپر کہ سمجھا تھا چکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھو کہ کوئی تصویر نہ رکھا
اوسکو اور کوئی قبر نہ رکھا بزرگوں کی جب کہ کفر عمارت میں تھا اور جہان میں یہ حق ہوئی ہو بلکہ ایسی جگہ میں متاثر ہو چکو اور وہ وہ کہ قبر

باب شہید کے بیان میں

جو شخص کھلم کھلا ہو یا جو کہ اور تیز چیز سے مارا گیا ہو ظلم کی راہ اور اوس مارنے کے لئے زمین ال دنیا واجب نہ ہو یا سیدان قاتلین

یعنی پابجا کو جو غسل واجب ہو جیسے جنب اور عائض اور نفسا یا لہ کا ہو تو وہ شہید نہیں اور جسکو کہ تیر خیز سے قتل نہیں کیا بلکہ
 ہماری چیز سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو تو یا مشرکین یا لوثے والوں نے اور انکا مقتول جس چیز سے جان
 مار میں شہید ہوا اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کرنا باوجہ اور صاحبین کے نزدیک نہیں دلیل امام صاحب
 کی یہ کہ روایت کیا ابن جبار اور حاکم نے عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کرتے تھے اور
 تحقیق کہ قتل کیا گیا خطہ بن عامر غنوی صاحب تمھارا غسل دیتے ہیں اوسکو ملا کہ تو چھپا صحابیوں نے اونکی پیوستی کہا کہ کھلے تھے
 وہ اور جنب تھے اخیر حدیث نکلا اور فرمایا آپ نے کہ ہوا اسطے غسل دیتے ہیں اوسکو ملا کہ اور کہا کہ اسکا منہ صیغ ہو اور شرط مسلم
 اور یحییٰ کا ذکر نہیں کیا اور نام اونکی بیوی کا جمیلہ بنت ابی سلول جو بہن تھیں عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
 یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جائے تو وہ شہید ہو اور دلیل اسکی صاحب پرینے یہ بیان کی ہو کہ شہدا ائمہ کے سب ہتھیار سے
 نہیں مارے گئے تھے اور یہ کہ سیکو غسل نہیں دیا گیا **اور جو ظلم سے مارا جائے** بلکہ حد یا قصاص سے تو بھی شہید نہیں اور
 جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر آپ اگر اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہو اور اگر کسی شخص کو میدان میں زخمی
 نہ پایا بلکہ اوسکی ناک پھوٹی ہوئی پائی تو وہ شہید نہیں تھا اگر کسی سلمان کو ایک سلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکین نہیں مار ڈالا تو اگر کو ہے
 مارا ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک شہید ہو اور جو لوہے سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک کچھ لوہے کی شرط نہیں اور
 جو چیز کی طرح سے خاص نہیں جیسے پوستین اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور موزہ وہ شہید ہے اور اگر لیا وینگی اور اگر فتن میں
 کوئی چیز کم ہو تو زیلہ کرین اور جو زیادہ ہو تو کم کرین اور اوسکو غسل نہ دیوں اور غار پڑھیں اور خون بھریا دفن نہ دیا جاوے
ف کیونکہ روایت کیا امام احمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں
 ان لوگوں پر دفن کرو اور انکو ساتھ زخموں اور کٹے کے اور زخموں کے اور سستہ نرم ہی عدم غسل کو کہیو کہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں پڑے گا
 اور غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخراج کیا ہماری اور احباب نے نسیب بن سعد انھوں نے زہری انھوں نے عبد الرحمن
 بن کعب انھوں نے جابر بن عبد اللہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں احمد اور فراتے تھے کہ کون سا
 زیادہ ہو حافظ قرآن کا تو جب بتلا تو کوئی کسیکو اوسکو آگے کرتے تھے میں اور کہتے میں گواہ ہوں انہیں دن قیامت کے سو حکم کیا آپ نے
 انکے دفن کا خونوں میں اور نہیں غسل دیا اور کور زیادہ کیا ہماری اور ترجمہ میں اور نہیں نماز پڑھی اوپر کہا انسانی نے نہیں جانتا ہوں
 کہ متابہ کی پہلی شہ کی کہیں احباب زہری اس سناد پر اور زہری نے نہیں اختیار کیا اوسناد اور روایت کیا ابو داؤد نے جابر سے
 کہ لگا ایک شخص تیر سینے میں باطن میں جو مر گیا اور کھا گیا اوسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور سند اوسکی صحیح ہے اور روایت کیا انسانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو اور انکو انکے خونوں میں کیونکہ نہیں ہو کوئی
 زخم نہ لگا ہوا کسی راہ میں مگر آویجا و قیامت کے کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے نزدیک ہر
 نماز بھی نہ پڑھی جاوے کہتے ہیں کہ تلوار محو کرنے والی ہو اسطے گناہوں کے اور بعض فقہانے اوسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا
 اور ایسا ہی جو سب احباب جان میں ہو صحیح ہماری میں ہی جاہر سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قتل ہون کے
 اور جاب ہماری طرف سے یہ کہ روایت کیا ابو داؤد نے مرسل میں عطاء بن ابی رباح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور

شہداء کے تو اب معارضہ کی حدیث جاہد کی چار نزدیک لیکن اگر کوئی کہے کہ میرا تو جواب دہ سکا یہ کہ عطا بن ابی بن
سے ہیں اور مراسلات لکے مانند مرفوع کے ہیں اور اگر مسلم ہو تو جب فوت ہوگا اور مسکو دوسری حدیث مرفوع تو تو محبت ہوگی اور
وہ یہ ہی جو روایت کیا حاکم نے جابر سے کہا کہ تم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی ماؤں کی نقش نہیں مٹی تھی
بسبب کثرت شہداء کے پھر کہے جو لوگ قتال سے ہو گئے ایک شخص نے کہ دیکھا میں نے او کو فلا نے درخت کے نیچے تباہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اوس درخت کے پاس اور دیکھا او کو اور او کا حال اور پڑے بکار کے سو کھڑا ہوا ایک شخص انصاری سے اور ڈالا
اوپر ایک کپڑا پھر لائے گئے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپ نے اوپر پھر باقی شہید پڑھتے تھے اوپر نماز پہلو میں حضرت حمزہ
اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں لکھے گئے یہاں تک کہ پڑھی نماز سب شہیدوں پر اور فرمایا آپ نے کہ حمزہ شہدا
شہیدوں کے ہیں اللہ کے نزدیک بن قیاس کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد او کا اور زمین نکالا او کو شہیدین نے لیکن یہاں وہیں او کی
مفصل بن صدقہ ہی اور او کو اگر ضعیف کیا بھی اور سانی نے لیکن کہا ابو ہریرہ نے کہ تھے عطا بن سلم تو شہید کہ قتل ہوئی
اور احمد بن حنبلہ نے ثنائی اوپر پوری ثنا اور کہا ابن عدی نے نہیں دیکھتا ہوں میں ہاتھ او کے کچھ حرج تو نہ کہ ہوگی حدیث وہیں سے
اور وہ محبت ہو اور شک نہیں اس میں کہ قوت کر لی حدیث ابو داؤد کو اور کہا احمد نے ثنا عطاء بن مسلم ثنا احمد بن حنبلہ
ثنا عطاء بن الشائب عن الشعبي عن ابن مسعود قال قال كان النساء يوم اُخذ خلفاء المسلمين بياناً
لكما فوضع حمزة للمشي صلى الله عليه وسلم واتي رجل من الانصار فوضع الى جنبه فصل عليه فوضع
الانصار ي و نزلوا حمزة ثم اتى باخر فوضع الى جنبه حمزة فصل عليه ثم نزلوا حمزة فصل عليه
يوم عتيد سبعين صلوة يعني خمسين جو تین دن احد کے پیچھے مسلمانوں کے بیان تک کہا پس لکھے گئے حمزہ واسطے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لائے گئے دوسرے شخص انصاری سے اور کہا او کے پہلو میں ہونا نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوپر او چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور اوٹھا لیا وہ شخص پھر لائے گئے دوسرے شخص اور کہا پہلو میں حمزہ کے اور نماز پڑھی آپ نے
اوپر اوٹھا لیا اور رکے سچے حمزہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پڑھی اوپر نماز شربا اور یہ بھی درجہ حسن ہے کہ نہیں عطا بن الشائب
اگرچہ آخر عمر میں حفظ او کا ہو گیا تھا لیکن جن لوگوں نے اوسے اول عمر میں روایت کیا تو وہ صحیح ہو اور میں جانتا ہوں کہ حد
بن سلم نے اوسے قبل تفسیر کے سنا کیونکہ حد بن زید تو ثابت ہوا کہ قبل تفسیر کے سنا اور وفات او کی خطبے کے بعد پاس جس کے ہوئی
اور حد بن سلم نے انتقال کیا قبل جلا بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت او کی صحیح ہوگی اور بشروط عدم تسلیم کے حسن کہ نہوگی
اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدوں احد سے یہاں تک کہ کہا پھر لگے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حمزہ کو اور تکبیر کی اوپر وں لاؤ ذکر کیا مانند اور روایتوں کے اور یہ بھی درجہ حسن ہے کہ نہیں فی قصور تیکر سب ضعیف ہونے میں بھی
ماہل اون حدیثوں کا حسن ہو جاتا نہ کہ ہر حدیث حسن ہو کہ علاوہ اسکے کہ اوقاف میں نے نمازی میں حدیثی عبد بن مسعود رضی اللہ عنہ
عن عطاء عن ابن عتیس اور ذکر کیا اوس حدیث کو تو رفع ہو گیا او سکا اور روایت کیا مولیٰ بن ربیع بن قیس شکر سے
کہا کہ تھامین اوس شکر میں کہ بھیجا تھا او کو کہ صدیق نے ساتھ عمرو بن انصاس کے ایک اور فلسطین کی طرف لوڑ کر کہا بعد کے
اور کہا کہ قتل کیے گئے ان میں مسلمانوں میں ایک تھامین آدمی اور نماز پڑھی اوپر عمرو بن انصاس اور اون لوگوں نے جو ان کے ساتھ تھے

عطاء بن الشائب

عطاء بن الشائب

اور تھے اور وقت ساتھ عرفہ کو تہذیب اسلام اور دوسرے کہ نماز واسطے طہر کرنے کرامت کے ہو اور وہ شہید میں ہو اور
 اور رکے اور مائض اور جنب اور نسا کو غسل دیا جاوے اور لیل اسکی گزری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 غسل دیتے ہیں خطہ کو ملا کر اور رکے کو اس واسطے غسل دیا جاوے کہ سب کافیا ہوئی شہداء کے حق میں غسل کے بدلے کیونکہ وہ
 معصوم تھے بخلاف رکے کے کہ اسکا گناہ نہیں ہو تو اس کے حکم میں ہوگا اور اگر ایک شخص کو شہر میں مقتول پایا اور قاتل
 اسکا معلوم نہیں برابر کی قتل اسکا لوہے یا چڑی لاشی یا چھوٹی لاشی سے ہو اس پر غسل دے کو دیوینگے اگر ایسے موضع میں
 جہان دیت اور قیامت لازم آتی ہے جیسے محلہ اور گھر وغیرہ میں پڑا ہوگا اور اگر شرک یا سحر یا مع میں پڑا ہوگا تو اگر معلوم
 کہ لوہے سے قتل ہوا ہو غسل دیا جاوے گا کیونکہ وہ شہید ہو اور اگر لوہے سے نہیں قتل کیا گیا ہو بلکہ بڑی لاشی سے یا مہ صاحب کے
 نزدیک غسل دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی لاشی سے قتل ہوا ہو سب کے نزدیک غسل دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی
 گت سے قتل ہوا ہو تو غسل دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص محکم میں خفی ہو ابدوس کے سویا یا کچھ کھایا یا پیا یا اسکا علاج کیا یا جیسے گناہ کیا
 یا ایک دفعہ نماز تک غافل یا کچھ صیت کی غسل دیا جاوے گا اور نماز پڑھی جاوے گی ان صوبہ رتوں میں لایم محمد کے نزدیک قطعیت سے غسل دینگے اور اگر یا
 یا ایک والا مار گیا اب کو غسل دینگے اور نماز نہیں پڑھینگے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں نماز پڑھی باغیوں پر ایسا ہی ہو چکا ہے

باب کعبہ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

کعبہ میں فرض اور نفل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک ہر جگہ میں کہا ہو کہ درست نہیں اور انکی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ درست ہے جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبہ کے یہاں تک کہ اگر کوئی نہ دیکھ لیا طرف دروازے کا اور وہ کھلا ہو اور چوکت بھی برابر بلوئے کی
 بلان کی کوئی نہ نہیں جائز ہوگا اور یہی ہوا انکی کتابوں میں کہ اگر معاذ اللہ مثلاً کعبہ گریا جاوے تو نماز اس کے باہر اس طرف
 موزے کر کے درست ہے اور اس کے اندر جائز نہیں مگر جب اس کے سامنے سترہ ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور عرض کیا اس پر جس طرح دقت
 اور بہار نزدیک اس واسطے درست ہے کہ روایت ہے صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل کعبہ میں
 اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ملوک اور بندہ کر لیا اسکو پھر پڑھے تھوڑی دیر اس میں کہا ابن عمر نے کہ پوچھا سینے ہلال سے جبروت
 نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیسے دوستوں بائیں طرف اور ایک اہنی طرف اور میں پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی
 تو تھا خانہ کعبہ کا اوس دن چہرہ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھوں نے ساتھ اس کے نافع سے انھوں نے
 ابن عمر سے تو یہ پیش اور اس کے معارض ہوا اسکے جو نکالا اون دن وفات ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 داخل ہوئے کعبہ میں اور اس میں چہرہ ستون کو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر
 کیونکہ اثبات مقدم ہونی پر اور بعضوں نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ موقوف سے اس جگہ مراد دعا ہی غلط ہے کیونکہ خود بخاری میں ہے کہ
 ابن عمر سے کہ پوچھا سینے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں کہا کہ ہاں اور عتین آخر تک لیکن
 معارض ہوا اسکے صحیحین میں ہوا ابن عمر سے کہ بھول گیا میں پوچھنا اونسے کہ کتنی کعبہ میں پڑھیں تھوڑی اس میں سیرت میں
 جمع اس طرح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبہ میں دن فجر کے سو نہیں نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر
 دوسرے روز نماز پڑھی اور جمعہ باغ میں تھا اور یہ مروی ہے حضرت ابن عمر ساتھ اسناد حسن کے اخراج کیا اسکا قریبی نے اسکو محکم کرنے

حدیث ابن عباس کو اول روز پر وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص کہیے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہو اگرچہ مقتدی کی بیٹا امام کی بیٹ کی طرف
مگر جس کی بیٹا امام کے منہ کی طرف ہوگی اور کسی نماز درست نہ ہوگی کیونکہ وہ امام سے لگے ہو گیا اور کہیے کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہے
تعمیر کے واسطے اور ہر امامین ہی کہ شافعی کے نزدیک جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ کعبہ اور مکہ نزدیک اوس بیٹا کا نام ہو اور
ہم سے نزدیک کعبہ ایک محلہ ہو اور ہوا ہی آسمان تک نہ بنا کیونکہ نقل اوس کا ہو سکتا ہے اور دلیل اسپر ہے کہ اگر ہمارے کوئی شخص
نماز پڑھے تو وہ کہیے سے اونچا ہو تو اس صومرت میں جب عمارت کا نام ہو تو نماز نہ جائز ہو اور مکروہ ہے اس واسطے کہ اوس میں ترک
تعمیر ہو اور وارد ہوئی ہو اوس میں نہیں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ابن ماجہ سنن میں حضرت عمر سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کسات مجاہد میں کہ نہیں جائز ہو نماز اوس میں بیٹا کا نام کہیے کی اور فقیر آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی
یہ حدیث ساتھ ابوصالح کا تب اللیث کے لیکن توشیح کی اور کسی جماعت نے اور کلام کیا بعضوں نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہے
کہ مکروہ ہے اور نماز کامل نہیں ہوتی **ص** اور ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب کوئی ستر ملے کہ کھڑا کیوے تو درست ہے اور ضعیف کے
جائز نہیں اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگوں نے افتاء کیا کہیے کے گرد حلقہ باندھ کے تو درست ہے مگر کوئی ان میں سے اگر اپنے امام
زیادہ کہیے کی طرف نزدیک ہو مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہو اور مقتدی ایک گز کے تو اس صومرت میں اگر وہ شخص اوس طرف ہو
امام ہو تو نماز اوس کی درست نہ ہوگی اور اگر اوس طرف میں ہو تو درست ہوگی جانا چاہیے کہ کہیے کی چار جانب ہیں چار دیواری کے ساتھ
تو چاروں طرف سے اوس طرف کھڑا ہے جس طرف امام ہو تو وہ شخص جس وقت کہیے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہو تو امام پر لگے ہو جاوے گا
دوسرے طرف کھڑے ہو والوں کیونکہ وہ جو شخص کہ اوس میں امام سے زیادہ کہیے کے نزدیک ہو وہ امام کے لگے نہیں ہو

ابوصالح کا تب اللیث

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ چاندی اور سونا اور سواغ اور تجارت کے مالوں میں اگر حاجت صلی سے زائد ہوں اور نصاب کے موافق ہوں اور اگر
میں مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو وین بعد ایک سال گزرنے کے ان چیزوں پر واجب ہوتی ہے **ف** زکوٰۃ فرض ہے
کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَآتُوا الزَّكَاةَ یعنی ادا کرو زکوٰۃ مالوں اپنے کی اور اوس پر جماع ہوتی است کا اور واجب ہے سے ملو اس
مقام میں فرض ہونا ہی اور شرط آزاد ہونے کی ہوا واسطے ہے کہ مال ملک کا ساتھ حریت کے ہونا ہوا اور غلام کی کچھ ملک نہیں ہے اور
بالغ اور عقل کو بیان کیے گئے اور اسلام شرط ہے اس واسطے کہ زکوٰۃ عبادت ہے اور عبادت کافر سے نہیں آتی اور نصاب بھی ضروری ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کیا بخاری مسلم نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہو کر
پانچ دین سے کم ہو کر زکوٰۃ اور دس سائے صاع کا ہوتا ہے اور صاع چار دین کا اور دین ایک رطل اور تہمانی رطل ہوتا ہے اور فرمایا کہ نہیں
ہو کم میں پانچ اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوٰۃ نور اوقیہ پالیس دین کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درم ہو اور اس ملک میں
قریب پالیس دین کے ہوتے ہیں اور فرمایا کہ نہیں ہو پانچ اونٹوں کے کم میں زکوٰۃ اور ایک سال گزرنے کی اس واسطے قید ہے کہ روایت
مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہیں ہے زکوٰۃ اوس پر بیان کیا کہ گزرا
اوس پر ایک سال اور روایت کیا ابو داؤد حاکم بن حزم رضی اللہ عنہما اور حارث اعور سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے
جب ہوں تیرے واسطے دو سو درم اور اوس پر گزرا جائے ایک سال تو اوس میں پانچ درم ہیں اور پھر مال کے بیان کیا کہ نہیں ہو کسی

حارث الاعور

حاکم بن حزم

اور جو فرض کے منسلک یا غنی پر ہو کہ اور مال قرار کرنا ہو یا فرض دار انکار کرنا یا کیا کہن گواہ او اسکے لینے پر موجود ہوں یا قاضی کو جس
 واقعہ پر تو یہ مال اگر او کو ملے یا جو بیگنہ زکوٰۃ اون گذرے دفن کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا یا بعد از
 نیت خدمت کی کی زکوٰۃ اوس میں واجب ہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے یا نہ کرے اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندزی اور سوائے اور سوائے کے ہمیر یا وحیثیت یا بیع یا عین یا عین سے مالک
 ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہو دے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہوگا
 اور زکوٰۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب ہوگی اور بعض علما کہ امام ابو یوسف کے نزدیک واجب ہوگی اور محمد کے نزدیک
 واجب ہوگی اور اگر مالک کے وقت نیت تجارت کی ہو اگرچہ نیت تجارت کی ہو جو جو زکوٰۃ واجب ہوگی جو جب تک کہ کو بیع نہ ہو
 بیع ہو کہ جب تک کہ اختیار ہی ہو اور اگر اختیار ہی ہو بیع سے ورنہ وغیرہ زکوٰۃ واجب ہوگی اور زکوٰۃ میں بیع کے وقت
 نیت زکوٰۃ کی چاہیے یا مال زکوٰۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزاروں کا مال یا بیع نہ کرے یا بیع نہ کرے تو وہ مال
 زکوٰۃ سے محسوب ہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اس کی بیع میں دیکھو تو زکوٰۃ حاکم ہوگی اور اگر تصدق مال دیکھو تو جب تک کہ مال
 دیا ہو اس کی زکوٰۃ تمام محمد کے نزدیک ساتھ ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہوگی مثلاً اگر او سکے پاس دوسو درم تھے او
 سو سو نہیں حصہ سے بیچے امام محمد کے نزدیک زکوٰۃ اون ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا ہوگی؟

باب ثلثون فی زکوٰۃ

باب ملون فی زکوٰۃ کے بیان میں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

محمد بن عبد الله بن عمر
عمر بن عبد الله بن عمر

[illegible]

باب رکاز کے لیے بیان میں

[illegible]

الحمد لله رب العالمین...
عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکاحاً اشد من الفحل العسر
یعنی لما حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہداء سے سوال کیا کہ حدیث صحیحہ میں اس باب میں اور اس میں کیا حد ہے
اور اسناد اس کا صحیح ہو اور روایت کیا ابن ماجہ ابو سیرین سے کہ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ
فرما کہ اگر کسی نے دوسرے کو سوگیا تو اس نے اس کو سوگیا تو اس نے اس کو سوگیا تو اس نے اس کو سوگیا تو اس نے اس کو سوگیا
لوگو کو امام احمد اور ابو داؤد و طحاوی نے اس پر ابو یعلیٰ موسیٰ نے اپنے سنن میں کہا ابو یعلیٰ نے کہ جو صحیح ہو جو روایت کیا گیا
واجب ہے عشرین لحد قطع کر کہ تریہ نہ ہو چھ ماہینے محمد بن اسماعیل سے اس حدیث کو سوگیا کہ قطع ہو سلیمان بن یوسف نے
نہیں پایا کسی صاحب سے اور نہ میں ہی صحیح شد کی زکوۃ میں کچھ اور روایت کیا مثل اسکے طبرانی نے معجم میں اور ترمذی
اسکی شیخ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ اعلم بالصواب لیکن حق یہ ہے کہ ان سب احادیث میں سے زکوۃ شد کی ثابت ہو گئی اگرچہ ایک
حدیث سے ثابت نہ ہو اور دوسرے حدیث میں شیبہ کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ صحیح ہے اسناد اس کا اور نہ میں پایا کسی
کوئی قدح اور نہ ہی میں یا جو چیزیں کہ برس بہرہ میں بہترین صاحبین اور شافعی کے نزدیک صدقہ نہیں بلکہ امام
زکریا واجب ہے کہ مال ہزاروں غیر کو کافیر کو صدقہ دے کہ بادشاہ اسکو لے لیا ہے اسرار میں قاضی امام ابو یوسف
ف اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو اوپر گزری کہ جو اوگا لے آسمان چہرہ اور زمین شری ہو تو او سمین جو ان حصہ ہوا
الطلاق حدیث کا افیکہ نزدیک حجت ہے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو جامع ترمذی میں یہ حدیث معانی سے کہ نہیں ہے سنن
صدقہ اوگیا کہ نہیں ہے اسناد اس کا صحیح اور نہ میں ہی صحیح ہونا آخرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس باب میں اور روایت کیا امام
نے پیغمبروں اور صحیح کیا اسکو اور غلطی کی اسے اسناد میں اسکی حق بن بھی متوک ہے ترک کیا اسکو احد اور نسائی وغیرہ نے
اور اچھی اس باب میں ایک حدیث ہے روایت کیا جسکو دارقطنی نے موسیٰ بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ
لیا ہو سنن ابن سعد اور مسل ہمارے نزدیک حجت ہے اور کثری وغیرہ جیسے مثل یاگناں میں صدقہ واجب نہیں ہے
جکڑ مزین کے نظارہ دل یاد دلا ہے پانی دیا جاوے تو او سمین بیوان حصہ دیا جاوے گا تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اس کے کاٹنے
غیر کی ضرورتی نکالیں ف اور دلیل اسکی اوپر گزری ص اور جو زمین عشری غلبی کی ہو او سمین حصہ دے گا
حصہ لازم آوے گا اگرچہ او مراد وحدت سبائے کے برابر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہو وگیا اسکو مسلمان یا ذمی خریدیو گئے کہ نہ
حصہ لازم آوے گا اگرچہ او مراد وحدت سبائے کے برابر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہو وگیا اسکو مسلمان یا ذمی خریدیو گئے کہ نہ
زکریا کہ مسلمان ہو جاوے تو او سمین حصہ لازم آوے گا اور عشری ذمیں کو ذمی نے خریدی تو وہ خود بھی ہو جاوے گی اور اگرچہ اسکو مسلمان
لے لیا تو عشری ہو جاوے گی ف زمین کی اور جو زمین کہ اہل اسکے اسلام لیں اور وہ زمین کہ اسکو بخرے کے
ساتھ غلبہ کے اکثر حصے کیا عشری ہو صدقہ زمین کہ اسکو بخرے کے اکثر حصے کیا عشری ہو صدقہ زمین کہ اسکو بخرے کے
بخرے ہو وگیا زمین کہ اسکی غلبہ خود بھی ہو جاوے گا اور اگرچہ وہ مسلمان ہو وگیا اسکو مسلمان یا ذمی خریدیو گئے کہ نہ

کتاب النکاح

ہانی سے پہنچائی تو غلامی ہو کر اگر عشر کے پانی سے تو مشرعی ہو اور پانی آسن کا اور کوئی چیز کا عشر کا مشرعی
اور پانی عین نہ ہو بلکہ کوئی چیز ہو جس سے نہ بڑھ کر نہ کم کی غلامی ہو اور میں اور میں اور جملہ اہل غلامی میں
سے نزدیک ان نہوں کا پانی مشرعی ہے اور امام محمد کے نزدیک غلامی ہو اور قیور غنم کے ہنٹے میں اگر زمین مشرعی ہو تو زمین
اور اگر زمین غلامی ہو تو اگر در چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہو تو خارج او میں لازم ہو گا اور جو نہیں ہو سکتی تو لازم نہیں

باب مصارف زکوٰۃ کی بیان میں

ف ہا نا چاہیے کہ اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہر انما الصدقات ایاکم یا خیرات میں سے کسی ایک
امین سے وہ کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو یا بعض اسلام کے واسطے یا ایف قلوب کے واسطے یا کسی سلاطین کو
اب کچھ عبادت کافروں کے خلاف کی زمین اور اون لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے والشفافہ قلوبکم یعنی الفت کو دے گئے
دل انکے فرمایا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ کیا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا انکے پاس عینہ بن جحین کہ یہ دین سے ہوا اسکی طرف سے
توجہ کا ہی چاہے ایمان لائے اور جو کاجی چاہے کافر ہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر میں یعنی اب ہم کچھ کافر ملے کو واسطے
ملائے کے مال خریدینگے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے بھی سے کہ تھے مولانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غنم میں اور جو
خلیفہ ہو حضرت ابو بکر قطع کیا اسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہوا اور ایک روایت میں حضرت عمر سے ہے کہ کیا انھوں نے یہ وہ چیز
کہ جیتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملاوین دل تمھارا اور اسلام کے اور اب عزت دی اللہ اسلام کو اگر تم کو بڑے
اسلام پر توجہ اور یہ چار تمھارے درمیان میں تھاری اور کیا حضرت ابو بکر نے ایسا ہی ماور نہ کیا انکار اسکا کیسے صاحب بیت
تو ثابت ہوا اتفاق مصارف زکوٰۃ کے ساتھ ہیں ایک تفسیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا ہو وہ جو شخص کہیں جسکے پاس
کچھ زمین تیسرے عامل سے کاوا اسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاوے گا جو تھے مکاتبات اسکی آن لگو میں مال غنم سے مدد کی جاوے گی
پاچھوین قرضہ جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہیں چھٹے فی ہبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاں سے بسبب نہو نے
خرج کر کے گیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمد کے نزدیک ف اس واسطے کہ کیا
ابو قحیل نے ایک اوش کو اپنے اسکی راہ میں ہو کر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بٹھائے اور ہر ایک حج کرنے والے کو ہاں کیا
اسکو اور وہ کو جو فکر کی ایک حدیث دلیل اور وہ حج کرنے والے ام قحیل تھے ص ستائیں ہاں اگر اس کے پاس مال ہو لیکن نابل
سفر میں اس کے پاس جو زمین اور مالک نصاب کو درست ہو کہ زکوٰۃ اپنے مال کی ان سب مصارف کو دے یا بعض کو دے یا تمام
تو یک واجب ہے کہ سب مصارف میں صرف کرے اور ہر صورت میں زمین انھوں کو دے کہ ف اور دلیل یہ ہے کہ موافق ہے ہر مذہب کے
مذہب کا یہی مقصد ہے ان میں سے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اور روایت کیا کہ ہر کسی کے تحت میں انما الصدقات ان
الحاق قرآن بن عیینہ عن عطاء عن سعید بن جبہ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء
والسکین لانہ قال فی انہی نصفہ و نصفہ اجزا لک یعنی کہ حضرت عباس بن عباس نے فرمایا میں نے انھیں زکوٰۃ
کو دیا کافر و مجوسی جسے اور کہ ان سے آنحضرت کا حق میں انھوں نے عطاء عن ابن عباس انما الصدقات للفقراء و السکین
انما قال ابی ہریرۃ انہی اعلیٰ من ہذا انما صدقاتنا حصہ من کل شیء عن عطاء عن ابن عباس انما قال

ابن جریر

ابن جریر

ہرگز نہ گویں سے نہ تین اصحاب و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 شخص چہ کہوئی آید جو کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 مال نہایت میں صد و نفل کا باب ہو کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 اور نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 صد و نفل کا باب ہو کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 روایت کیا اس کو امام احمد نے سند میں اور ذکر کیا اس کو بخاری نے سند میں امام شافعی نے سند میں امام احمد نے سند میں
 علیہ وسلم کہ اگر ادا کرنا چاہے تو چھ سو روپیہ دے یا چھ سو روپیہ دے یا چھ سو روپیہ دے یا چھ سو روپیہ دے
 تو ہرگز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 امام شافعی کی حدیث روایت کیا بخاری نے سند میں امام احمد نے سند میں امام احمد نے سند میں امام احمد نے سند میں
 چھ سو روپیہ دے یا چھ سو روپیہ دے یا چھ سو روپیہ دے یا چھ سو روپیہ دے یا چھ سو روپیہ دے یا چھ سو روپیہ دے
 صاحب امام نے ذکر کیا یہ حدیث وقت اس کا صحیح ہے اور وقت اس کا صحیح ہے اور وقت اس کا صحیح ہے اور وقت اس کا صحیح ہے
 وہ محروم ہوگا اور زکوٰۃ اس کا صحیح ہے اور وقت اس کا صحیح ہے اور وقت اس کا صحیح ہے اور وقت اس کا صحیح ہے
 صد و نفل کا باب ہو کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 مرد اور عورت ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 جو حدیث کے واسطے ہیں اگر چہ ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 مرنے کے آواز اور ام ولد اور اس کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مال کی اولاد ہو کہ اس کا مال کی اولاد ہو کہ اس کا مال کی اولاد ہو
 واجب ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 یکہ حدیث مطلقہ ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے بعد و نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر علی کل صغیر ذکر و أنثی یوقی جوعاً و قسراً و حق
 أو فطر أو نصف صاع من تین أو صاع من تین أو شعیر من تین صدقۃ فطر کا ہر صغیر اور کبیر اور مرد اور عورت اور بچہ
 اور نصرانی آزاد یا غلام پر نصف صاع ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 مومنوں میں کہ اس کا شکر ادا کرنے کا یہ حدیث ہے اور ایک صاع ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 مدد و کفایتی زیادتی یہودی اور نصرانی کی موضوع ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 ابن امام نے ذکر کیا فی التوضیحات فی فطر فی کل سالام الطویل فائزہ مدد و کفایتی ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو
 یہ حدیث موضوعات میں ہے بسبب سلام طویل کے اس واسطے کہ وہ شکر کی نسبت کیا گیا ہے طویل بنا حدیث کے اور یہ حدیث ہے
 چہ کہ میں اور جو کسی بھی روایت ہو یا میں ہر گز نہ تین کے نزدیک نہ ہیں کہ اس کے سب سے پہلے صد و نفل کا باب ہو

صدقہ نہ دے اور پہلے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک انصاف کا مین غنی ہو چکا ہو اسکے مال سے دیکو اور تنکب
کی طرف اور اوس غلام کی طرف جو تجارت کے واسطے ہو اور اوس غلام کی طرف جو بھگنے والا ہو نہ دیکو مگر چھ ماہ بعد بھگنے
کے پھر یا ہو تو اس کی طرف دیکو اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شرک کے بیچ میں ہو وہ میں تو اون غلاموں کی طرف کسی شرک کے
صدقہ واجب نہ ہوگا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دونوں پر واجب ہو اور اگر ایک کے اعتبار سے بچا گیا تو بچکا ہوا
عید الفطر کی صبح میں اوس پر صدقہ لازم آدیکو **ف** یہ اختلاف اوس صحت میں ہو کہ کئی غلام ہوں اور اگر ایک غلام ہو تو کیسے
نزدیک کسی پر صدقہ واجب نہ ہوگا **ص** اور صدقہ واجب ہوتا ہی عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص سلمان ہو یا پیدا ہوا
عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اس کے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے واجب ہوتا ہاں تو جو
اسلام لا دیکو یا پیدا ہوگا رات کو عید کی اوسپر واجب نہ ہوگا نزدیک احناف اور جو شخص کہ عید کی رات میں مر جاو ہاں نزدیک صدقہ
لو کی طرف واجب نہیں اور شافعی کے نزدیک واجب ہو اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کیسے نزدیک واجب ہوگا
اور اگر صدقہ پہلے سے دیکو تو درست ہو **ف** اور اس باب میں حدیث بخاری کی یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نصف فطر کا یہاں تک کہ کما اوتے وہ دیتے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور تنجب ہی صدقہ فطر کا صبح ہونے
کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اس کی یہ کہ روایت کیا حاکم نے کتاب علوم الحدیث میں اوس باب میں جسکی زیادت کے
ساتھ ایک اسی مضبوط **ثنا** أبو الثمالی **ثنا** محمد بن یسوف **ثنا** محمد بن محمد بن النعمان **ثنا** النضر
بن حجاج **ثنا** أبو مسعود بن علی بن عمر بن قیس قال أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نخرج صدقة الفطر
عن كل صنفين ذكئين حراً وعبد صاعاً من تمر أو صاعاً من زيتون أو صاعاً من شعير أو صاعاً من صاعاً من قمح
وكان يأمرنا أن نخرجها قبل الصلوة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسمها قبل
أن يتصرف إلى المصلى يقول اغنواهم عن الطواف في هذا اليوم يعني حكم کیا ہوا حضرت علی علیہ السلام نے
صدقہ فطر کا چھوٹے سے آگے با غلام ایک صاع کھجور سے یا خشک انگور سے یا جو یا گھونگ اور کر کے تھے بلکہ کالین سے کہ قبل
نہا کہ اوتے سچل اللہ علیہ وسلم کہ ہم کرنے تھے صدقہ کو قبل صاف کے طعن عید گاہ کو کہتے تھے کہ بے پروا کرواؤ انکو کج چہرے سے نفرت کو
غنی کو حال کرنے سے اور اگر ناخبر کے دینے میں تمہارے فقر سے نہیں رہے ہونے ساتھ گاہ کے واسطے کہ صدقہ فطر کا واجب ہے ہرگز سنا نہیں سنا

کتاب الصوم

کھا اپنا جماع ترک کرنا فرض ہے کتاب فقہین کے ساتھ نیز کے اسی کو روزہ کہتے ہیں اور روزہ رمضان کا فرض ہے سلطان عادل
بالغ پر اور اگر کسی اور کا فرض ہو اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جائے تو نقصا بھی فرض ہو اور روزہ نذر اور کفائے کا واجب ہے
مور اسکے سوا باقی سب نفل ہیں **ف** لیکن صحیح یہ ہے کہ روزہ نذر اور کفائے کا بھی فرض ہو اور واجب ہے اور اس پر فرض
اختیار کیا اور کو حد الشریعہ نے **ص** اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ روزہ رمضان کا فرض ہے کہ جو کہ استیلا نے فرمایا کہ کتاب
علیکم التوبۃ یعنی فرض کیا گیا تم پر روزہ اور اسکے فرض ہے جو پر اجماع ہے تو اسید اسطے انکار کرنے والا اس کا کافر ہو اور
نذر کا بھی روزہ ایسا ہی واجب ہے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وکیف ہو لکھو ورسو ہم یعنی پوری کرین نذرین اپنی اور باقی تخصیص ان کی

روزہ رکھنے کا ہوا و زمین تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں پھر اگر ان میں شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے ورنہ روزہ نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اور کا نہ ہوگا اور کہوہ یہ کہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے اور نہیں تو دوسرے واجب کا ہے یا نہیں تو دوسرے نفل کا ہے لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائیگا اور باقی دو صورتوں میں نفل ہو جائیگا اور جس شخص نے رمضان کا یا عید کا چاند کیلئے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے وہ نفل صورتوں میں اگرچہ اس کا قول قبول نہ ہوگا اور اگر افطار کرے تو قصداً روزہ رکھے اور کفارہ اور سپر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَوْمُوا لِحَقِّهِ وَافْطِرُوا لِحَقِّهِ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھنے اور افطار کر چاند دیکھنے یعنی روزہ موقوف کر جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کر جب چاند دیکھو چاند رمضان کا اور اس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ قاضی کے نزدیک مقبول نہ ہو اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھنے اور نفل افطار کیا اور ہمارے نزدیک اس واسطے واجب نہ ہوگا جب قاضی نے اس کی شہادت قبول نہ کی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہ بڑ گیا اور حدیث اور کفارہ دفع ہو جائے ہیں شک و شبہ سے کذا فی اللہ اذیالہ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اس کی شہادت رکھے افطار کیا تو اس میں اختلاف ہے شائع کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تمیز نہ کر لیا تو روزہ موقوف کرے جب تک کہ امام متوفی نہ کرے اس واسطے کہ جو بے پروا اس واسطے احتیاط کے ہو اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہی اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے افطار کیا تو اس پر کفارہ نہیں **ح** اگر آسمان میں بلی یا غبار ہو تو رمضان کے چھینے میں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زانی تھمت کسی کو لگائی ہو تو اور اس کے بدلے میں وہ دو کو مارا گیا ہو اور پھر اسے توبہ کی ہوتی ہو اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہیں اور دلیل انہو پر یہ کہ روایت کیا اس کو صاحب بن یزید نے ابن عباس سے کہ آیا ایک عرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو سو فرمایا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں تو اس بات کی کہ نہیں یہ کوئی مجھ سے ہوا اللہ کے کہا اس نے مان بھر بوجھ آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں تو کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا اس نے کہ مان فرمایا کہ ای بلال پکارو لوگوں کو کہ روزہ رکھیں اور بیان کیا اور پھر شافعی حدیث کو **ص** اور شوال اور دیگر مہینوں میں روزہ رکھیں تو میں نے نہیں دیکھا چاند دیکھا یعنی گواہی دین **ف** اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی کہ میں نے بھی قبول ہوگی اسیسا ہی ہے جسے میں نے اور اس میں کہ یہی صحیح ہے انتہی اور کہتا ہوں میں کہ اس کو موافقت کرتی ہیں احادیث واللہ اعلم اور صاحب ہدایہ نے اس کو اختیار نہیں کیا **ح** اور جب کوئی آسمان میں علت ہو تو اور مطلع صاف ہو تو شرط یہ کہ تینوں میں سے کسی کے واسطے ہو کہ آدمی جن کو افطار کا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا کرے ہو کہ اٹھکے ہے ہونے پر عقل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی پھر آسمان میں کچھ علت تھی تو سب آدمیوں نے تمیز نہ کر کے اور مسیوعین و زبیلوں کو ایک شخص کی گواہی پر افطار نہ کرینگے جب تک کہ وہ شخص عادل نہ ہو اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جائیگا **ح** اور قیاس بھی اس پر ہے کہ یہ کہ حدیث معلوم ہے کہ میں نے زیادہ نہیں دیکھا لو اس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے میں نہ جاتی تھی بلکہ اس کا تیس دن چاند نہ ہوا ضرور ہو گا بلکہ ایک گواہی ہی کی ایک شخص کی ملے وہ گواہ ہو تو لازم ہو گیا واللہ اعلم بالصواب

باب وزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اوٹلی قضا اور قضا کے حال میں

جو شخص کہ قضا جماع کرے یا جماع کیا ہے قبل یا در میں یا کچھ کھائے یا پیو غذا کی واسطے ہو یا دوا کے لیے یا چھنا لگا دے اور معلوم ہو او سکود کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصدا کھا لیوے تو ان صورتوں میں قضا روڑ کی کرے اور کفارہ دیکو جیسے کھار کا کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فطر رمضان کے روزہ قصدا توڑنے میں ہوا و روڑ کرے کہ واسطے نہیں **ف** انہما اوسے کہتے ہیں کہ اپنی سوچی کسی عضو کو جو عورت میں کہ او سپر حرام میں ان کے عضو سے تشبیہ دیکو اور اسے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ ہو سکے تو دو مہینے پر درپور ہو سکے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے لیکن قصدا کھانے یا پینے سے اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے افطار کیا رمضان میں سوا و سپر جو ظہار کرنے والے پر ہو کر کیا اسکو صاحب ہا رہنے اور یہ حدیث نہیں ملی لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا اوسے رمضان میں یکم آزاد کرے ایک غلام پاروڑ کرے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور جماع بھی روڑ کو افطار کرنا ہے وہ بھی اسی میں داخل ہوا و روایت کیا او سکود ارقطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا میں کہا کہ کیا ہوا تب کو کہا اوسے کہ جماع کیا سینے اپنی عورت کے روزہ رمضان میں سو فدا یا اپنے کیا یا تاجی تو غلام کو آزاد کرے او سکود کہ انہیں فرمایا کہ نہ کھنا ہو کہ تو دو مہینے روڑ کرے کہ انہیں فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے کہ انہیں فرمایا بیٹھ تو لا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوکر اگر او میں مجھو تھی سو فدا یا کہ نصہ قی کر او سکود فقیروں پر کھا اوسے اسی رسول اللہ نہیں فرمایا وہ جسے فقیر کوئی تو غم کی نہیں ہر شہر کے کناروں تک اور اوسے بچ میں کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو سیر گھر سے سوہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا کہ گے کے دانت آپ کے ظاہر ہو پھر فرمایا کہ کیا او سکود کھلا اپنے گھر کو نماز پڑھ کر کہ او سکے واسطے خاص نخت تھی اور اگر کوئی شخص اپنا یا اس کے تو نہیں چارہ ہو او سکود کھا ہے یہاں اور واقع ہوا روایت ہوا میں کل آنت و عید الٹ جیٹ وک و لا یجی جی احد بعدک یعنی تو کھائے اور یہ خیال کافی ہو جاوگا تجھے اور نہ کافی ہوگا سو اپنے لیکو بعد تیرے لیکن کہا ابن الہمام کہ یہ قول کسی طریقے میں اس حدیث کے نہیں ہوا و ظاہر ہے کہ یہ خصوصیت ہے کہ نوکر ارقطنی کی روایت میں ہر فقد کفر اللہ عنک یعنی کفارہ قبول کیا اللہ یہ تجھے واللہ اعلم **ح** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلا او کو روزہ یاد تھا اور کھلی کرنے لگا تب ان کے حلق میں اخیر قہ کیے ہوئے بانی چلا گیا یا کسینے او سکود بردستی افطار کرادیا یا تمذلیا یا ناک یا کان میں دانی والی یا سر کے زخم میں دوا لگائی اور داغ میں گئی یا پیٹ کے زخم میں لگانا اور اوسے پیٹ میں دوا لگئی یا اوسے سگر نہ نکھایا پھر منہ اپنی خواہش سے تو کی یا پھر کھایا یا افطار کیا اس شبہ سے کہ رات ہو اور وہ دن تھا یا جو ہے سے پھر کھالیا او شبہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصدا کھا یا عورت موتی تھی اور جماع اوسے کیا گیا یا رمضان کے مہینے میں نہ روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھا یا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ پھر قضا **ف** روایت کیا ابو یعلیٰ بن صلی نے مسند میں حدیث حضرت عائشہ سے اور اوس میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار اوس چیز سے ہو کہ داخل ہو کہ اور عین جی اوس سے جو نکلے کہ ابن الہمام نے لکھا کہ فی شجرتہ سوؤ و قاتلے جماع

یعنی نہیں۔ شب ہوا اسکے ثبوت میں موقوف ایک جماعت پر تو صحیح بخاری میں یہ تسلیم کیا کہ ابن عباسؓ فرماتے کہ فطر اوس کے
جو داخل ہوا و زمین ہوا اوس سے جو خارج ہوا اور کہا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ**
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْفِطْرُ مِثْلُ دَخَلٍ وَلَيْسَ مِثْلًا خَرَجَ اور عبد الرزاق نے ابن مسعودؓ کو کہا انھوں نے مہینہ
جو داخل ہو زمین پر اوس سے جو داخل ہو اور فطر روز زمین اوس سے جو داخل ہو زمین پر اوس سے جو خارج ہوا اور حضرت علیؓ سے
بھی یہی قول مروی ہے کہ اوس کو بھیجتی ہے **ص** اور اگر کھایا یا پیلا یا جماع کیا اور اسکو روزہ یاد نہ تھا یا سویا اور اوسکو احتلام ہوا
یا کسی طرف نظر کی بھرا نزال ہوا یا تیل ملا یا سرسنگ یا یا کسی غیبت کی یا اوسپر قری غالب ہوئی یا اور اوسنے قری کی یا جنب تھا
اور صبح ہو گئی یا اپنے فکر کے سوراخ میں تیل ڈالا یا غبار یا دھواں یا کھمی اوسکے حلق میں داخل ہوئی تو ان سب صورتوں میں روزہ
نگاہ **ف** روایت ہے محمد بن جعفر بن ابی حمزہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے
اور روزہ سے ہر سو کھایا یا پیاتو تمام کرے اپنے روزہ کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالیٰ نے اور پلایا اوسکو اور پہلے میں کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اوسنے پیاتھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا یا کھلو اور پلایا
اللہ تعالیٰ نے اور بعد ایت مروی ہے محمد بن جعفر بن ابی حمزہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کمال
میں روزہ دار تھا سو کھایا اور پیاتھا پورے سو کھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا یا کھلو
اللہ تعالیٰ نے اور ایک لفظ میں ہے **فَصَاءٌ عَلَيْهِ** اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زید بن ابی کعب اوسین
فَلَا تَقْطُرُ از افطار کر اور روایت کیا ابن جابر نے ابو ہریرہؓ کہ **أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ أَفْطَسَ فِي**
رَمَضَانَ نَأْسِيكَ **فَلَا فَصَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ** یعنی جس نے افطار کیا رمضان میں بھولے تو نہیں قصاص اور سزا
نکاح اور روایت کیا اوسکو کمال نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا بھیجتی ہے سعید بن مسعودؓ کہ **أَنَّهُ لَا نَصْرَ فِي عَنِ مُحَمَّدِ**
بْنِ عَمْرِو وَكَفَّارَتُهُ یعنی منہ ہوا ساتھ اوسکے انصاری محمد بن عمروؓ اور سب ثقہ ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں خبر میں کہ نہیں افطار کرتی میں روزہ دار کو حجامت اور قری اور احتلام اور اسناد میں اوسکی عبدالرحمن بن یونسؓ اور سلمہ روایت کرتے
اپنے باپ اور وہ ضعیف ہے روزہ کر گیا اوسکو بزار نے بحالی عبدالرحمنؓ اور نام اوسکا اسامہؓ اور ضعیف کیا اوسکو احمدؓ نے اولیٰ بن
نے ساتھ برائی خطا اوسکے کے اور اگرچہ موصال تھے اور کہا انسائی نے نہیں ہے قوی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور بکر
سے اور اوسین ہشام بن سعیدؓ زید بن سلمہؓ سے روایت کی اور ہشامؓ یہ ضعیف کیا اوسکو انسائی اور احمدؓ اور ابن معینؓ نے
اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدیؓ اور کہا کہ کھمی جاوے حدیث اوسکی اور نہیں محبت ہوگی ساتھ اوسکے لیکن محبت پڑی اوس
سلمہ نے ابو ہریرہؓ کیا اوس سے بخاری اور روایت کیا اوسکو بزار نے حدیث ابن عباسؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
الضَّائِرَةُ الْفَقْرُ وَالْإِحْجَامَةُ وَالْإِحْجَامَةُ قَالَ وَهَذَا مِنْ أَحْسَنِ مَا اسْتَدَّ وَأَوْحَتْهَا یعنی زمین پر کرنی
صائم کو قری اور حجامت اور احتلام اور کمال کہ یہ حسن ہے اور صدیقون سے اس باب میں اسناد کی ہے اور صحیح ہے اور زمین انتہی اور
اسناد میں اوسکی سلیمان بن حبانؓ محمد بن سعیدؓ سہابی اور زمین میں محبت ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حد
ثو ابانؓ اور کمال کہ نہیں روایت کی جاتی یہ حدیث گراسی اسناد سے اور ضرر ہو ساتھ اوسکے ابن ہبؓ تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حد

۵
اسماء

سیدان بن سیدان

حسن ہو اور حسن بحت ہی مثل صبح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اس کی یہی حدیث ہے اور امام احمد بن حنبلہ
 حجامت میں پچھنے لگانا روزہ کو توڑتا ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَطْرَاحُ کَیْمٍ وَالْحِجْمُ مُمْ یَعْنِی افطار کیا
 پچھنے لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اسکو تردید ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تین خبریں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حجامت اور قی اور احتلام اور دوسرے کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 پچھنے لگانے اور آپا حرام سے تھے اور پچھنے لگانے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اسکو بخاری و دیگر نے اور کہا گیا ہے
 انس کے کیا تم کو وہ کہتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو کہا انھوں نے کہ نہیں اگر نبی صلی
 روایت کیا اسکو بخاری نے اور کہا انھوں نے اَوَّلُ مَا کَرِهْتُ لِلنَّبِیِّ اَمْرًا جَعَلَ مِنْ اَبْنِی طَالِبٍ اِحْتِجَامًا
 وَهُوَ صَاحِبُ فَنَسَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفْطَرَ هَذَا اِنَّهُمْ رَخَّصَ عَلَیْهِ الْفَلُوْ
 وَالسَّلَامُ نِیْ اِلْحَامًا مَعْدُ لِلصَّائِمِ وَكَانَ اَنْسٌ یَحْتَجِمُهُ وَهُوَ صَاحِبُ رَوَاةٍ الدَّارِ قُطَيْبٍ وَقَالَ یَعْنِی
 رَوَاةٌ کُلُّهُمْ یَقَاتِلُوْنَ وَلَا اَعْلَمُ لَهُ عِلَّةٌ یَعْنِی اول جو کہ وہ کہا اپنے حجامت کو واسطے صائم کے تو اس سے
 کہ جعفر بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور اگر دے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا افطار کیا اوستے
 پھر حضرت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس حجامت کو تلو روزہ دار
 ہوتے تھے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہیں اور نہیں جانتا ہوں میں اس میں کسی طرح کی علت اور فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَیْسَ مِمَّا خَرَجَ یَعْنِی فطر اوستے ہی جو داخل ہوگا اور نہیں ہر
 اوستے جو خارج ہو اور قی اگر آپ آجائے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو مذکور ہے تو روزہ
 روزہ دار ہوگا تو نہیں ہو اور یہ قضا اور جوئی کرے قصداً تو قضا کرے روئی کی کہ تردید ہے یہ حدیث حسن غریب ہے نہیں چنانچہ ابن
 اسکو حدیث ہشام بن حسان انھوں نے ابن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مکر حدیث عیسیٰ بن یوسف
 سے کہا بخاری نے نہیں لکھا ہوں میں اسکو محفوظ سبب اسکے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور شرطہ بخاری نے اور ابن حبان نے اور
 روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگوں کی ہے اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یونس کی ہشام
 بن حسان سے محض بن خباب نے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور سکوت کیا اسکو اور روایت کیا
 اسکو مالک نے موطا میں ہو قوف اور ابن عمر کے اور روایت کیا اسکو نسائی نے حدیث افزا سے ہو قوف اور ابو ہریرہ سے ہو قوف
 اسکو عبد اللہ بن ابی نعیم سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کہ تھے آپ روزہ رکھتے
 اوس دن اور نگاہ کیا ایک بہن اور بانی پیاسو کہا صائم ہے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ مان لیکن قی کی
 سینے معمول ہو اور قبل شروع کرنے روزہ کے یا بوجھتے کہ اللہ اعلم اور سر مل گانے سے بھی روزہ نہیں جاتا اس واسطے
 کہ روایت کیا ترمذی نے ابو حاکم سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پیاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیاسی بیان کی اپنی
 انھوں کی کیا سر مل گانے میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مان کہا ترمذی نے نہیں اسناد اسکا
 قوی اور نہیں صحیح اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو حاکم اجماع ہے اس کے ضعف پر اور روایت کیا ابن ماجہ نے

ولی حد قدیم کو اور حد قدیمینے کی واسطے یہ بھی شرط ہے کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کر گیا ہو یعنی کہ گیا ہو کہ اگر کوئی مرد کی طرف سے صدقہ دینا تو اسے جتنا مال چھوڑا ہو اس کے تیس حصے میں لیا گیا جاوے گا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لاتے ہیں اوسے جو مروی ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر میں تو ایک جگہ نہ بچا کہ بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہے یہ کہا انھوں نے کہ وہ روزہ دار ہے تو فرمایا آپ نے لیس میرا اللہ الصیام فی السفر یعنی نہیں ہے کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر میں دلیل لاتے ہیں اوسے جو روایت کیا مسلم نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ سال فتح کے طرف مکہ کے رمضان میں یہاں تک کہ پونچھ کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگوں نے پھر گناہ آپ نے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سو کہا گیا آپ کے بعض لوگوں نے روزہ رکھا سو فرمایا آپ نے اُولَئِكَ الْعَصَاؤُہُ لوگ گناہگار ہیں انتہی اور جواب یہ ہے کہ اول حدیث میں تو آپ نے صورت ضرر اور نقصان میں منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ جب خوف ضرر کا ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اسی طرح روایت مسلم میں بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا ہے کہ آدھون کے اوپر شاق ہوئے روزہ اور روایت کیا اوسکو واقعہ میں منازعی میں اور اوس میں یہ ہے کہ حکم کیا تھا اذکو افطار کا اور انھوں نے قبول کیا جب یہ حکم آپ نے ارشاد فرمایا اور اس طرح میں ہوا ہوگی حدیث میں احادیث کیونکہ روایت ہے صحیح مسلم میں حمزہ اہلی سے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا ہوں میں فوت ہوئے پر سفر میں تو کیا مجھ پر گناہ ہے روزہ رکھنے میں تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ نیت پر لیس کی طرف سے سو جو قبول کرے اوسکو تو چھایا اور جو دوست کے روئے کو تو نہیں ہے کچھ گناہ اور سب سے بڑھ کر صحیحین میں ہے کہ تھے ہم سفر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم پر روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں تو کوئی عیب نہیں کرتا تھا دوسرے پر مروی ہے سنن ابوداؤد وغیرہ میں ابوالدرداء کہ کچھ ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہاد میں نہایت گرمی میں تھے کہ کہتے تھے ہم میں لوگ ہاتھ اپنے سر پر سبب گرمی کے اور نہیں تھا ہم میں کوئی روزہ دار نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد بن جراح تو یہ حدیث لالہ کرتی ہیں اور صباح ہوئے روزہ کے سفر میں اور یہی جو نیت ہماری اور خلاف پر بھی اسے حدیث میں نہیں سننا عبد الزاق میں ہے کہ بن عباس شہر سے نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لیس میں امیثا مصلیٰ کو فی السفر یعنی نہیں ہے نہیکل سے روزہ رکھنا سفر میں اور ایک روایت میں ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر میں یا خدا فطر کرے والے کے اقامت میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ترمذی اور دفع تعارض کی و وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی جانی تھی فقط اور ولی اوس کے روزوں کے لئے اگر کر گیا ہو تو حد قدیم کو اور اس کے لئے روزہ نہ کر اور بعضوں کے نزدیک کچھ دلیل ان لوگوں کی یہ ہے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ما میری گنتی اور اوپر ایک مہینے کے روزے تھے کیا تمنا کروں میں اوس کے لئے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری ما پر کچھ قرض ہو تو تو ادا کر یا نہیں کہا اوس نے کہ ہاں ادا کر یا تو فرمایا کہ پھر کیسا جب قرض ادا ہو روایت کیا بخاری سلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے ایک روایت میں ہے کہ آئی ایک عورت اور کہا اے کہ امی رسول اللہ تحقیق یہاں پر مر گئی اور اوپر ایک روزہ مذکر کا ہے کیا روزہ رکھوں میں اوس نے فرمایا کہ روزہ رکھ تو اس کے لئے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص مر جاوے اور اس کے اوپر روزہ ہیں روزہ کے اوس ولی اوسکا روایت کیا اسکو بخاری سلم ابوداؤد وغیرہ حضرت عائشہ سے

اس مقام میں شیخ ابن الہمام **ص** مگر جس ایام میں کہ روزہ رکھنا منع ہے اور نہیں اگر شروع کر گیا تو تمام کرنا اور سکا لانا نہ آویگا اور وہ پانچ دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقرعہ کا دن اور تین دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں کی بجائے اور نفل کا روزہ بے عذر نہ تو ہے ایک وایت میں اور ایک وایت میں جائز ہے کیونکہ قضا اس کے قائم مقام اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے اور اگر رمضان میں دن کو ایک کھانا بالغ ہو یا ایک فرسلمان ہو تو اوس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ پیو رمضان کی بزرگی کے سبب اور اوس روز کی قضا ادا کرے اگرچہ نیت روز کی ان دونوں کی اور پھر کھا لیا تب بھی قضا نہیں کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اوس روز کی قضا ادا کرے اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوس کے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرے کا وقت تھا یعنی دو پہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہے اور اگر وہ رمضان کا مہینہ تھا تو اوس پہر اوس دن کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا تقیم اوس دن مقرر کیا تو اسکا بھی یہی حکم ہے اور اون دنوں اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے چنانچہ نون میں بیوشن یا اونکی قضا ادا کر مگر جس دن بیوشن شروع ہوئی ہے اور وہ نیت روز کی کر چکا ہے یا اوس دن کی رات کو بیوشن بھی تو افطوری قضا کرے غرض یہ ہے کہ اگر نیت کر چکا ہے تو روز صومع ہو جاوے گا اور جو نیت کی تو ہرگز صومع ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر محزون یا قضا کر اور اگر رمضان کے رمضان میں یوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہیں اونکی قضا کرے تو اگر وہ شلال بالغ یا عاقل تھا اور رات جنون میں بالغ عاقل ہو تو بھی یہی حکم ہے بظاہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک لگ کر حالت جنون میں بالغ ہو تو روزے اوس چوہ نہ ہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان یوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر اون پانچ دن میں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے روز کی مذکر یا پورے سال بھر روز کی نیت کی تو اون دنوں کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیا تو پھر قضا نہیں کرے گا ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہیں ہے تو ان صورتوں میں نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہیں ہے تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر گیا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونوں کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نذر نہیں ہے یا ہی تو ان صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوگی اور اگر افطار کر دیا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت میں قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے شش عید یعنی چھ روزے جو شوال میں رکھتے ہیں تو انکو بعد اجدار کھنا مستحب ہے لگتا ہے کہ نیکے لوگوں کو وہ ہوگا اور شہادت نصاریٰ کے لازم آوے گی **ف** اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہے سو وہ یہ ہے جو روایت کیا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابو یوسف کے فرمایا حضرت مسلم المدنی علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور پچھ رکھے اوسکے سات روز شوال میں تو ہوگا ایسا جیسے سینے سے زانے روزے رکھے اور پچھ ہوگا نصاریٰ کی بیان کرنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ ہل کتا نفل کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روز بعد فطر کے تسلیم ہو گیا تو ایک طرح کی شبیہ نصاریٰ کے ساتھ تحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک نذر کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جب عید فطر کے روز روزہ رکھا تو شبیہ نذر ہے واللہ اعلم کو جسے شبان کے روزے رکھے اور ملا یا اوسکو ساتھ رمضان کے تو چھ لیا اوسنے آخر شب میں روزے ایام میں یعنی

تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ کو ہر مہینے سے روایت کیا نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے منقول کردہ ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہم بغیر میں نہ سفر میں اور نہ قامت میں نہ قضا اور حکم کیا حضرت نے صحابہ کو ان نون میں نہ کھنے کا
 روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین بقرعید کے بعد اور دن بقرعید کے ان نون میں نہ کھنا
 حرام ہے روایت کیا بخاری سلم ابو داؤد اور ترمذی نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہنچا
 روزہ دو نون میں ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مروی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 دن عرفہ کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید اہل اسلام کے ہیں اور وہ دن کھانے اور پینے کے ہیں اور مرد
 کے وہ یہ کہ عرفہ کے دن حج میں مقام عرفہ پر روزہ رکھنا مکروہ ہے اور قصر سح اسکی دوسری حدیث میں آئی ہے روایت کیا ابو داؤد
 کہ نسخ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفہ کے حج عرفہ کے اور اگر مقام عرفہ میں نہ تو عرفہ کے دن روزہ رکھنا
 مستحب ہے اور روایت ہے بخاری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے دن کھانے اور پینے کے ہیں
 اور لکھ کر کے اور ایام تشریق کو کھانا واسطے کہتے ہیں کہ عرب لوگ گوشتوں کو قربانی کے ان نون میں آفتاب کے نیچے خشک
 کرتے تھے اور روایت کیا طبرانی نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتھم ازل و شرب و یعال یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 نون منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارتے نہ رو کہ کھان نون میں کہو کہ یہ دن کھانے اور پینے اور چائے
 کے ہیں اور روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے حدیث ابو ہریرہ سے اور اسناد میں اسکی سعید بن سلام کا ذب کہا اسکو احمد اور
 روایت کی داؤد قطنی نے عبد اللہ بن حنفیہ سے کہ بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر دن منی کے پکارنے
 میں ای لوگو یہ دن کھانے اور پینے اور چائے کرنے کے ہیں اور ضعیف کیا اسکو بسبب تقدحی اور توثیق کی اسکی بعض کون نے
 اور ذکر کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے باب الیام میں کتاب الطہارۃ اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور یحییٰ بن یحییٰ نے مسند میں
 قالوا حدیثنا و کثیر عن ہونسی بن عبد اللہ عن عئذ بن جهم عن عمر بن خالد عن اُمّہ قالت سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علینا ایام منی ایام اکل و شرب و یعال یعنی بھیجا رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کہ پکارین منی کے دن کھانے اور پینے اور چائے کے ہیں اور سحری کھانا سنت ہے فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کھاؤ کیونکہ اوسمیں برکت ہے روایت کیا اسکو بخاری سلم ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اور فرمایا کہ
 فرق در میان ہمارو کہ اور در میان اہل کتاب کے روزے کے کھانا سحری کا ہے روایت کیا اسکو سلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے
 اور درست ہے سحری کھانا یہاں تک کہ صبح صادق نہ ہو کہ اور روزہ کھولنا جلدی فضل ہے تاخیر فطر کی بعد وقت آجائے کے مکروہ
 فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہیں لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت کیا اسکو
 بخاری سلم امام مالک نے اور ترمذی نے بھی سہل بن سعد اور جو بوقت فطر کرے کہ لاہم لک صمت و علی رزق لک فطر
 یعنی ای اسکی بھی واسطے مینے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر فطر کرنا ہوں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کہ
 ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مستحب ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور یہ وارد ہے احمد بن حنبل میں نہ پہنچا

عیدین
 وادی

عن عبد الرحمن بن عوف قال لا اعتکاف الا في مسجد يحكمه او اربع بركعات مفروقات في شهر ما يتيقن
 اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ سے یہ مروی ہے کہ نہیں صحیح ہے اعتکاف گراؤں مسجد میں یا چوں نماز میں پڑھی جاتی ہیں یا نہ لیل
 لائے ہیں یا نہ اور میں نے کہ جب کہ روایت کیا ابن الجوزی نے حذیفہ سے کہ کہ اعتکاف سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 فرماتے تھے جو جگہ واسطے اسکے امام ہی اور نوؤں سوا اعتکاف اور میں صحیح ہے تو لاہی واللہ اعلم بالصواب اور کہ تم
 اس کی ایک دن ہی توجہ اعتکاف شروع کرے اور ایک روز تمام ہوئے کے پہلے چھوڑ دیکے تو اس پر فقہاء ہی اور امام محمد کے نزدیک
 کہ مدت ایک ساعت ہی اور وہ ہو گئی تو قصداً نہیں اور معتکف مسجد میں یا ہر جگہ کے حاجت انسانی جیسے پیشاب یا جاکر وغیرہ کے واسطے
 کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں مگر واسطے حاجت انسانی
 جب چوتھے معتکف نکلا اسکو یہاں صحیح ہے یا جمعہ کے واسطے آفتاب ڈھلے نکلے اور جب کہ مکان جامع مسجد
 دو رکہ ہو تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پالیوے اور سنتیں پڑھے چار جمعے کے پہلے اور ایک روایت میں چار کھنٹیں چار
 سنت اور دو تہیۃ مسجد کی اور بعد جمعے کے چار امام صاحب کے نزدیک اور چھ صاحبین کے نزدیک اور اس قدر زیادہ دیکھنا
 معتکف کو جامع مسجد میں اعتکاف کو فاسد نہیں کرتا اور اگر بغیر عذر کے مسجد سے ایک ساعت بھی نکلے تو فاسد ہوگا
 اور صاحبین کے نزدیک نہیں فاسد ہوگا مگر جب کہ آحاد دن برابر نکلا ہے اور یہی حسن ہے معتکف کہتا و
 اور پچھو اور سو کہ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوتی تھی کوئی گمراہ اعتکاف میں مگر در بیان مسجد
 اور بیچے اور خریدے مسجد میں بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سو معتکف کے اور کوئی شخص مسجد میں بیگانہ کرے
 روایت کیا اصحاب سفین نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنا اور
 خریدنے سے مسجد میں آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ بچاؤ مسجدوں کو اپنے لڑکوں سے یہاں تک کہ فرمایا اور
 بیچنے سے اور خریدنے سے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور پوری حدیث یون مروی ہے مصنف میں اس کے حدیث
 مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ قُعَادِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ حَبِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ حَبِيبًا لَكُمْ وَهَبْ لَيْتَكُمْ وَبِيعْ لَكُمْ وَخُصُّ مَا لَكُمْ وَمَرْفَعِ
 أَصْوَاتَكُمْ وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَسَلَّ سُلُوفِكُمْ وَاتَّخِذُوا عَلَى أَيْمَانِ الْمَطَامِيرِ
 وَجِئْتُكُمْ مِنَ الْجَمْعِ اور چپ زر ہے یا یعنی ایسا کرے کہ بالکل بات کرنے کو تو تو کہے
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ بہتر اور نیک باتیں کرے اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تباشرن فی
 وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ یعنی نہ سبائت کر دو عورتوں کی جب تم اعتکاف کرنے والے ہو سبائت میں
 اگرچہ رات کو ہو یا بھولے سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہ دلی کرے یا بوسہ لیوے یا چھوئے تو اگر انزال ہوا اعتکاف
 باطل ہوگا اور اگر انزال نہ ہوا تو باطل نہ ہوگا اگرچہ یہ کام اعتکاف میں حرام ہیں اور عورت اپنے گھر میں اعتکاف کرے اور اگر گھر
 روزوں کے اعتکاف کی ہند کی تو دن روزوں کی رات میں بھی اسکو اعتکاف نہ کرنا واجب ہوگا برابر لگنا تا اگرچہ اسنے
 ایسی نیت نہ کی ہو کہ دو روز کی نیت کی تو دو دنوں روز کی رات بھی داخل ہو جائیگی اور فقط ان کی نیت صحیح ہو جائیگی

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہے اور سکر اور سکا کا فرض اور فرضیت اور کسی قرآن شریف ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ
 وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ اِذْ يَتَذَكَّرْنَ اَنْ يَّحْسِنُوا الصَّلَاةَ وَالْيَاكُوفَ لِلَّهِ حَافِظِينَ اور عمر بھرمیں ایک بار فرض
 روایت کیا احمد نے مسند میں اور واقفی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کما صحیح ہے اور بشرط شیخ ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا ہمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ای لوگو فرض کیا اللہ نے تہجیر حج کو سوسو گھر سے افرغ
 بن عباس اور کما کہ ای رسول اللہ کیا ہر سال میں ہو فرمایا آپ نے اگر میں کہتا ہوں البتہ واجب ہوتا ہر سال میں اور تم اس کی قدرت
 حج ایک بار ہو اور جزا زیادہ ہو وہ نفل ہے اور روایت کیا مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہؓ سے کہ ص ہر آزاد مسلمان کا مکہ تہجد
 ایک گھر والے پر حیا و سکھ اسطے توشہ اور سواری ہونے میں ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے کوئی نہ نکے اور راہ کا بھی نہ
 ہو و آزاد اور بالغ ہونا اسو اسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک حج کرے پھر بالغ ہو تو ایک بار
 دوسرے حج ہو اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو دوسرے حج ہے روایت کیا اسکو حاکم نے ابن عباسؓ سے اور کما صحیح ہے شرط
 شیخین پر و تفریح محمد بن منہال کا ساتھ رفع اس کے کہ کچھ ضرور نہیں کرنا کیونکہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور بویکر
 اس کے ایک مصلحت روایت کیا جسکو ابو داؤد و مرسل میں محمد بن کعب قزلی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو ایک حج کرے کہ ہر سال اس کے اور مر جاوے کافی ہو جاوے گا اوس سے نو اگر پاکہ بلوغ کو حج کرے اور جو غلام کہ حج کرے لوگ اس کے کافی ہو جاوے
 اوس سے نو اگر آزاد کر دیا جاوے تو لازم ہے اور ہر حج اور یہ ہر نزدیک حجت ہے اور وصف ابن ابی شیبہ میں ہے روایت موقوفہ علیہ
 سے اور زہدست ہونا شرط ہے ہر حج نہیں آنکھ والا چاہیہ اندھے پر اگر مال ہو حج نہیں توشہ اور سواری شرط ہے اسو اسطے
 کہ روایت کیا حاکم نے سعید بن ابی عمروؓ سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انسؓ سے انھوں نے قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
 مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی حج ہو لوگوں پر لکھ واسطے جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہ گیا ای رسول اللہ کیا چہر
 سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری مسلم کے اور نہیں نکالا اون اونے اسکو اور متابعت کی سعید
 کی حلو بن علیہ نے قبا سے پھر نکالا اسکو حاکم نے اس طرح پر اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط مسلم کے اور مروی ہے اور طریق صحیح ہے
 مرسل کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں کہ سبیل ادا اور ادا ہے اور بہت لوگو اسے یہ حدیث مروی ہوئی ابن عمر
 اور ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ اور جابرؓ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ وغیرہم سے پھر چاہیہ کہ فاضل ہو حاجت اصلی ضروری ہے
 ماند خام اور سہا ناگلی اور کچھ ورنہ غیر کے اسو اسطے کہ یہ چہر بن ہونا ضرور نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ بالغ عیال کے نفقے سے فارغ
 اسو اسطے کہ نفقہ فرض ہے اور حق سید کا مقدم ہے لکھ حق پر نزدیک شرح کے اور جو لوگ کے سے قریب ہیں انکو سواری شرط نہیں
 کیونکہ انکی مشقت اس قدر نہیں کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگوں کے اور راہ کا بھی اس شرط ہے اسو اسطے کہ محافظت جان
 و مال کی ضروری ہے و عورت کو بغیر محرم اور خاوند کے حج درست نہیں اگر اوس عورت کے مکہ میں سفر کے بار بار ہو
 ف اور اگر اس کے بہو تو شرط نہیں اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہے جب کہ ایک فائدہ ہو
 اور اس کے ساتھ معتبر عورتیں ہوں اور ہر سال نزدیک جائز نہیں اور دلیل امام شافعی کی عدم آیت کا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

محمد بن منہال

مرد کو ضرور ہونہ کھولنا واجب ہوگا اور دلیل امام شافعی کی یہ بھی ہے جو روایت کیا امام مالک نے حضرت عثمان کے چہرے پر
 موند اپنا لہرہ محرم ہوتے تھے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے مرفوعاً اور کہا کہ صواب بخوف ہونا اس حدیث کا یہ حصہ اور
 دھونے سے اور دایمی دھونے سے ساتھ خطمی کے **ف** اسواسطے کہ خطمی خوشبودار چربی اور سر کے کپڑوں کو نفل کرنی
 اور نفل کرنا احترام میں درست ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عمر غرض نفل کرتے تھے احرام میں روایت کیا اسکو مالک وغیرہ **ص** اور
 دایمی کرنے سے اور سر نہ ہٹانے سے اور بال بچن کو ہونے سے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ وَكَانَ قُلُوبُهُمْ مُخَمَّاتٍ
 عَنْ رَبِّكَ لَمْ يَكُنْ لَكَ قُلُوبٌ بَدَلُ اور نہ ٹونڈو سر اپنا بیان تک کہ ہونچ جاوے قرآنی اپنی جگہ میں اور کرتا بھی ہوئے کے حکم میں
ص اور کرتے ہیں اور سر اول اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور نوزون پہننے سے **ف** اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو پہننے سے احرام میں روایت کیا اسکو صحاح ستہ والو نے اور اگر موزہ پہننے تو اسکو کاٹ کے
 ٹخنے سے نیچا کر لے اور اسی طرح اگر تہمت نہ ہو تو اسکے بلے سر اول پہن چوک اور وضو کے نزدیک کاٹے اور پہن کر جو نفل ہووے
 جو لوگ موزے کے گائے کو کہتے ہیں بیل تہن ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا آپ نے اور نہ پہنے موزہ مگر جب پاؤں خلیں تو کاٹاؤ کو
 اور نیچا کر لے تمہوں سے اور جو کہتے ہیں بھگائے دلیل لاتے ہیں حدیث ابن عباس کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نفل و تہمت
 پہنے سر اول اور جو نہ پاؤں موزہ پہن کر نعلین روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد وغیرہم نے **ص** اور اس کپڑے سے جو چوہو
 رنگ میں لگا ہووے کہ بعد زائل ہو جائے خوشبو کے **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہننا اس کپڑے کو
 جس میں خطرانہ و فحش ہو اور احرام میں نہ کر لیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اسکو بہت محدثین نے مثل معاوی کے ابن عمر سے
ص اور احرام میں جانا اور سایا لینا گھڑے اور محل سے یعنی کہاڑے سے جائز ہے **ف** اور کپڑا نان دینا واسطے سائے کے
 سر کے آگے ہاتھ نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک کروہی اور عثمان سے یہ مقول ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے **ثنا و کثیر ثنا**
الْعَلَمَةُ عَنْ عَصَبَةِ بْنِ صُهَبَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَلْبَسُ بِلَالَةَ بَطْنِ قُصَاطَةَ مَصْرُوبَةً وَسَيَقَعُ مَعْلُوقَةً
بِالْفَجْرِ يَمِينِي كَمَا تَعْبُدُ لَكَ دِيكُمَا يَنْفِي عُمَانُ كَوْنَهُ مِمَّنْ قُصَاطَةُ وَادَّخَلَهَا تَحْتَا بَوَاتِحًا وَتَلَوَّارَ وَكُنِيَ لَهَا تَمِي تَحِي وَخَتِ مِثْلُهَا اور سائے کیا
 صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑا سبب گری کے حج میں روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث ام احمید میں اور حضرت عمر ذوال حجة
 کمال کو درخت پر اور اسکے سایے میں بیٹھتے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور احرام میں جانوری اسواسطے کہ حضرت عمر نے غسل کیا
 اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اسکو شافعی نے اور روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں اور نفل کیا حضرت ابداؤد نے سر و چوہو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے صحیحین میں **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا** اور ہمایانی کا باندھنا جائز ہے کہ میں **ف** یہ اسواسطے
 بیان کیا کہ احرام میں نہ بیا ہوا کپڑا پہننا نہیں جائز ہے اور ہمایانی سی ہوئی ہو اسکا باندھنا ضرورت کے سبب جائز ہے **ص**
 اور زیادہ کہ ایک کو جب نماز پڑھ چکے یا کسی اونچی جگہ پر چڑھے یا نیچی جگہ میں اترے یا سواروں کے ملاقات ہو واجب ہے کہ وہ
ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کہتے تھے اور صحابہ آپ کے ان مقول میں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے **ثنا و کثیر ثنا**
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَخْصُومَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلَعُ ثِيَابَهُ فِي حُلَّتِهِ وَرَأَى الْأَعْمَشَ يَخْلَعُ ثِيَابَهُ فِي حُلَّتِهِ
وَرَأَى أَصْبَدَ شَرًّا وَأَوْهَبَ وَأَوْدَا وَأَذَا لِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَبَالَغُوا فِي بَعْضِهِمْ بَعْضًا یعنی تم صحابہ کہ مستحب ہے ایک کہنے کو

اور شافعی نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور مالک نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور احمد نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور ابو داؤد نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور ترمذی نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور ابن ماجہ نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور نسائی نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور بیہقی نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور حاکم نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور ابوداؤد نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور ترمذی نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور ابن ماجہ نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور نسائی نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور بیہقی نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور حاکم نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے
 اور ابوداؤد نے کہا کہ اس کو باندھنا جائز ہے

جو جگہ پہنچے نماز کے اور جب مہمان آئے مرد کے سوا کسی اور جب پڑھے چڑھائی پر اور جب اونٹ پر اور جب طاقت کے
بعض میں سے اور صبح کے وقت اور روایت کیا ابن ماجہ نے فرائض میں کہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحج
إذا لم یجد اکبایا یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے جب طاقت کرتے سوار دن کی اور ذکر کیا انھوں نے سب مقاموں کو
سوال کیا کہ جب پہلے آئے سواری جیسا کہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جب داخل ہو کر کے میں پہلے جاوے مسجد من
ف اس واسطے کہ صحیحین میں ہے کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے مسجد سے تو پہنچتے تھے اپنی
در کہتین قبل پہنچنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیوں کے اور نہیں یہ مضائقہ اس میں کہ جاوے مسجد میں بات کو باذن کو روایت کیا
نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو کر کے میں رات کو اور دن کو داخل ہوتے تھے حج و طواف میں بات کو اور دن کو عمرے میں
ص اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کے **ف** تہلیل کے معنی لا الہ الا اللہ کہنا اور روایت ہے کہ
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اھو خیر بیت النبیین الکفریہ والفقریہ من
ضیق القدر و وعد ابی القحطریہ اور اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخل ہونا بعیرنا
وکتا بے گناہ کیوں کہ وہ ماقبول ہوتی ہر وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے **ص** یہ سنانے جاوے حجر اسود کے اور تکبیر کے اور تہلیل کے
اور اٹھاتے دونوں ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لے لے اسکو مونہ لگا کے اور اگر چہ سنانہو سکے تو پہلے اسکو ہاتھ سے چوم کے
پھر ہاتھ چوم لے لے اور اگر یہ بھی ہو جو چوم کے نہ ہو سکے تو سنانے اسکو جاوے اور تکبیر اور تہلیل کے اور تہلیل کے اللہ تعالیٰ کی لہو
در و بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن سنانے جانا حجر اسود کو تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث میں ثابت ہے روایت کیا
امام احمد نے مسند میں سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت عمر سے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اپنے تم لک
مرد فوی ہو سوز مزاحمت کر لوگوں کی نزدیک ہر اسکو کہ تو ایذا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاؤ تو چوم لے اسکو ورنہ پہلے بالاسکے او
تکبیر اور تہلیل کے اور ہاتھ اٹھانا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اٹھائے باذن مگر رات جگہ میں اور ذکر کیا انہیں
وقت چہ نے حجر اسود کو ذکر کیا اسکو صاحب ہار نے اونہیں یہ قول اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں یہ حدیث گذری ہو
چو سنا سواں طرح چاہیے کہ لو سپر دونوں ہاتھ لگائے چوم لے لے اس واسطے کہ صحیحین میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے
حجر اسود پاس اوچھا اسکو اور کہا قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو پھر ہونہ تو پھر کر سکتا ہونہ نفع کر سکتا ہوں اور اگر میں نہ کیفتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چہ تھے تھے ٹھکریہ چو متا میں ٹھکریہ اور مدویہ حضرت ابن عباسؓ کے وہ چہ تھے تھے حجر اسود کو پاؤ
سجہ کرتے تھے اوپر پٹنی ہر اپنا واسطے چہ سننے کے اوپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ چہ تھے تھے اسکو
اور سجہ کرتے تھے اوپر اور پھر کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اسکو روایت کیا
اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا حاکم نے ابن عباسؓ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجہ کرتے تھے
حجر اسود پر بعد ہوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباسؓ اور کہا کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ ہوسہ دیا اسکو پھر سجہ کیا اوپر
کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا
اسکو اور جب چوم ہو تو چہ سننے سے باز رہے تاکہ کسی کو اذیت نہ ہو واسطے کہ چو مناسبت ہے اور سلمان کے ایذا لینے سے

باز رہنا واجب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَكَذِبِ يَدَيْهِ** مسلمان وہ شخص جو کہ کہیں سلطان اور کسی زبان اور ہاتھ سے جھوٹ بولے اور ہاتھ سے کچھ اڑتے ہوئے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف قدم اور سنت ہی طواف واسطے آسانی کے پھر اضطیاع کیے گئے وہی طواف کو طواف طواف کو حجر اسود شروع کرے اور طواف میں حلیم کو بھی شامل کر لے اور اضطیاع اور سکو گئے ہیں کہ چادر کو دائیں اٹھائیں کہ پیچھے کے دونوں کندھے اسکے بائیں کندھے پر ڈالیں اور سات پیچھے سے پیچھے کے **ف** حلیم ایک تعلقہ کہ اس میں بڑے بڑے تھیں جب کعبہ بنایا اور پھر آسمان چلنے لگا یا کہ اتنی جگہ کو بھی کہے میں داخل کریں تو اسکو باہر نکالتا تھا اور اسی واسطے اسکو حلیم کہتے ہیں یعنی ٹوٹا ہوا اور لٹا ہوا طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ یحییٰ بن اسحاق طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطیاع کو کے ساتھ ایک چادر بنے اور مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ مذکور کی تھی انھوں نے کہا اگر فتح ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تھیں گی اور میں دو کشتیں جو فتح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اسکو حلیم میں اور فرمایا کہ پڑھ اس جگہ اس واسطے کہ حلیم خانہ کعبہ سے ہوا درستی قوم نے جب نماز کو خارج کیا اسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نزدیک ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ میں توڑ لکھنے کی بنا کو اور بنانا اسکو جیسا حضرت ابراہیم نے اسکو بنایا تھا اور داخل کرنا میں حلیم کو گئے میں اور جو کھٹ کو زیر سطح ملا دیتا اور کرنا میں اسکو دو دروازہ ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر میں جو گنا گئے سال تک تو کرنا گنا ایسا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد ترمذی وغیرہ نے نو بیسے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفاء و شہداء اس امر کی یہاں تک کہ زمانہ ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر کا وہی تھی انھوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ سے تو کیا انھوں نے ایسا ہی اور ظاہر کیے قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اور بنا کیا اسکو جیسا بنا کیا تھا انھوں نے بہت لوگوں کے سامنے اور داخل حلیم کو خانہ کعبہ میں توجہ قبل کیا حجاج خاتم نے اسکو بڑھا نا اسنے کہے کہ رکھنا اس طور پر کہ بنایا تھا اسکو عبداللہ بن زبیر نے اور کر دیا اسکو جیسا تھا جاہلیت میں توجہ حلیم خانہ کعبہ سے ٹھہرا تو اس رت میں طواف حلیم کو اندر کر کے کیا جاوے گا کہ ان کا اگر خالی جگہ میں داخل ہو طواف میں حلیم کو چھوڑ دیا نہیں جائز ہوگا لیکن اگر کوئی اصلی ہو نہ کہ کے حلیم کی طرف نماز پڑھے گا جائز ہو اسواسطے کہ وہ نہ کہ نہ کہ نہ کہ کے قرآن شریف ثابت ہی نہ تھیں ادا ہوگا ساتھ خبر اسکو اور طواف میں احتیاد کیواسطے داخل کیا اسکو یہ منہ شرح وقایہ کا **ص** اور پہلے تین پیچوں میں مل کرے اور ایک چار پیچوں تا ہر چار پیچوں سے چار پیچوں سے اور اسکو گئے ہیں کہ دونوں کندھوں کو ہاتھ سے اکٹھے ہوئے چلتی چلتی جیسے سپاہی مسعر کے میں کہتے ہیں اور سبب اسکا شجاعت دکھانا تھا مشرکین کو کہہ کر کہ تھا انھوں نے واسطے صحابہ کے تسبیح کیا اسکو شریف یعنی پیچھے کے بجائے پھونکا میاں اپنے حال پر یہی صلی اللہ علیہ وسلم کے **ف** اور روایت کیا بخاری مسلم نے اس حدیث کو ابواسمیر اور ابی اسباب میں بہت حدیثیں **ص** اور جب حجر اسود پر گزرتے ہوئے کسی طرح ہر چار پیچوں اور ہر دو پیچوں کرنا یا کرنا اور وہ مستحب ہے پھر پھر کرے طواف کو ساتھ ہر دو پیچے حجر اسود کے پھر پڑھے دو رکعت اور دو کشتیں پڑھنا واجب ہیں طواف میں صحابہ پچھلے کہ وہ مقام ابراہیم میں ہیں جگہ سے جو جاوے مسجد میں **ف** کیونکہ حدیث جابر میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۴
اس حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا تو اسکو حلیم میں داخل کیا اور فرمایا کہ پڑھ اس جگہ اس واسطے کہ حلیم خانہ کعبہ سے ہوا درستی قوم نے جب نماز کو خارج کیا اسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نزدیک ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ میں توڑ لکھنے کی بنا کو اور بنانا اسکو جیسا حضرت ابراہیم نے اسکو بنایا تھا اور داخل کرنا میں حلیم کو گئے میں اور جو کھٹ کو زیر سطح ملا دیتا اور کرنا میں اسکو دو دروازہ ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر میں جو گنا گئے سال تک تو کرنا گنا ایسا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد ترمذی وغیرہ نے نو بیسے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفاء و شہداء اس امر کی یہاں تک کہ زمانہ ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر کا وہی تھی انھوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ سے تو کیا انھوں نے ایسا ہی اور ظاہر کیے قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اور بنا کیا اسکو جیسا بنا کیا تھا انھوں نے بہت لوگوں کے سامنے اور داخل حلیم کو خانہ کعبہ میں توجہ قبل کیا حجاج خاتم نے اسکو بڑھا نا اسنے کہے کہ رکھنا اس طور پر کہ بنایا تھا اسکو عبداللہ بن زبیر نے اور کر دیا اسکو جیسا تھا جاہلیت میں توجہ حلیم خانہ کعبہ سے ٹھہرا تو اس رت میں طواف حلیم کو اندر کر کے کیا جاوے گا کہ ان کا اگر خالی جگہ میں داخل ہو طواف میں حلیم کو چھوڑ دیا نہیں جائز ہوگا لیکن اگر کوئی اصلی ہو نہ کہ کے حلیم کی طرف نماز پڑھے گا جائز ہو اسواسطے کہ وہ نہ کہ نہ کہ نہ کہ کے قرآن شریف ثابت ہی نہ تھیں ادا ہوگا ساتھ خبر اسکو اور طواف میں احتیاد کیواسطے داخل کیا اسکو یہ منہ شرح وقایہ کا

۵
اس حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا تو اسکو حلیم میں داخل کیا اور فرمایا کہ پڑھ اس جگہ اس واسطے کہ حلیم خانہ کعبہ سے ہوا درستی قوم نے جب نماز کو خارج کیا اسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نزدیک ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ میں توڑ لکھنے کی بنا کو اور بنانا اسکو جیسا حضرت ابراہیم نے اسکو بنایا تھا اور داخل کرنا میں حلیم کو گئے میں اور جو کھٹ کو زیر سطح ملا دیتا اور کرنا میں اسکو دو دروازہ ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر میں جو گنا گئے سال تک تو کرنا گنا ایسا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد ترمذی وغیرہ نے نو بیسے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفاء و شہداء اس امر کی یہاں تک کہ زمانہ ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر کا وہی تھی انھوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ سے تو کیا انھوں نے ایسا ہی اور ظاہر کیے قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اور بنا کیا اسکو جیسا بنا کیا تھا انھوں نے بہت لوگوں کے سامنے اور داخل حلیم کو خانہ کعبہ میں توجہ قبل کیا حجاج خاتم نے اسکو بڑھا نا اسنے کہے کہ رکھنا اس طور پر کہ بنایا تھا اسکو عبداللہ بن زبیر نے اور کر دیا اسکو جیسا تھا جاہلیت میں توجہ حلیم خانہ کعبہ سے ٹھہرا تو اس رت میں طواف حلیم کو اندر کر کے کیا جاوے گا کہ ان کا اگر خالی جگہ میں داخل ہو طواف میں حلیم کو چھوڑ دیا نہیں جائز ہوگا لیکن اگر کوئی اصلی ہو نہ کہ کے حلیم کی طرف نماز پڑھے گا جائز ہو اسواسطے کہ وہ نہ کہ نہ کہ نہ کہ کے قرآن شریف ثابت ہی نہ تھیں ادا ہوگا ساتھ خبر اسکو اور طواف میں احتیاد کیواسطے داخل کیا اسکو یہ منہ شرح وقایہ کا

مقام ابراہیم پر فرمایا وَاَتَّخِذُ مِنْكُمْ مَثَاقِمَ اَتَمَّ اَوَّلِهِمْ مَثَاقِمَ بَنِي لُؤْمٍ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ کا مصلی تھا جس کو عباس نماز کا
 ثابت ہوتا ہے اور وہ جو صاحب ہونے کی وجہ سے کہی کہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيَصِلِ الطَّائِفُ لِكُلِّ اُسْبُوحٍ
 رَكَعَتَيْنِ اِنِّیْ طَوَّافٌ كَرْنُ وَالْاُثَرُ ہے بعد ہر سات پیروں کے دو گنتین بیان کیا ہے میں بابا گیا مان فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ثابت ہے مبین میں ہر حدیث میں عشر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تھے حج اور عمرہ میں ہی آپ جلدی جیتے تھے
 پہلے تین پیروں میں اور آہستہ جلتے تھے پچھلے چار پیروں میں پھر بڑھتے تھے دو گنتین اور روایت کیا عبد الرزاق نے مرسل ابن جریج
 انھوں نے حلف سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصِلُ لِكُلِّ اُسْبُوحٍ رَكَعَتَيْنِ یعنی تھے بڑھتے بعد طواف
 دو گنتین **ص** پیروں کے لئے اور چھ جہر اسود کو **ف** حدیث جابر میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھ چکے
 دو گنتین لوٹ آئے طواف جہر اسود **ص** اور نکلے اور بڑھے صفا پہاڑ پر اور روند کرے طرف خاتمہ کعبہ کے اور تکبیر کہے اور
 تسلیل کہے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اوٹھا ہے دو نون ہاتھ اور دعا لگے جو **جی** **پا** **ف** اسوٹے
 کہ حدیث جابر میں ہے سوچڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر بیان تک کہ دیکھا خاتمہ کعبہ کو سو توحید بیان کی اللہ تعالیٰ کی
 اور روند کرے قبلہ کی طرف اور تکبیر کہی اور فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَصْمُ
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَتَمُّ وَحْدَهُ وَنَصْرُ حَبَابَةٍ وَهَنَ الْأَخْبَابُ وَحْدَهُ
 پھر دعا کی درسیان اسکے اور کما مانند اسکے تین بار اور ماثور یہ کہ کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ
 لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور اوٹھا ہے دو نون ہاتھ واسطے دعا کے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
 پھر دعا لگے اور جب مان اور کہے اَللّٰهُمَّ اسْتَعِزَّنِي بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَى مِلَّتِهِ وَاعِدْنِي مِنْ مُضَلَّاتِ
 الْفِتَنِ بِحَتِّكَ يَا اَكْرَمَ الرَّاكِبِينَ **ص** پیروں کے دوازہ ناموں اور درسیان دو سیلون ہنر اور سرخ کے
 اور چڑھ کر اوپر اور کرے جیسا کیا تھا صفا پر اسی طرح کرے سات بار شروع کرے صفا سے اور ختم کرے مروہ پر **ف**
 یہ دو میل نشان میں بطن ہادی میں درسیان صفا اور مروہ کو جب پہنچے بطن ہادی میں درسیان ان دو نون سیلون کے کہے
 رَبِّ اغْفِرْ وَاَرْحَمْ وَبِحَاوَرِغَةً تَقْلَمُ رِثَاكَ اَنْتَ الْاَعْلَى الْاَكْلَمُ یہ مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے اور
 مروہ پر نسل صفا کے اور صفا کی طرف جس دروازے سے چلے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے دروازہ بنی مخزوم سے
 روایت کیا طبرانی نے ابن عمر سے اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ
 بَنِي هَاشِمٍ وَاسْتَدَّ اَيْضًا عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَانَ قَالَ ثُمَّ مَرَّ بِبَابِ الصَّفَا
 وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَلَا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي هَاشِمٍ وَاسْتَدَّ
 یعنی نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بنی مخزوم سے اور کما مابقی باب صفا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ نکلے صفا
 کو دروازہ بنی مخزوم سے اور سات بار صفا سے مروہ کو جانا حدیث ثابت ہے صحیحین میں جابر بن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے میں سوطان کیا خاتمہ کعبہ کا سات بار اور پڑھیں بھیجے مقلعہ ابراہیم کے دو گنتین اور طواف کیا درسیان صفا اور مروہ کا سات
 اور دوازہ درسیان صفا اور مروہ کے پہلے نزدیک ہے اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے دو میل اوکل یہ کہ فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعوا فان الله كتب عليكم الشعي یعنی دوڑو اس واسطے کہ فرض کیا اسے تہجد و نمازیں اور
 صفا اور وکوہ اور میل پہنچا یہ ہرگز فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا جہا کہ علیہ ان یطوف بوجہ ما ینی نہیں گناہ ہو اور ہر
 طواف کرے درمیان ان دونوں ذکر کیا اسکو صاحب پرچہ اور ذکر کیا اس حدیث کا بن ابی شیبہ نے مصنف میں اور یحییٰ بن
 یونس عن صفیۃ بنت شعیبہ عن حمید بن یحییٰ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یطوف والتاس بین یدیه وهو ذاکم وهو لیس فی حتی اذ لم یکتبک من شذوذ ما لیس فی وکھو
 یقول اسعوا فان الله كتب عليكم الشعي اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقے سے کہا صاحب تنقیح
 اسنادہ صحیح یعنی اسناد او کا صحیح ہو اور صفا سے اس واسطے شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصفا
 والمروة من شعائر اللہ یعنی صفا اور مروہ اسکی نشانیں ہیں ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدن کا
 بما بد اللہ یہ یعنی شروع کو اس جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا اپنے کلام میں روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ
 نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اسکا مسلم اور ابو داود اور ترمذی بن ماجہ مالک وغیرہم نے ص اور ایک چھوٹا سا
 مروہ تک ہوتا ہے ہر مروہ صفا تک دوسرا پھر تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اسکو ساتویں بار میں مروہ پر
 اور روایت طحاوی میں ہے کہ سنی صفا تک ہی ہر مروہ صفا تک ایک پھر اس حال یہ کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک
 پھر اس قواسم سے جو وہ پھر لنگے اور ختم صفا پر ہو گا اور سب اول مذہب یہ ہے کہ ملیں احرام باندھے ہو اور طواف کرے
 خانہ کعبہ کا نفل چنانچہ ہے **ف** اس واسطے کہ طواف مثل نماز کے ہو اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے اطلقاً بالبیت صلوة یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہو لا انا ان الله احل فیہ المنطق
 نفس یطق فلا یطلق الا بخیر یعنی جلال کیا اللہ تعالیٰ نے او میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے مگر ہنر اور یہ
 حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوع سہروردی غیاث سے انھوں نے عطار سائب سے انھوں نے طاہر سے
 انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان اور نکالا اسکو بیہقی نے روایت موسیٰ بن ائیس سے انھوں نے لیث بن
 ابی سلیم سے انھوں نے عطار سے انھوں نے طاہر سے مرفوعا ساتھ اسی لفظ اور روایت کیا انھوں نے اسکو اور طریقے سے اور روایت کیا
 اسکو صفحہ ۲۱۸ موقوفاً لیکن جلیل بن سائب ثقہ ہو اور یاد دہانی ثقہ کی مقبول ہو اور حفظا اسکا اخیر میں تغیر ہو گیا تھا اور جسے اس سے
 قبل تغیر کے ساتھ روایت اسکی صحیح ہو اور تغیر نے اس سے قبل تغیر کے ساتھ روایت کیا اسکو طبرانی نے طاہر سے انھوں نے
 ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلقاً بالبیت صلوة فاقولوا فیہ الکلام یعنی طواف خانہ کعبہ
 کا نماز ہو سو کہ راوی میں کلام **ص** اور خطبہ پڑھے امام کے میں ساتویں تاریخ اور کھائے او میں طریقے حج کے شہداء ائمہ
 سنی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات میں اور افاضہ یعنی لوٹنا اس جگہ سے اگلے سبک طریقے بتلائے اور **و** سے خطبہ پڑھا
 دن عرفات کے اور یہ خطبہ کیا وہ میں تاریخ سنی میں ہر خطبہ میں ایک ن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک میں ن برابر خطبہ پڑھے انھوں نے
 دسویں تک **ص** پھر نکلے صبح کے وقت دن ہو چکے یعنی آٹھویں تاریخ پھر چھوٹے کے اور نزدیک سنی سیراب کرے لیکن

[illegible]

مذہب اہل حقانیت
نام مذہب حقانیت
مذہب اہل حقانیت
مذہب اہل حقانیت
مذہب اہل حقانیت
مذہب اہل حقانیت
مذہب اہل حقانیت
مذہب اہل حقانیت

میں کہ نماز می رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی او کو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے
قصداً بر بیان تک کہ آئے مشعر حرام میں اور موندہ کیا طرف قبلہ اور دعا مانگی اور گمبیر اور تمہیل کسی اور توحید بیان کی تمہیل کی
نواپ قوف کرتے رہے یہاں تک کہ خوب و شنی ہو گئی سو قوف کیا آفتاب کے طلوع ہو چکا **ص** اور یہ قوف بہار نزدیک
واجب ہوا اور کن حج کا نہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک کن ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا ذکر اللہ عند
المشعر احسن ام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہاتھ اور یہ وہم ہی کیونکہ امام شافعی کی کتابوں میں اس قوف کو سنت لکھا ہے
اور دلیل ہماری ابن الہمام فتح القدیر میں بیان کی ہوا اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کیا احباب سن بن ابن عباس کہ تھے سوال
صلی اللہ علیہ وسلم آئے اپنے گھر کے ضعیفوں کے پاس تاریکی میں بی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کریں جمہور یہاں تک
کہ طلوع ہوا آفتاب اگر کہن جو تانا حکم کرتے آبا و نکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نسائی ابن ماجہ
نے عروہ بن مرسس کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس زمین میں اور قوف کرے ہمارے ساتھ یہاں تک
کہ لوٹے اور قوف کر چکا تھو عرنے میں ات یا دن کو سو تمام ہوا حج لو سکا کا حکم نے فتح مجہ علی شترط کا مائۃ الحدیث یعنی
صیح ہی اور بشرط اکثر محدثین تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آئے منی میں اور رمی کرے
جمہور عقبہ کی بطن اوسی سات بار او گھلیو سے اور گمبیر کے ساتھ ہر نکر کی کے **ف** یعنی سات لکھریاں چھوٹی چھوٹی لیکھیں
اوسی ایک سببی ہی طواف کے میں اور چھوٹی لکھریاں اس واسطے چھیننے کہ ذلت بہ شیطان کی اور تاکہ لوگوں کو اذیت نہ ہو اور جس مقام
جائے لکھریاں اوشاے مگر نزدیک جمہور کی کیونکہ اوسکے نزدیک لکھریاں ہیں مودودین اور یہ حدیث میں ردی اور وجوب منی چھوٹی
لکھریاں اور عقبہ تک گمائی کو جو پہاڑوں میں ہوتی ہے کہتے ہیں اور کہا حضرت سعید بن جبیرؓ کی حال ہی سنگریزوں کا کہ چھیننے
لوگا و سکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہیں جو تین اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ لکھریوں کا ہو جانا
حضرت ابن عباسؓ نے کہ نہیں جانا تو نے جب کاج قبول ہو جاتا تو او کی لکھریاں اٹھتی جاتی ہیں اور جب کاج قبول نہیں جاتا تو وہی جگہ
پڑی رہتی ہیں کہا جاتا ہے کہ جب سنا بیٹے یہ اوشے چھیننے پنی لکھریوں پر نشانی مقرر کر دی پھر آیا میں پاس جمہور کے اور ڈھوڑھا سنے
افکو سونہ بابا بیٹے اور جائز می جو قسم سے زمین کے جو مثلاً لکھریاں تھرمی وغیرہ لعل اور یا قوت اور چاندی اور سونا اور پسیا اور
چھوٹی لکھریاں اگوتھے اوسکے کی او گھلی سے چھیننا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ السلام کھجی المخذف یعنی
لازم ہی تھیں چھیننا لکھریوں کا او گھلیوں اور مونی ہی صحاح میں روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور آسان یہ ہے کہ لکھری اگوتھے
اور گھلی کی او گھلی کے کنارے سے کپڑے اور اوسکو چھیننے اور اگر بڑی لکھریاں چھیننے درست ہے سو اسکے کپڑے سے چھین چھیننے
کہ لوگوں کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبہ کے اوپر درست ہی لیکن سبب یہ ہے کہ بطن اوسی کرے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمہور کی بطن اوسی اور آپ چھوٹے گمبیر کہتے تھے ساتھ ہر نکر کی کے آخر میں تک یہاں تک کہ ازہام
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جگہ اگر کہ بعض تم میں بعض سے اور جب چھینکو تم تو چھینکو لکھریاں خذت یعنی چھوٹی لکھریاں
او گھلیوں اور مونی ہی بہت حدیث میں اور اگر گھلی کے متبعان اللہ کہتا تو جائز ہی اور لیک کہنا سو قوف کرے جب پہلی
لکھری چھینے ایسا ہی کرتے تھے سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر لکھری کو ذوال دیو کا فی ہو جاوے گا لیکہ حج مخالفت ہوگی

قبل فجر ہونے چھ دن کے بعد طلوع فجر کے اور اگر ٹھہر اطلوع فجر تک تو واجب ہو گیا اور پھر رمی کرنا **ف** اس واسطے کہ روایت برنی علیہ السلام سے کہ جب حلق کیا انھوں نے رجوع کیا طرف کے کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات پیسے پھر لوٹ آئے منی میں اور نماز پڑھی پھر رمی کرنا ایسا ہی کیا اور اس کا مسئلہ ابن عمر سے کہنا نافع نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بھر رجوع کرنے تھے طرف منی کے اور پڑھتے تھے طہاروس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا برنی علیہ السلام نے اور حدیث جابر بن عبد اللہ سے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانہ کعبہ میں اور نماز پڑھی پھر رمی کرنا منی میں اور نہیں شک ہے اس بات میں کہ کوئی انہیں سے وہم ہو اور ثابت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حدیث جابر کے اور اسناد میں اس کی اتنی حجت ہے جس سے مذہب پر اور اس واسطے کہ اسنادی نے مختصر میں یہ حدیث حسن ہے کہ شیخ ابن الہمام جب ماضی میں تھے انہیں اور ضرور ہو پڑھنا نماز پھر کسی جا میں تو مسجد حرام میں بہرہ جو کثرت ثواب کے اور عامین اور باقی سب امور یہ حدیث جابر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے **ص** اور جائز رمی کرنا سوار ہو کر اور رمی جو اولیٰ کی جو مسجد بیت پاس ہو اور جو الواسطی کی جو اسکے بعد ہو بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور جو عقیقہ کی سوار ہو کر افضل ہے **ف** اور رمی ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل ہے کہ اگر ہمہ جراح نے کہا کہ داخل ہوا میں ابو یوسف کے پاس اس بیماری میں کہ انتقال کیا انھوں نے اوسمیں کہ گھول دیں گھٹیں اپنی اور کہا جسے کہ رمی کرنا سوار ہو کر افضل ہے یا پیادہ کی افضل ہے سو کہا میں نے پیدل کہا خطا کی تو نے سو کہا میں نے سوار ہو کر خطا کی تو نے اور کہا کہ جو رمی کا دوسرے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعائے پڑھ پیدل افضل ہے اور جو ایسی زمین اوسمیں سوار ہو کر افضل ہے اور زبان کی وجہ اس کی تو میں چلا اٹھا کہ پست یہاں تک نہ پونچا تھا کہ دروازہ تک نہ خبر اٹھنے انتقال کی سنی سو تعجب کیا میں نے اٹھنے حفظ یاد کہ موت کے وقت بھی اس طرح مساک حضور **ص** اور اگر اسباب اپنا کے میں پیچیدہ اور اوقات کی منی میں واسطے رمی کے مکروہ **ف** اس واسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عنہ من قدام ثقلہ قبل الشرف فلا یسجد لہ یعنی جو شخص پیچیدہ اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہیں جو حج اوسکا اور نماز کیا انھوں نے کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ من قدام ثقلہ من شئ لیکنہ یسجد لہ فلا یسجد لہ اور منی میں جب سجد تو جانتے کہ ات کو بھی اوسی جائے ہو اور مکروہ ہے کہ رات کو رمی کی اور جگہ پر رہے اس واسطے کہ نصف ابن ابی شیبہ نے کہ عن عمر آتہ کان یسجد ان یسجد احد من ذرأء العقبہ و کان یا مں ہر ان یدخلوا منی و اخرجہم ایضاً عن ابن عتبائیں نحو ذہ و اخرجہم ایضاً عن ابن عمر آتہ کہ ان یسجد احد یا مں منی یسجد اور معنی اسکے یہ ہیں کہ بڑھ بڑھایا منی میں سوامنی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے **ص** اور جب کوچ کرے کے کو اوڑھے تختہ میں **ف** اس واسطے کہ اوڑھے تھے اوسمیں سوار ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینی یہ سجد میں **ص** طواف کرے طواف صدر کا سات پیسے بغیر پیدل اور سعی کے اور طواف واجب ہو اگر ادا کرے پھر **ف** اس واسطے کہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا ساتھ خانہ کعبہ طواف ہو و مگر ماضی عورتیں اور نخصت دی اونکو اوسکے ترک میں کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحیحین میں بھی اس کا سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ کے کہ ہننے والے ہیں انہیں طواف

۲۲۴

بنا کر کثرت نماز و طواف

یا وہ کسی اور شخص کی یا نہ ہو جسے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی ہے یعنی کچھ میں طہری ہو اور اسکو تعلیق نہ دیتے ہیں **صل**
 فعل کے طور پر یا نہ کی تھی یا بدلہ تھا شکار کا احرام میں یا مانند اسکے مثل قربانیوں کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال میں یا نہ
 واقع ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی شکار کا کہ اسنے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں شکار کرنا حرام ہے اور اگر کہ
 تو بدلہ ہو سکے دوسرا جو قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آویگا **صل** اور وہ ارادہ کرنا ہی حج کا یا قربانی بھی ہے
 کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہے اور تمتع ہوا ساتھ اس قربانی کے کہ شریف کا سودہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا البیک
 کہنے سے محرم ہوا تاہم **ف** اسواسطے کفر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من قلد بد نہ فقد آخرتم یعنی جسے
 تعلیق کی بدنہ کی سودہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث پہلے میں ہی اور مرفوع نہیں پائی گئی مان روایت کیا اسکا ہرانی شیعہ نے منصف میں
 ابن عباس اور ابن عمر سے کو نقل اور بخلا سعید بن جبیر سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تعلیق کی تھی جسے بدنہ کی ہو گیا انھوں نے
 کہا شخص نے احرام باندھا اور وارڈ ہو اشل اسنے حدیث مرفوع میں بخلا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کیا ہزارے مسند میں حضرت حلال
 صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے کہ اوطارانی نے قیس بن حمزہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **صل** اور اگر اشعار کیا یعنی ایک
 سے اونٹ کی کوٹا میں ہائیں ملو نہ چیر دیا معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی ہو اور اسکی بیٹھ پر جموں کو ڈالا یا تعلیق کی بکری کی محرم ہو گا **ف**
 اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبین بعد اہل شافعی کے نزدیک ایچا ہے اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکروہ ہے
 اور کچھ مضائقہ نہیں اوسمیں اور جموں ڈالنے سے اسواسطے محرم نہیں ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مکھیوں وغیرہ ہوتی ہے تو حج کے فعل
 میں اسکا شمار نہیں **صل** اور اگر یہ نہ سمجھا تو محرم نہ ہو گا جب تک کہ خود اسکو حمل نہ جائے اور اگر ساتھ نہ ہو ابدن کے بلکہ فقط اسکو
 بھیج دیا محرم نہ ہو گا اور جب حمل ہوا تو محرم ہو گا **ف** کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ
 کے قلمبند اور بیچ دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کو اور حلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثوں میں صحیح میں روایت کیا اسکو بخاری نے
صل اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے
 نزدیک اونٹ اور بیل دونوں درست ہیں اور شافعی رحمہ کے نزدیک سو اونٹ کے درست نہیں ہیں بلکہ انکی فتح تھیر میں کو کہنا

باب قرآن اور تمتع کے بیان میں

قرآن فعل ہی حج مفرود اور تمتع سے **ف** ہا نا چاہیے کہ حج مفرود کا بیان تو گزرجکا اور حج مفرود اسکو کہتے ہیں کہ تنہا گناہ کا
 اس طرح کہ اس سال میں مکرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمرے کے افعال کرنا
 حج کے حصیوں میں اور قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمرے سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی
 ساتھ لیے ہو تو اسکو حج سے پہلے حلال ہونا ہمارے نہیں اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہو کہ تمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہو اور جنہوں میں حج
 احرام میں ممنوع ہیں درمیان احرام عموماً حج کے بخلاف قرآن کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کوئی جنایت کرے گا قربانی لازم آتی
صل اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ البیک کہنا ساتھ حج ہوا عمرے کے ایک بار میں بیعت **ف** اور قرآن فعل ہی تمتع اور تمتع
 ہمارے نزدیک اور تمتع فعل ہی ہوا تو اسکو کہنا کہ روایت کیا ہرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اھل محل محمدا
 اھل محل محمدا کہ حج یعنی اللہ لکھ دینی بلکہ کرو آواز میں اپنی ساتھ البیک کو اسطے حج اور عمرے کے ایک ساتھ اور آخر صلی اللہ

باب جنایات کے بیان میں

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا اسکو ساتھ منہ دی کے یا تیل لگا یا تیل کو کسی عضو میں اور تیل اسکو
 زمین کا یا نل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک اہل یوم ضیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہے اور اہل شافعی کے نزدیک اگر تیل کو
 بالون میں استعمال کیا تو واجب ہوگا دم اور اگر استعمال کیا اسکو اور مجہر میں تو واجب نہیں اور اگر تیل خوشبو میں استعمال کیا
 تو واجب ہوگا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیسے ہو کر کے کو پہنایا چھپایا اسکو ایک دن تک یا مثلاً یا چوتھا یا سر کو یا پھنے
 لگانے کی جگہ کے بل مٹھے یا ایک نل کے بال یا دو نوٹن یا بال زیر ناف کے دور کیے یا ناخن یا تھوک کے گائے یا بکری کے ایک مین
 یا ایک یا تھیل ایک کچھ یا طواف قدم کیا یا طواف صدر کیا اور وجہ تھا یا فرض طواف ہو خوشبو کیا یا تو اعرفا سے قبل لازم کے
 یا ترک کیا یا طواف زیارت میں یا ایک پیر یا دو پیر یا تین پیر یا چار پیر یا اگر تین پیر سے زیادہ ترک کیا تو محرم پر پگھلائی نہ لگانی ہے یا ترک کیا
 طواف صدقہ یا اگر کسی کے کسی کو ترک کیا تو غنیمت کی سببی کو یا ایک دن کی رمی ہو یا پہلی رمی کو اور دوسری ہو محرم کو یا نہ
 خر کے یا اگر کو اس کے ترک کیا مثلاً یا اگر گناہ یا نہ چھینکنا ترک گناہ اور باقی چھینکنا یا حلق کیا زمین جل میں اسطرح کے کیا سحر کے اسطرح
 کو مٹی پتھر مٹی میں اور دھرم میں داخل ہوا و جو جو کرے و الا نخل گیا محرم سے قبل حلال ہے کے اور پھر یا محرم میں تو واجب نہیں اور حج
 کرے و الے اگر ایسا کیا تو اس پر دم لازم آوے گا یا بوسل یا یا چھو شہوت سے اترل ہو یا نہ ہو یا اخیر کی مٹی کی یا غنیمت طواف کی یا اگر
 یا ایک نل کو دوسرے پر قدم کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی کے یا قربانی کی قربان کرنے والے نے قبل رمی کے یا حلق قبل فسخ کے تو اس سے بے نفعان
 اوپر دم لازم ہوا و قارن پر دو دم لازم آوے گا اگر مٹی کیا اسنے قبل فسخ کے ایک دم تو معلق کا قبل اس کے وقت کے اور ایک دم
 فسخ کی تاخیر حلق سے اور نزدیک صاحبین کے ایک دم لازم آوے گا اور اگر سوزی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن
 ڈھانپنے یا سیسے ہوئے پیرے پہنے جب تک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگر چاہے قیص کی ضرورت کے وقت نہیں
 بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عامہ بھی باندہ اور اگر ایک عضو کے ڈھانکنے کی ضرورت کی وقت و عضو کو چھپایا یا جیسے
 سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنایا فقط ایک وقت ضرورت تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو وہ کفارہ لازم
 آوے گا اور اگر خوشبو لگائی کہ ایک عضو سے یا چھپایا یا سر یا پنا یا سیاہوا کپڑا پہنا ایک دن کم میں یا موٹا اسکو چوتھا یا سر یا اگر
 ناخن کا یا ناخن سے یا باغچے متفرق یا طواف قدم اور صدقہ یا خوشبو کیا یا سات پیروں میں طواف صدقہ زمین پیرے ترک کیے یا تین
 جمروں میں ایک کی رمی ترک کی یا موٹا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیکو نصف صلح کیوں اور اگر خوشبو لگائی یا سر موٹا اعدا کر کے
 یا صدقہ دیکو تین صلح طعام کے چھ مسکینوں پر یا تین بدو کر کے اور اگر اسنے دلی کی اگرچہ بھولے سے ہو قبل وقوف و نفاذ کے جو
 فرض ہو یا طواف ہو یا حج اسکا اور حج کرنا چاہا یا جاؤ اور فسخ کر کے اور پھر فضا کر کے حج کی اور یہ لازم نہیں کہ عورت کو چھو کر حج کی
 فضا میں اور نزدیک اہل ملک کے چھوڑا اسکو جب تک نہیں دفن اور اہل زفر کے نزدیک جب احرام باندھیں اور اہل شافعی کے نزدیک
 جب ہر مقام کو پہنچے جہاں حلق کیا تھا اس پر چھوڑے اسکو و اگر دلی کی بدعتوں کے تو نہ فاسد ہوگا حج لو سکا اور واجب کا
 بدعت و دلی میں بدعت کے ایک کبھی لازم آتی ہے اور عمر میں اگر اسنے چار پیر طواف کر لیا و بعد اس کے حلق کیا تو فاسد ہوگا
 اور واجب ہوگا حلق اسکا کیا عموماً نہ ہوگا کرنا چاہا جو اور فسخ کرے اور پھر فضا کرے تو اگر قبل کیا محرم نے یا نہ

یہاں مسلمانانہ
 خوشبو دینا چاہیے
 نہ چھپائی اور نہ چھو
 اور نہ لگا کر
 و نیز اگر

ص اور اگر کسی جانور کے زخمی کیا یا بال او شکا کھالے یا اس کا کوئی عضو کاٹا یا لایا تو جہنم میں داخل ہوگا۔
 اور اگر کسی جانور کے کسی عضو کے بالوں کے بھکے بھکے ٹکڑے یا بیضہ ٹکڑے لایا یا اس کو زخمی کیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔
 قیمت دینا پڑے گا اور اگر کسی جانور کی قیمت لازم آئیگی اور اس کے بالوں کو بکا کر دیا اور اس کے زخمی کو کسی قیمت دیا
 اور اگر جو بھی مردہ اور جینے والے تو زخمی کی قیمت دیا اور جو شخص احرام سے نہیں ہر وہ بھی اگر حرم کے جانور کو شکار کرے یا اس کا
 دو دھلیو یا ان کی گھاس کاٹے اور زخمی کو مان کیجے یا کسی ملک میں ہر اور نہ کسی ملک کو بھگے تو قیمت اس کی لازم آئیگی اگر
 جو گھاس خشک ہو گیا ہو یا زخمی ہو گیا ہو اور ان چار چیزوں میں رد زخمی نہیں ہوتا کہ مردہ یا زخمی نہ ہو
 سفیان الثوری عن عبد الله بن عمر بن الخطاب عن ابن عباس قال في بغض الثعالب يصبى
 الحريم ثم يمتدده في شعبة عنه قال في كل بغضتين درهم وفي كل بغضة نصف درهم وروى
 ابن أبي شيبة عن ابن مسعود قال حدثنا ابن فضال عن جعفر بن محمد عن أبي عبد الله عن عبد الله قال
 في بغض الثعالب قيمته وقال عبد الرزاق حدثنا أبو حنيفة عن خصيفة وأخيه ابن أبي شيبة
 وثله عن عيسى بن مسلمة وأخيه جعفر عن مجاهد بن السبعين وطائفة وفيه حديث مرفوع
 رواه عبد الله بن شاذان قال حدثني وهو ضعيف هكذا قال الشيخ ابن القمام في كتابه ما سلم به من
 میں آوے اور ایک ماہ میں جو اور عمر اور بستے نابینے اور جو اسے مان کی گھاس اور زخمی کرے اور جو جسے جان
 یا میری کو قتل کیا صحتہ و جو چاہے اگر کہ ہو مثلاً ایک کن طعام سے اور اگر کوئی اور چیل اور سانپ اور چوہا اور گنا کاٹنے والا ان
 جینوں کو قتل کیا تو کچھ نہیں لازم ہوتا اور یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جانور میں قتل کی جاوے اور حرم میں
 کو اور چیل اور چوہا اور سانپ اور گنا کاٹنے والا روایت کیا اس کو غاری سلم نے اور یہ وارد ہے بہت حدیثوں میں اور ایک روایت میں ابو داؤد
 کی ہے جو زخمی کر کے والا ہو ص اور اسی طرح چیل و سپاؤ و چوہا اور کچھ اور زخمی کر کے والا اگر قتل کرے اس کو کچھ
 نہیں لازم آتا اور جائز ہے واسطے حرم کے ذبح کرنا بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور بکری چیل ہوئی ہو اور حرم کو کھانا
 جانور کا جس کو مال نے یعنی جو شخص حرم نہیں اس سے شکار کیا ہو اور ذبح کیا ہو اس کو درست ہے کہ حرم نے نہ بنایا ہو اور اس کو ذبح
 اور نہ کھل گیا ہو اس کے شکار کا ف اور اس باب میں حدیث وارد ہے ص اور جو شخص داخل ہو جو حرم میں اور اس کے پاس
 صید ہوتا اس کو چھوڑ دے جب اس کے ہاتھ میں ہو اور جب کسی کے ہاتھ میں ہو تو اس کو چھوڑ دے جب جانور غریبے والے کے ہاتھ
 میں ہو اور اگر نہ تو اس پر لازم ہو اگر کسی حرم نے صید کیا ہو تو اس کو چھوڑ دے اگر وہ جانور اس کے ہاتھ میں دینی خریدنے والے کے
 موجود ہو اور اگر نہ تو جزا اس کی دیکھو اگر ہو جس کے ہاتھ میں چاہو وہ احرام سے ہو یا نہ تو اس میں شخص احرام نہ تھا اور اس کے گھر میں یا بیرون
 میں جو اس کے ساتھ ہو ایک صید کی جائے چھوڑنا اس کو لازم نہیں بخلاف اس کے جو حرم میں ہے کہ داخل ہو تو اس کو چھوڑنا اس کو
 واجب ہے اور جو کوئی شخص حرم نہ تھا اور اس نے صید کیا ہو چاہے احرام نہ تھا اور اس کے ہاتھ سے نہ دیکھنے کے اس کو چھوڑنا واجب ہے
 طے ہوا کسی قیمت لازم آئیگی اور اگر حرم نے کوئی صید کیا اور کھینچا اس کے ہاتھ سے لے کر چھوڑ دیا تو اس کو قیمت دینا لازم نہیں ہے اور
 کسی حرم نے دیکھ کر صید کیا کہ اس نے احرام میں اس کو چھوڑنا اس کو لازم ہے اور اگر کسی حرم نے دیکھ کر صید کیا کہ اس نے احرام میں اس کو چھوڑنا

وہی جانور جس کا
 بغض کرنا واجب ہے
 اس کا قتل کرنا واجب ہے
 اور اگر کسی جانور کے
 بالوں کے بھکے بھکے
 ٹکڑے لایا جائے تو
 جہنم میں داخل ہوگا

سوز و غم کی خدمت میں ہے کہ حکم کیا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قرآن میں کی کھالوں کو اور اس کی جھولوں کو
حکم کیا حکم کہ ندون و حسین ابھر حساب کا اور فرمایا کہ ہر آدمی کو اپنے پاس سو دیوین اور ایک دایت میں ہر ایک صدقہ اس کی کھالوں
اور جھولوں کا اور سوار پہ ناقص صورت کو سپرد دست پہن گن میں عوی ہو حضرت ابو ہریرہؓ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ ایک شخص کو کہ اگلی ہر دو کو سو فرمایا اپنے سوار جو با سپر ہو گا اس سے کہ یہ ہر دو فرمایا کہ سوار جو با سپر ہو گا اس سے
اس کو کہ سوار تھا با سپر اور جس نے نا کھلی ہر دو کو اور وہ قریب ہوئی کہ ہلاک ہو جاوے تو اگر نفل ہو تو اوپر دوسری پہننا
صورت میں اور اگر واجب ہو تو اس کی جگہ پر دوسری مقرر کرے اور اگر او میں نہایت عیب ہو مثلاً تھانی حصے سے زیادہ اس کی ٹہم
یا کان یا آنکھ جانی ہر دو کو اس کو بھی بڑے اور عیب ملی ہر دو مالک کی جو چاہے اس کو کرے اور اگر مرنے لگے ہر دو سستے میں اور
نفل تھی تو مقرر کرے اس کو اور نفل کو جو اس کے گلے میں ہے اس کے خون میں نہا دیکھ اور اس کو لیکے اس کے کوٹان پر مار دے تو تاکہ
او حسین خفیہ کیا ہے اور غنی نہ کیا ہے **ف** اور ایسا ہی حکم کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ سلمیٰ کو **ص**
اور اگر وقتوں کیا لوگوں نے اور گواہی کی ایک قسم کہ یہ دن خرگاہ تھا اور حرفے کا دن گذر گیا تو نہیں قبول کی جاوے گی شہادت انکی اور اگر نفل
وقت قحوت گواہی کی کہ آج کا دن نہ دیکھا تھا اور اس عرفی تو قبول کی جاوے گی شہادت انکی اور اگر رمی کی جڑو وسطی اور قریب حرم کی اور
نہرمی کی جڑو اولی کی تو اگر رمی کرے پھر سبکی تو چاہی اور اگر فقط جڑو اولی کی رمی کی خصا کی تو جائز ہے اور اگر نذر کی کسی شخص نے کج عید کی گیا
تو پیدل کرے سلطان زیارت تک اور بعد طواف زیارت کے جائز ہے اس کو سوار ہونا اور اگر ایک لڑکی کو خرید اور وہ محرم تھی اپنے مالک کے
تو جائز ہے خریدنے والے کو کہ حلال کرے اس کو اس طرح کہ مال اس کے کاٹے یا ناخون کترے پھر حرام کرے اس کو اور یہ دلی ہے اس کے حلال کرے اس کو
جہاں کے اور اگر کج حلال کیا اس کو تو درست ہے خدا کا شکر ہے کہ کتاب النجی بھی تلمہ ہوئی خدا تعالیٰ اس کو ملنے فضل ہے تو اے خدا کو آمین **الکائنات**

خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان میں

فائدہ پہلا اور گذرکہ عمر و سنت ہی کے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہی اور بعضوں کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔
دلیل امام شافعی کی یہ کہ روایت کیا حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے زیرین بن ثابت کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اَلْحُجَّةُ وَالْعُمْرَةُ فَوْضَتَانِ لَا يَخُصُّكَ بِاَيِّهِمَا بَدَأْتَ قَالَ اَلْحُجَّةُ اَلْعَصِيْبُ مَعَ زَيْنِ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ قَوْلِهِ
يَسْنِي حَجَّ او عمرہ دونوں فرض ہیں تو نہیں خبر کرنا ہی کو جس پہلے شروع کرے حاکم نے صحیح یہ کہ یقول زیرین بن ثابت کا یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علاوہ اسکے میں کہتا ہوں کہ اسناد میں اس کی سہیل بن سلم کی جو ضعیف کیا اور کومحذین نے کہا بخاری نے منکر کذا
وَقَالَ حَدَّثَنَا حَدِيثُهُ يَسْنِي حَجَّ او عمرہ دونوں فرض ہیں ہم حدیث اس کی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن حسان انھوں نے عمرہ
ہیں میرے موقوف اور یہی صحیح ہے اور بخاری اور قطعی عمر بن الخطاب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْوُضُوءُ وَالْحُجَّةُ وَالْعُمْرَةُ
اِنَّ لَوْلَا اِلَآهَ اِلَّا اللَّهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ وَاَنَّ نَفْعَ الْقِسْلَةِ وَتَقِيْنَا اِلَآهَ وَتَقِيْنَا اِلَآهَ وَتَقِيْنَا اِلَآهَ
شخص نے کہ ای رسول اللہ کیا ہے اسلام فرمایا کہ اگرچہ کوئی کوئی نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہیں اور قائم کرے
نماز کو اور یہ کوہ کو اور حج کرے اور عمرہ کرے تو کما دارقطنی نے اسناد و صحیح اور روایت کیا اور کومحاکم نے کہا بلکہ حج علی صحیح مسلم
میں کہ اس صاحب نے یہ حدیث صحیحین میں ہے اور اس میں کہ عمر کا نہیں ہے یہ زیادت ثناء ہے اور اس باب میں اور بھی

عزاد نامہ مرقوم
 ذبح اس کا کچھ بن
 کہ اس کا کھانا
 بہت چھینچھین
 اور تھوڑا کچھ
 کیا پٹ کر باہر
 بیٹھا ہوا
 اس کا
 بڑا چوڑا
 اور سینہ بڑا
 اس کا اور زور
 اس کا اور زور
 اور اس کا
 مینہ اس کا
 مینہ اس کا

ہرگز نہیں

لیکن یہ بیعت میں اور خلافت میں اس کے نہیں ہو کوئی شخص اس کی طرف سے مکرانہ طور پر ہرج اور مرجہ اور فتنہ
جو شخص طاقت رکھو ان کے لئے کی اور تخلیق کی اس کی بنیاد پر اور خلافت میں اس سے انحراف و انحراف و فتنہ کل الناس
کلمہ لا اهل مكة فان عمر بن الخطاب فليضوا الى التوبة ثم ليدخلوا مكة ليدخلوا مكة ليدخلوا مكة ليدخلوا مكة
دونوں فرض میں آخر حدیث تک اور کہا حکم نے کہ یا و پر شرط مسلم کے ہو اور دلیل ہمارے یہ ہو جو روایت کیا ترمذی صحیح
سے انھوں نے محمد بن منکدر سے انھوں نے جابر کے پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہیں
یہ کہ عمر مکرنا فضل ہو کہ مکرنا ہی حدیث حسن صحیح ایسا ہی ہو ایک نسخے میں جامع ترمذی اور ایک نسخے میں یہ حدیث حسن اور وہ جو
ذکر کیا انھوں نے کہ اسناد میں اس کی حجاج بن علی طاہر اور وہ ضعیف ہو تو جواب دہ سکا یہ ہو کہ نہیں ہو کہ حدیث اس کی وجہ حسن اور
متفق ہو بین و استین ترمذی اس بات پر کہ حسن کہا انھوں نے اس حدیث کو اور روایت کیا اس کو ابن حجر صحیح سے انھوں نے محمد بن منکدر
انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا اس کو بطائی نے سحر صفیر میں اور دارقطنی نے اور طریقے سے اور اسناد میں اس کی بھی بن ہو
اور ضعیف کیا اس کو اور روایت کیا عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہو اور عمر و فضل ہو
یہ بھی حجت ہو اور کہا ابن حزم نے کہ یہ مرسل ہو روایت کیا اس کو معاویہ بن احنی نے ہامان حنفی سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور جواب دہ سکا یہ ہو کہ ابن قانع نے رفع کیا اس کو اور وہ بڑے حافظین حدیث ہیں یہ ہو اور باقی اسناد میں سب اوی ثقہ ہیں
باوجود اس بات کے کہ مرسل ہوا نزدیک حجت ہو اور ضعف کرنا ہامان کا صحیح نہیں ہو کہ چونکہ توشیح کی اس کی اپنی تحقیق اور روایت کیا
اوس سے جماعت مشاہیر نے اور مروی ہو یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد میں اس کی مجاہیل ہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے
علیہ بن محمد سے انھوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد ہو اور عمر و فضل ہو اور اسناد میں اس کی عمر و قیس
کہ صاحب مام نے کلام کیا گیا ہو اس میں اور بہر حال حدیث اس کی وجہ حسن کہ نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیث
ابو اسامہ سے انھوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انھوں نے ابو معشر سے انھوں نے ابی اسیم حنفی سے کہ کہ عبد اللہ بن
سے کہ حج فرض ہو اور عمر و فضل ہو اور کافی ہیں عبد اللہ تقلید کے واسطے اور کلام اس کا حجت ہو ۴۰

فائدہ دوسرا اضمحی کے بیان میں

درست ہو چھ مہینے کا ذنب قمرانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہیں اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں اور گائے دو برس یا زیادہ کی اور اس سے کم کی درست نہیں اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہو اور اس سے کم کی درست نہیں اور اگر قمرانی کا جانور زندہ ہو تو یعنی بے سینگہ کا یا بھیا ہو تو یاد دیاں ہو تو یا کانا تو قمرانی کرنا درست ہو اور اگر زندہ ہو تو کسے یا بہت بدلا ہو تو اس کی ہڈیوں میں خنجر یا ہو تو یا انگڑا ہو تو اس قدر کہ قمرانی کر کے لگی جاگت جاسکے تو ان سب جانوروں کو قمرانی درست نہیں اور جبر مانور کا ایک یا تھ یا ایک جانور کٹا ہو تو یا اوٹ کا کان تیس حصے سے زیادہ کٹا ہو تو یا اوٹ کی آنکھ تیس حصے سے زیادہ کٹا ہو تو یا اوٹ کا سر تیس حصے سے زیادہ کٹا ہو تو ان سب جانوروں کو قمرانی کرنا درست نہیں اور باقی کراں کا کٹا یا انھیں بچ

فائدہ تیسرے کی اور مسجد الحرام کی فضیلت کے بیان میں

روایتِ براین عاقلان حضرت علیؑ و علیہ السلام نے واسطے کے گلیا اچھا شہر ہے تو اور میرے نزدیک یہ جو محبوب ہے اور اگر

ضعیف میں مروی ہو تو معنی اس کے اس کے موافق لے جاتے ہیں ہر حال ترجیح اسی مذہب کو جو مسکوتہ بخاری میں مذکور ہوگا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اور مسکوتہ میں ابن ابی شیبہ کا نقل ہے **مَا جَاءَنِي مَرِيضٌ مِّنَ الرِّجَالِ**
بِأَمْرٍ كَرِهَ اللَّهُ حِدْثُهُ میں فرمایا کہ جب بیمار آجائے جو اسے کراہی ہو تو اسے نہ کہہ دے اور اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 راہ میں اور جب یہ شریف کے قریب پہنچے غسل کے قبل داخل کچے کے مریض علیہ بین اور پانی نہ دھو کرے اور غسل نہ کرے
 اور اچھکے اپنے ہنسنے اور تنکیر سے ہنسنے اور غسل نہ کرے اور وہ جو لوگ جب تک کے قریب پہنچتے ہیں تو سواری سے اتر کر پہل
 مریض شریف میں جاتے ہیں کہ شیخ ابن ابی شیبہ کہنے لگے **فِيهِ لِحَاجَةٌ** کہ انھوں نے ذکر کیا کہ **مَا كَانَ أَذْخُلُ فِي الْأَكْدَابِ وَأَوْحَالِ الْكَانِ**
حَسَنًا یعنی جو غسل اب کا ہو تو وہ اچھا ہی اور جب زمین داخل ہو تو یہ دعا پڑھو **بِسْمِ اللَّهِ وَبِطَوْلِهِ اللَّهُ دِيْبُ أَذْخُلُ فِيهِ مَنْ تَلَّهَا**
وَأَخْرَجَنِي فَخَرَّ صِدْقِي اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَأَذْخُقْنِي مِنْ ذُنُوبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَى آلِكَ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ أَوْلِيَاءَكَ وَأَهْلَ طَاعَتِكَ وَاعْظُرْنِي وَأَذْخُقْنِي يَا خَيْرَ مَسْئُولٍ اور پانی نہ
 نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع سے پہلے اور نہ باز سے دم بھر درود شریف اور دل میں بخال کرنا جائز ہے یہ
 وہ شہر جو سینہ ہمارے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہے اور اسی جگہ قرآن اور وحی اونپر اترتی ہے اور یہ جگہ دین
 ایمان اور احکام کی گما حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ جتنے شہر میں نسبت تم ہوئے ہیں تو اگر مریض نہ کہ یہ فتح ہوا ہی رحم سے اسکا اور قرآن
 اور تحب ہی کہ مریض شریف میں جو اگر پہلے ہوا اسے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب پوچھا ایک شخص کہ کیوں نہیں ہوا تو فرمایا
 میں کہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ وہ دونوں ایک چارپائے کے گھر سے اوس معنی کو حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
 جب جب نبوی بنی اہل ہر دہا ہنایہ پہلے مسجد میں کہے اور اندھا دیکھ کر کہ **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ**
رَحْمَتِكَ اور مسجد میں باب جبریل بابا بالسلام سے داخل ہو کر باب جبریل سے جانا بتی اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي
الْبِقَاعَ مِنْ أَوْجَعِ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ وَأَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ وَأَحْجَرِ مَنْ دَعَاكَ وَاجْتَبَيْ مَرْضَاتِكَ
 پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ ہر کہ ستون منبر کا دایسے کندھے کے برابر چلے جائے مگر اچھے دو گانہ تحیت المسبح کا اور اگر
 اور یہ تمام موقع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہر وقت اہل من اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت علمی کو پوچھا پھر آئے
 قبر شریف پاس اور ہونے کے قبل دیوار کی طرف اور پھر کہ طرف قبلہ کے اور وہ جو فضیلت ابوالیث سے مروی ہے کہ کھڑا ہو کر ہونے کے
 طرف قبلہ کے سمیع نہیں ہو کر نہ کہ روایت کیا ابو حنیفہ نے سند میں حضرت سے کہ انھوں نے سنت سے یہ بات کہ آئے قونبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبلہ کی طرف سے اوڑھ کر اپنے قبلہ کی طرف پھر کہ **السلام عليك ايها النبي ورحمة الله**
وبركاته پھر کہ **السلام عليك يا رسول الله** **السلام عليك يا خير خلقي** **الله** **السلام عليك**
يا خير الناس **السلام عليك يا خير خلقك** **يا خير خلقك يا خير خلقك يا خير خلقك يا خير خلقك يا خير خلقك يا خير خلقك**
عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته **يا رسول الله** **ان لا اله الا الله وحده لا شريك له**
والله عبادك وعبادته **يا رسول الله** **ان لا اله الا الله وحده لا شريك له** **والله عبادك وعبادته**

۱۱۵	۴	الْفَقْمُ	۱۵۶	۲۲	زَنْس	۱۹۱	۱۹	ثِيَابُ الصَّبَاحِ	۳۳۳	۱۱	الطَّيْبُ	۱۱۵
۱۱۶	۵	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۱۴	بن العزیز	۱۹۵	۱۰	مَشْرِی	۲۸	۲۸	تَمِین	۱۱۶
۱۱۷	۶	مَشْرِی	۱۵۶	۱۹	عِیسَی	۱۹۰	۱۹	بَوَا	۲۱۲	۲۱	کَرِهَ	۱۱۷
۱۱۸	۷	تَمِین	۱۵۶	۲۵	یَعْنِی	۱۹۱	۱	مُحَاجَّج	۲۲۰	۵	اَحْمَرِی	۱۱۸
۱۱۹	۸	زَنْس	۱۵۶	۱۵	یَعْنِی	۱۹۱	۱	الْمُبَالِ	۲۲۰	۹	مَزَانِ	۱۱۹
۱۲۰	۹	کَرِهَ	۱۵۶	۵	عَبَادُ	۱۹۱	۳	وَبَاحِ	۲۲۸	۱۵	الشَّلْبِ	۱۲۰
۱۲۱	۱۰	مَشْرِی	۱۵۶	۲۲	زَنْس	۱۹۱	۱	مَهْرَانِ	۲۲۹	۱	زَدِی	۱۲۱
۱۲۲	۱۱	تَمِین	۱۵۶	۵	مَقْسَمِ	۱۹۱	۵	مَدَانِ	۲۲۹	۹	فَوْطَمِ	۱۲۲
۱۲۳	۱۲	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۲۸	مَوْمِنِ	۱۹۱	۱	لَمَکَابِ	۲۲۹	۲۰	تَرَوِی	۱۲۳
۱۲۴	۱۳	تَمِین	۱۵۶	۱۹	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۲۰	بَیَانِ	۲۳۳	۹	خَصِیْفِ	۱۲۴
۱۲۵	۱۴	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۲	الرَّهْمَانِ	۱۹۱	۳۳	نَقَرِ	۲۳۳	۳	بَیَانِ	۱۲۵
۱۲۶	۱۵	تَمِین	۱۵۶	۱۱	بَوَا	۱۹۱	۱۱	بَوَا	۲۳۰	۲۰	قَرِیْبِ	۱۲۶
۱۲۷	۱۶	مَشْرِی	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	مَعْنِی	۲۳۹	۲۲	خَدَفْنَا	۱۲۷
۱۲۸	۱۷	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۵	مَوْمِنِ	۱۹۱	۲۱	بَیَانِ	۲۳۱	۱۰	الْحَیَّی	۱۲۸
۱۲۹	۱۸	تَمِین	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۱	۱۵	رَوِی	۱۲۹
۱۳۰	۱۹	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۲۰	رَدِی	۱۹۱	۲۰	بَیَانِ	۲۳۱	۱۸	الْأَمَةِ	۱۳۰
۱۳۱	۲۰	مَشْرِی	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۱	۲۰	تَعْلَمَ	۱۳۱
۱۳۲	۲۱	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۱	۲۲	بَیَانِ	۱۳۲
۱۳۳	۲۲	تَمِین	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۱	۲۷	وَحْدَهُ	۱۳۳
۱۳۴	۲۳	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۲۵	شُكْرِی	۱۹۱	۲۱	لَاخِجْرُ	۲۳۳	۱۴	أَمَةِ	۱۳۴
۱۳۵	۲۴	مَشْرِی	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۳	۵	الْفَرْدِ	۱۳۵
۱۳۶	۲۵	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۳	۸	طَعُونِ	۱۳۶
۱۳۷	۲۶	تَمِین	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۳	۱۳	نَبِیْکَ	۱۳۷
۱۳۸	۲۷	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۳	۱۱	مَسْجِدَ	۱۳۸
۱۳۹	۲۸	مَشْرِی	۱۵۶	۱۱	طَبِیْعَةِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۳	۱۱	حَرَمَهُ	۱۳۹
۱۴۰	۲۹	ابن مَعْنَى	۱۵۶	۲۱	بَیَانِ	۱۹۱	۱۱	بَیَانِ	۲۳۱	۲۲	وَقِی	۱۴۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد مضافت سور مجتبیٰ بنو عابد کے یہ بیان سبب الزمان بانی طبع سبحانی للہنوی واللہ ولی نور محمدی مکتبی مرحوم
 واران بخیر و نیاز و اس کے تحت سلام خدمت علما و باخدا و محکمین و بزرگان با صدق و یقین بظہیر کتاب نور الہدایہ میں
 بعض اہل علم و فن نے اس شہر آید شریف و اکابر متعہد ریکٹ فحشد شہر احوال بخیر و ایضا الا بصار و حید الزمان بولف
 کتاب بایہ ۱۰۰ ماوراء مت کرنا کے واسطے گذار ہی کیا ہوا ہوتا ہے حق تعالیٰ نے خود ارادہ کو لوہو سے بچا کر غربت
 تحصیل میں مدد عطا فرمائی ہر معین پس بچہ تحصیل کرے جسے وہ نیک شمس و قایہ غیبی پڑھنا شروع کیا اور باوجود ان طبع حسد
 پڑھنا و تہجد و سکار و روزہ زبان اردو میں لکھا کہ یہ کیا بعض علماء حق پرست اوسکو دیکھ کر دایت و ارشاد فرمایا کہ یہ مجربہ مثل او
 رسالہ اردو عام فہم یعنی غیبی فوائد الہیہ اگر مسلسل اس کتاب کا مطالعہ باحادیث و اسناد معتبرہ ہو سکتا تو ہر خاص و عام کو
 مطلوب بلکہ اکثر علماء و مفتہاس و دیگر کو بدل محبوب ہے خوب ہوتا ہے جبکہ اوس ایام میں غیبت عاجزین ہوجتے تھے ہوجا
 جہاں پختہ ذاتی اور تمام جہاں اکثرہ و تجربات اور ہر ایک کے ہاں مختلف چھاپہ و قلمی کے مصداق تھے اور ہجوم آلام سے زندگی
 میاں اطفال بہت کم کی ہوتی تھی لیکن توجہ الی ہستاء ان شفیق سے حق تعالیٰ نے موی الیہ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ چند سے
 میں کہ کتاب ہادیہ شریف پڑھ کر لکھنا اس کتاب کا چند معین پس کی ہوتی تھی و کیا قریب ربع کے باقی رہا تھا کہ اس کتاب
 میں جسے المطالب اسے پڑھنے کے لئے دیا شدہ ہے آباد و کھن میں اگر اتفاق سکونت ہوا چند ماہ ہو جائے میرے ہونے کے لئے
 تکمیل کر کے یہ وقت ہمارے بعد ایک نسخہ کتاب فتح القدیر کا جناب مولانا مفتہدنا سیدی میر اشرف علی صاحب دام فیوض نے
 عنایت فرمایا کہ اسے تکمیل کیے ہو اور سبب چھپنے اور رواج پانے کے یہ ہوا کہ جب سے توجہ بنائیت معتمدہ الت سرکار فیض آثار
 نواب علی القاب فک ابقار مختار الملک بہا و راہ ام المہدیہ قبا لہم سے بخیر و دارہ کور زمرہ ملازمین میں شمل ہو چھپنا
 اس کتاب کا نسخہ و اس نسخہ و یہ انسان فی مقدمہ جانکر تمام ماہوار ذاتی اپنی فراہم کر کے باہج سوشنے طبع عالی نظامی واقعہ کا پتہ
 چھپا کر مدینہ مابجا کمون میں واسطے ملا خطہ بعض اکابر دیندار اور بزرگان عالی وقار کے ذریعہ ڈاک و انہ کیے توقع و حمت
 بزرگانہ سے یہ بکے جس مقام پر خطی اور نقصان نظر آئے اصلاح و دیگر اطلاع فرماوین اور سب سے توجہ دلی سے ام و فرماوین
 کہ حق تعالیٰ جل شانہ اپنی قدرت کاملہ سے استطاعت سامان تکمیل نقیہ مینون جدید و شرح و قایہ اور ترویج کتاب دینیہ کا بیعت
 اخروی ہو سیدہ ہم عالیہ بندگان فیض رسان پلنے کے عطا فرمائے اور رسید اس کتاب کی ہر ملک سے اس نشان پونا ہے جو
 کہ شہر حیدر آباد کھن قریب مندی میر عالم مرحوم متعل مکان مرثیہ سوار یک با تلبقا رسیدہ و حیدر الزمان و سچا زمانہ

وَاللّٰهُ التَّوْفِیْقُ وَ عَلَیْہِ التَّکْلِیْفُ

قطعه نایب از انشای کمالی که تازید این سخن خدای تعالی را در حق حرمیه جلالت و جلال معجزی صاحب کمال کی ادا ام التوفیق مضمون

حق اگاه علم و عمل است گاه به نکته جوهر بر طبقه در مقدس باین خفون شب موجب را آباد و جویبار غلغله و این ایچ دین جزو حساب تکرمین جو محبوب و اور علی خداوند و یاد و دیوانه سکن بر نی پایا است و غیر نفس تو جبر و سوان کابر لکمی بد و حسن بی و ناد کتاب یہ دفعه ہی آیات و احبار کما اجابتی را بل ل اهل جوش	فرید زمانه و حید الزمان بی جوش و ریاض طبع روان تخت خط باین مجر بیکران که بین جسمین ایسی گل بخور تعلی سلام پر بے گمان تو و صل نبی و علی و عیان که شوقه نظر تا آسمان گو بگو و حکمت و باب و ایمان نمونه است علم کبریه ان کھل جسته به باب و نمان بایک کنگنه بین پر و فشان بنائین اس آینه کو حیر جان کھلی بتات زبیری بھی نشان	نایب و شان و شمع و حدیث تجربہ و ادو خلق کمال اطاعت گذار و عبادت شعاع نہیں ار جگہ کونسا علوف و لی ولایت بھی معصوم الہی بحق نبی و علی سخن فہم حق فہم و فہم یو بین جبار کان ہر یک نام ہو اتر سی قد رانی پس بھلا کست ہوا س قایکی کرج ہوئی ہوئے مطبوع و مصبوع خلق زکی کھ تیار بیخ تمام طبع کہ شرح و قافیہ زہندی زبان	باغت کلام و فصاحت بیان مقالات شریعی ہمہ بر زبان بحسن عمل کامل الامتحان یہی شہر ہی فخر ہندوستان یہ عصمت انبیا کائنات یہ والی رسد تا قیام جهان رعیت پناہ و عدالت نشان ہر اک متمدن ہر اک راز دہنا وحید الزمان بھی وحید الزمان یہ صل عقود اور یہ اردو زبان بفضل خداوند کوئی مکان عقیدت شرح و قافیہ ہر زبان
--	--	---	---

قطعه نایب از انشای کمالی که تازید این سخن خدای تعالی را در حق حرمیه جلالت و جلال معجزی صاحب کمال کی ادا ام التوفیق مضمون

و جب ان زمان کی گمت از فرخ برست پائین و تہمت کتاب فقہ و شرح و قافیہ مسلحت سے ہر ہین سرفرا	و خط و فضل کہ ہر ہین ہشت طبیعت و کمال و نشان مسائل سے ہر ہین ہشت ہر ان سطر اسکی ہر ہین ہشت لکھا و الا سال اس تمجید کا	مسیح زمان ہین انکے والد و دین کا حقائق سے ہین ہشت کیا ہی ترجمہ ہندی ہین اسکا مسائل کی عبارت وہ سلسل ہو انور الہدی خوب لکھش	نفاضل ایسا رکھتی ہر ہین ہشت و وہ مسکینا عارف ہین ہشت فصاحت جسکی جو ہر ہین ہشت نہ دین تہدی ہو و مشوش
--	---	--	--

قطعه نایب از انشای کمالی که تازید این سخن خدای تعالی را در حق حرمیه جلالت و جلال معجزی صاحب کمال کی ادا ام التوفیق مضمون

بعد یہ محبوب علی شاہ باضلاق نکو و عدل و احسان جهان شادان حسن و قضا بفضل حق تشوہ مستوب عالم	کہ در طغی خدا و دشمن رایت دل غمیدہ گار زور رعایت خدا و ارد برو و اکر رعایت خلایق را زور کرد و رعایت گو شمر گفت بافت زلف طیف	عجب یوان و مختار ملک است چنان افروز قدر عالم از وحید عصر و کیتا سے زمانہ جو طبعش یافت انجام و پذیرفت شود بافتہ آن نور الہدایت	بجز خلق پر و بار داریت کہ با کشید و ذیل حمایت نوشہ شرح و رسن بدایت بقلم فکر تا بخش سرایت
---	---	---	---

[illegible]

جنسوں ملک جیسے وعیام بیج ومام ہابی وناگ انکو مصنفہ کی

[illegible][illegible]

مفتی محمد رفیع الدین

یہی کتاب ایسی تسلیم ہو
یہی وجہ کی نہ ایسی بھی

مفتی محمد رفیع الدین

یہ شرح وقایہ بخوبی پس
۱۲۱۵ھ

کدو مسیح کی اسکے تاریخ تم

ہو العنی
اشعار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ۱۲۱۵ھ
بھی رجسٹری گورنمنٹ میں داخل ہوئی
کوئی شخص بدون اجازت عا جڑ کے
قصہ چھاپنے کا کرے

جو نام حسد اچشمہ فیض ہو

وہ اردو کی شرح وقایہ بھی

از مکتبہ اسلامیہ

لکھی اسکی تاریخ تسلیم نے
یہ احتجاجاً چشمہ فیض ہو
۱۲۱۵ھ

ایضاً نام